ابراہم لنکن

ڈیل کارنیگی

مترجم اسلم کھوکھر

تعارف

ڈیل کارنیگی 24 نومبر 1888ء کو امریکہ میں ول منروری کے مقام پر پیدا ہوا، کون کہتا ہے کہ وہ 1955ء کو انتقال کر گیا۔ یہ درست ہے کہ اس کا انتقال ہو گیا، مگر وہ لاکھوں کروڑوں بلکہ اربوں قارئین کے دلوں میں اپنی بے مثال تحریروں کی صورت میں زندہ ہے۔ اس کی ابدی زندگی اور شہرت دوام کا اندازہ اس بات سے لگا لیں کہ ڈیل کارنیگی نے جن اداروں سے فیض اکتساب کیا، ان اداروں کی عزت و توقیر میں نہ صرف اضافہ ہوا، بلکہ تشنگان علم اس کی مادر علمی کے در و دیوار کو دیکھنا بھی قابل فخر گردانتے تھے۔ کارنیگی نے سٹیٹ ٹیچرز کالج وارنز برگ میں 1904ء سے لے کر 1908ء تک امریکن اکادمی ڈرامیٹک نیویارک میں 1911ء اور کولمبیا یونیورسٹی سکول آف جرنلزم سے 1914ء میں تعلیم حاصل کی۔ اس نے لازوال شہرت کی حامل کتابیں تصنیف کیں۔ ایسی کتابیں تصنیف کرنے کا خیال تو ہر لکھاری دیکھتا ہے۔ مگر ایسی تعبیر کارنیگی جیسے افراد ہی کو ملتی ہے۔ کارنیگی نے صرف اپنی کتابیں ہی نہیں لکھیں، بلکہ قائل و متاثر کرنے کے طریقوں پر نیز گفتگو اور تقریر کے فن سے روشناس کرانے والے ادارے بھی چلائے، جہاں پر ایسے علوم و فنون پر عملی تربیت دی جاتی

تھی۔ کارنیگی امریکہ کے ستر اخباروں میں مخصوص موضوعات پر کالم بھی لکھا کرتا تھا۔ اس کی تمام کتب کے انگریزی سے اقوام عالم کی تقریباً تمام زبانوں میں تراجم شائع ہو چکے ہیں۔

یہ بات بغیر کسی شک و شبے کے کہی جا سکتی ہے۔ بلکہ اس کی تصدیق تو چہار دانگ عالم سے ہو چکی ہے کہ جس سے کسی کو ذرہ برابر بھی تشکیک نہیں ہے۔ کہ کارنیگی فن تقریر اور شخصیت سازی کا بانی ہے۔ وہ ابتداء سے اب تک شہرت کے سب سے اونچے مینار پر کھڑا ہے۔ اور اس مینار کی بنیاد اس بات پر استوار ہوئی کہ انتہائی مشکل اور کٹھن دور اور حالات میں کام یابی اور کامرانی سے ہمکنار ہوا جا سکتا ہے۔ اس کی کتابوں کی مقبولیت کا اندازہ اس بات سے لگالیں کہ جب اس کی کتاب (How to win friends and influence people) 1936ء میں شائع ہوئی تو اس کی ایک کروڑ کاپیاں فروخت ہوئیں۔ بین الاقوامی زبانوں کے تراجم کی اشاعت کے اعداد و شمار اس میں شامل نہیں،

اس کی کتابوں کی مقبولیت کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ وہ اپنی کتابوں میں کام یابی اور کام رانی کے راز تجربات کے ذریعے افشاں کرتا تھا۔ نیز وہ ان کتابوں میں خاکے اور اشکال اور امثال کی مدد سے قارئین کو الجھنوں اور دیگر جھنجھٹوں سے نجات دلاتا۔ اس کا انداز نگارش سادہ،

سہل، دل نشین اور عام روزمرہ کے مطابق ہوتا۔ اس کی تحریر جادو سے مرصع ہوتی، وہ جادو یہ تھا کہ اس کے دل و دماغ میں یہ بات راسخ ہو چکی تھی کہ انسانیت کی فلاح و بہبود کی جائے، اور مسائل کے گرداب بھنور میں ڈولتی ہوئی ناؤ کو منجدھار سے نکال کر کامیابیوں کے ساحلوں تک کیسے پہنچایا جائے۔ اس کی باتوں تحریروں، انداز گفتگو اور کتب میں اتنی اثر پذیری کا راز یہ تھا کہ وہ دل سے بات کرتا تھا۔ اور وہ دل پر اثر کرتی تھی۔ اس اثر انگیزی سے سحر انگیزی کے چشمے پھوٹتے تھے۔ جو علم و عمل کے پیاسوں کی تشنگی بجھاتے تھے۔۔

کارنیگی کی تحریروں اور تقریروں کا مرکز و محور یہ رہا ہے کہ وہ کہتا ہے کہ یقین اور اعتماد کی ڈور کو اپنے ہاتھ سے چھوٹنے نہ دو۔ پھر آپ کی خواہشات کی پتنگ نیلگوں آسمان کی بلندیوں کو چھو کر رہے گی۔۔ وہ انسانوں سے محبت کرنے کا درس دیتا تھا۔ اور وہ اپنے قاری کو اپنے گر اور فن سے آگاہ کرتا تھا۔ جس سے وہ لوگ جو دوسروں کے سامنے ہیچ نظر آتے تھے۔ اور ان کے گرد حقارت کا ہالہ مضبوط سے مضبوط تر ہو جاتا تھا۔ وہ انہیں دوسروں کے دلوں کو اپنا مسکن بناتے تھے۔ اور انہیں وہاں پر ہمیشہ کے لئے مکین ہو جانے کی تلقین فرماتا تھا۔ اور مکین ہو جانے کی تراکیب سکھاتا تھا۔ اپنے قرب و جوار اور معاشرے اور ملک کے اندر اپنی عزت و احترام اور اپنے کھوئے ہوئے وقار اور پامال شدہ

ساکھ کے ملبے سے تعمیر نو کی بنیاد رکھنے کے لئے خود معمار کی طرح مختلف زاویے اور طریقے اور ہنر سکھاتا تھا۔ اور جب تک قاری ان انہدام شدہ کھنڈروں سے نئی عمارت تعمیر نہیں کر لیتا۔ وہ خود بھی ہمت نہیں ہارتا۔ اور نہ ہی قاری کو عزم و استقلال کے ہتھیار رکھنے دیتا ہے۔

ڈیل کارنیگی نے اپنی عملی زندگی کا آغاز ایک آہنی خود فروخت کرنے والی کمپنی سے کیا۔ اور اپنے تجربات اور مشاہدات کو اپنی کتاب

"Public Speeking and Influe nce Men in business

جو کہ 1931ء میں شائع ہوئی۔ اس کے بعد اس نے بطور استاد وارنز برگ میں سٹیٹ ٹیچرز کالج میں تدریسی فرائض سرانجام دیئے۔

ڈیل کارنیگی کی کتابیں دنیا کے بیشتر ممالک کے تعلیم اداروں کے نصاب میں شامل ہیں۔ اس کی کتابیں ان ممالک کے نصاب میں عملی تدریس کے طور پر پڑھائی جاتی ہیں۔ جہاں پر اس بات کی تربیت دی جاتی ہے کہ مرد و زن کس طرح اور کن اصولوں اور قاعدوں پر عمل کر کے کامیاب زندگی گزار سکتے ہیں۔ نیز دوسروں سے کس طرح قابل قدر اور قابل احترام رشتوں کو استوار رکھا جا سکتا ہے۔

ڈیل کارنیگی کتنا بڑا ماہر نفسیات ہے۔ کہ اس نے ایسے موضوعات کو انتخاب کیا۔ کہ اس کے موضوعات سے ہی اندازہ ہو سکتا ہے۔ کہ اس نے مایوسیوں اور محرومیوں کے دل دل میں دھنسے ہوئے لوگوں

کو کامیاب زندگی کی شاہراہ پر ڈال دیا۔ وہ ایک ماہر نباض کی طرح اپنے امراض کا کامیابی سے علاج کرتا ہے۔ جس میں نہ ہینگ لگتی ہے، اور نہ پھٹکری، بس صرف اس کی کتابوں کا مطالعہ کرنا شرط ہے۔ ڈیل کارنیگی ناکامی، نامرادی، اور مایوسی جیسی تاریکیوں کے بطن سے مسرتوں کی سحر تک پہنچاتا ہے۔ وہ ہمت اور حوصلے پر اسی قدر یقین رکھتا ہے کہ بڑی سے بڑی جنگ جیتنے تک وہ پسپائی جیسے الفاظ سے ناآشنا ہے۔

ہم زندگی کی جنگ میں ہارے ضرور ہیں
لیکن کسی محاذ پر پسپا نہیں ہوئے۔

فکشن ہاؤس کا کردار قابل تحسین ہے۔ کہ وہ بین الاقوامی شہرہ ء آفاق کتب کے تراجم اور آفاقی حیثیت کی کتابیں شائع کر کے کتابوں کو نئی زندگی اور نئے قارئین دے رہا ہے۔

اسلم کھوکھر
لیکچرار شعبہ اردو
پی۔اے۔ایف شاہین کالج لوئر ٹوپہ (مری)

پیش لفظ

کیوں اور کیسے

کچھ عرصہ گزرا کہ میں لندن کے ایک ہوٹل ڈائزرٹ (Dysart) میں ناشتہ کر رہا تھا۔ اس وقت موسم بہار پورے جوبن پر تھا۔ میں حسب معمول ''مارننگ پوسٹ'' میں کالم لکھا کرتا تھا۔ اس کا ایک مضمون ابراہام لنکن کے بارے میں اس روزاخبار میں شائع ہوا۔ یہ مضمون ابراہام لنکن کے سیاسی کارناموں کے علاوہ اس کے کردار اور عملی ارتقاء کے متعلق تھا۔ اور اس کی ذاتی زندگی پر خاطر خواہ روشنی ڈالتا تھا۔ میں نے مضامین کا یہ سلسلہ گہری دل چسپی سے مطالعہ کیا۔ جو میرے لئے حیرانی کا باعث بنا۔ میں نے اپنی زندگی کے پہلے بیس سال مڈل ویسٹ (Middle West) میں گزارنے تھے۔ جو ابراہام لنکن کے گاؤں سے زیادہ فاصلے پر واقع نہیں تھا۔ مزید براں مجھے امریکہ کی تاریخ کے ساتھ بھی گہری دل چسپی تھی۔ ان حالات کی بناپر میں کہہ سکتا تھا۔ کہ میں ابراہام لنکن کے سوانح حیات سے باخبر ہوں۔ لیکن جلد ہی میری یہ غلط فہمی دور ہوگئی۔ میں امریکن تھا، لیکن انگلستان میں ایک آئرش کے مضامین کا مطالعہ کرنے آیا تھا۔ تاکہ ابراہام لنکن کے متعلق اپنے علم کی تشنگی دور کرسکوں۔ یہ اس امر کا کافی ثبوت تھا کہ ابراہام لنکن کی دوڑ دھوپ اور تگ و دو کی کہانی بنی نوع انسان کی تاریخ میں نہایت حسین اور دل کش کہانیوں میں سے ہے۔

کیا یہ تاسف انگیز عدم واقفیت میرے ہی ساتھ مخصوص تھی۔ یہ بات میرے لئے باعث حیرت تھی۔لیکن میں زیادہ دیر تک حیرانی کے عالم میں نہ رہا۔میں نے بلا تاخیر اپنے ہم وطنوں کے ساتھ اس عنوان پر گفتگو کی اور انہیں بھی اپنے جیسا پایا۔وہ بھی میری طرح ابراہام لنکن کے متعلق صرف یہی جانتے تھے کہ وہ کیلوں کی کٹیا میں پیدا ہوا۔اسے کتابیں مستعار لینے کے لئے کئی کئی میل پیدل سفر کرنا پڑتا تھا۔اور انہیں رات کو انگیٹھی کے سامنے دراز ہو کر پڑھتا تھا۔بعد ازاں وہ وکیل بنا۔وہ مزاحیہ قصے اور کہانیاں سناتا تھا۔وہ کہا کرتا تھا کہ انسان کی ٹانگیں اتنی لمبی ہونی چاہیئے کہ آسانی سے زمین تک پہنچ سکیں۔وہ دیانت دار ''ایب'' (Abe) کہلاتا تھا۔اس نے ایک جج ڈگلس کے ساتھ مباحثہ کیا تھا۔جب انتخاب ہوا تو وہ امریکہ کے پریذیڈنٹ کے عہدہ جلیلہ پر سرفراز ہو گیا۔وہ ریشمی ہیٹ پہنتا تھا۔اس نے غلامی کے خلاف جدوجہد کی اور غلاموں کو آزاد کرایا۔انجام کار واشنگٹن کے ایک تھیٹر میں جب وہ ڈرامہ سے لطف اندوز ہو رہا تھا، گولی کا نشانہ بنا دیا گیا۔

''مارننگ پوسٹ'' کے ان مضامین کے مطالعہ کے بعد میرے دل میں خاص جذبہ پیدا ہو گیا۔جس کے پیش نظر میں برٹش موزیم (British Museum) لائبریری میں پہنچا۔

وہاں میں نے بہت سی کتابیں حالات زندگی کے متعلق مطالعہ کیں۔جتنی زیادہ کتب پڑھتا تھا، لنکن کے متعلق میرے دل میں اور بھی زیادہ کشش ہوتی تھی، حتیٰ کہ میرے بدن میں آگ سی لگ گئی۔اور میں نے ابراہام لنکن کے متعلق ایک کتاب

لکھنے کا فیصلہ کیا۔ مجھے معلوم تھا کہ مجھ میں ایسے مصنف کی صلاحیتیں مفقود ہیں، جو عالموں اور تاریخ دانوں کے لئے تصنیف کرتا ہے۔ میرے دل میں یہ خیال بھی گزرتا تھا کہ پہلے اس موضوع پر کتب کیا کم ہیں؟۔ کہ ان جیسی ایک اور کتاب لکھ کر غیر ضروری اضافہ کیا جائے۔ تاہم لنکن کے متعلق مجھے مزید مطالعہ کر کے یقین ہو گیا کہ ابھی لنکن کی سوانح عمری پر ایسی کتاب کی حقیقی ضرورت موجود ہے۔ جو دلچسپ پیرائے میں ہو۔ اور ایک کاروباری شہری کے لئے بھی مفید ہو۔ چنانچہ میں نے ایسی ہی کتاب لکھنے کی کوشش کی ہے۔

میں نے اس کتاب کی تیاری کے لئے دو سال جان فشانی سے کام کیا۔ لیکن مسودہ کو غیر تسلی بخش پا کر ردی کی ٹوکری کی نذر کر دیا۔ اس کے بعد میں الی ناسی چلا گیا۔ (alli Nosi) چلا گیا۔ تا کہ قضیہ زمین برسر زمین چکا سکوں۔ یہ وہی جگہ تھی کہ جہاں ابراہام لنکن نے اپنی خوابوں کی دنیا بسائی تھی، اور محنت شاقہ سے کام کیا تھا۔ میں کئی ماہ تک ان لوگوں کے ہمراہ رہا۔ جن کے آبا نے سروے کرنے، باڑیں لگانے اور سٹوروں کو منڈیوں کی طرف ہانکنے میں ابراہام لنکن کا ہاتھ بٹایا تھا۔ یہاں میں پرانی کتب، خطوط، تقاریر، بھولے بسرے اخباروں اور ضروری عدالتی دستاویزات کے مطالعے میں محو رہا۔ تا کہ اس بطل عظیم کے حالات سے براہ راست واقفیت حاصل کر سکوں۔ میں نے ایک موسم سرما چھوٹے سے گاؤں پیٹرز برگ میں گزارا۔ یہ نو آبادیاں نیو سلیم سے صرف ایک میل کے فاصلے پر ہے۔ جہاں پر ابراہام لنکن نے اپنا خوشیوں سے بھرپور زمانہ گزارا تھا۔ اور زندگی کی تشکیل کی تھی۔ یہاں

اس نے چکی چلائی، جنرل سٹور کا کام کیا۔ قانون کا مطالعہ کیا۔ لوہار کی حیثیت سے کام کیا۔ مرغوں کی لڑائی اور گھڑ دوڑ میں ریفری کے فرائض سرانجام دیئے۔ اسی جگہ وہ محبت کے دام کا اسیر ہوا۔ اور اس کا دل پاش پاش ہو گیا۔

جب نیو سلیم صحیح معنوں میں آباد تھا۔ اس وقت بھی اس کی آبادی یک صد نفوس سے زیادہ نہ تھی۔ اور یہ نہایت مختصر عرصہ یعنی دس برس تک آباد رہا۔ کیونکہ جب ابراہام لنکن نے اسے الوداع کہا تو یہ بالکل بے آباد ہو گیا۔ پھر کیا تھا، کھنڈر مکانات، میں چمگادڑوں اور ابابیلوں نے بسیرا لے لیا۔ یہ علاقہ نصف صدی تک چراگاہ کا کام دیتا رہا۔ چند سال پیشتر ''الی ناسی'' (Illi Nosi) کی ریاست نے اس علاقہ کو اپنی تحویل میں لے لیا۔ یہاں پبلک پارکوں اور کیلیوں کا ہو بہو نمونہ تیار کیا گیا۔ جو سو سال پہلے یہاں موجود تھا۔ اب تو الی ناسی کا ویران گاؤں ویسا ہی دکھائی دیتا تھا۔ جیسا تقریباً سو سال پہلے یہاں موجود تھا۔ وہی شاہ بلوط کے درخت وہاں کھڑے ہیں۔ جن کے سائے میں لنکن بیٹھتا اور مطالعہ کرتا تھا۔ میں اپنا ٹائپ رائیٹر ''پیٹرز برگ'' سے موٹر میں رکھ کر روزانہ وہاں لے جاتا تھا۔ یہ نہایت ہی پیاری اور دلکش جگہ تھی، میں محسوس کرتا تھا، گویا ابراہام لنکن وہاں موجود ہے۔ میں اکثر موسم گرما کی راتوں کو وہاں جایا کرتا تھا۔ سانگامن (Sangaman) ندی کے کناروں پر درختوں میں ننھے ننھے اور پیارے پیارے پرندے چہچہاتے تھے۔ اور چٹکی ہوئی چاندنی مقامی شراب خانوں کی چوٹیوں کو اجاگر کرتی تھی۔ اس نظارے کو دیکھ کر میرے دل میں یہ خیال گزرتا کہ ایسی ہی چاندنی راتوں میں لنکن اور این رٹلج

(Anne Rutledge) باہوں میں باہیں ڈالے یہاں سیر وتفریح کرتے ہوں گے۔ رات کے وقت پرندوں کے چیخنے کی آوازیں سنتے اور خوش آئند خواب دیکھتے ہوں گے۔ افسوس صد افسوس یہ خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکے۔ پھر بھی میرا خیال ہے کہ ابراہام لنکن کو اس ماحول میں انتہائی خوشی حاصل ہوتی ہوگی۔ جب میں لنکن کی پیاری رفیقہ حیات کا واقعہ قلم بند کرنے لگا تو میں نے اپنی چھوٹی سی تہہ ہو جانے والی میز اور ٹائپ رائٹر کار میں رکھا۔ دیہاتی سڑکوں اور چراگاہوں میں سے گزرتا ہوا باہر نکل گیا۔ یہاں تک کہ میں اس خاموش مقام پر پہنچا، جہاں ''این رٹلج'' محو خواب تھی۔ یہ ویران جگہ تھی اور اس کی خواب گاہ پر خودرو پودے اگے ہوئے تھے۔ اس کے قریب پہنچنے کے لئے ان کی کٹائی ضروری تھی۔ یہ وہ جگہ تھی، جہاں لنکن آنسو بہانے آیا تھا۔ اور یہ جگہ اس کی اندوناک کہانی کا نقطہ آغاز تھا۔

اس کتاب کے بیشتر ابواب سپرنگ فیلڈ (supring Field) میں تحریر کیے گئے تھے۔ جہاں لنکن نے سولہ درد بھرے سال گزارے۔ اور چند ابواب اس ڈیسک پر بیٹھ کر لکھے گئے ہیں۔ جس پر لنکن نے پہلا افتتاحی خطاب تیار کیا تھا۔ باقی اس مقام پر قلمبند ہوئے جہاں وہ میری ٹاڈ (Mary Tad) سے ملاقات کرنے اور اس سے دوٹوک باتیں کرنے گیا تھا۔

ڈیل کارنیگی

حسب ونسب

ہیرڈزبرگ میں جسے اس زمانے میں فورٹ ہیرڈ (Fort Harrod) کے نام سے موسوم کیا جاتا تھا۔ این میک گنٹی (Anne Mc Ginty) ایک عورت رہا کرتی تھی، تاریخ سے یہ پتا چلتا ہے کہ این اور اس کا خاوند ''کینٹکی'' میں پہلی مرتبہ سور بطخیں اور چرخہ لائے تھے۔ اور کہا جاتا ہے کہ وہ پہلی عورت تھی جو اس تاریک اور خونی ویرانے میں مکھن تیار کرتی تھی۔ لیکن اس کی حقیقی شہرت کا باعث اس کے معاشی اور پارچہ بافی کے کارخانے تھے۔ جو اس نے سرانجام دیئے۔ اس گمنام علاقے میں نہ روئی اگائی جاتی تھی اور نہ ہی اس کی خرید وفروخت ہوتی تھی۔ یہاں بھیڑیں بھی پالی نہیں جاتی تھیں، کیونکہ جنگلی بھیڑیے انہیں کھا جاتے تھے۔ اس لئے لباس تیار کرنے کے لئے کسی ریشے کا مہیا کرنا تقریباً ناممکن تھا۔ لیکن ذہین اور ہوشیار میک گنٹی نے دھاگہ کاتنے کا سامان مہیا کر ہی لیا۔ وہ روئیں دار پودے اور بھینسوں کے بالوں سے دھاگہ تیار کرتی تھی۔ یہ نہایت شاندار دریافت تھی۔ گرہستن عورتیں سینکڑوں میل کا سفر کر کے اس کے مکان میں آ ڈیرہ جماتی تھیں۔ اور نیا ہنر سیکھتی تھیں۔ جب وہ کاتنے اور بننے کے کام میں مصروف ہوتی تھیں تو ان میں بات چیت بھی جاری رہتی تھی۔ لیکن ان کی گفتگو صرف روئیں دار پودے اور بھینسوں کے بالوں کے متعلق ہی نہیں ہوتی تھی۔ بلکہ سوسائٹی کے ہر موضوع پر باتیں کی جاتی تھیں۔ اور کئی دفعہ ان کی گپ بازی اخلاق سے بھی گری

ہوئی ہوتی تھی۔ این گنئی کا جائے قیام جلد ہی رسوائی اور فضیحت ناک گفتگو کے لئے مشہور ہو گیا۔ اس زمانہ میں زنا گو قابل گرفت جرم تھا۔ مگر ولد الزنا ہونا ایک معمولی بات سمجھی جاتی تھی۔ یہ امر بالکل واضح تھا کہ این گنئی کسی اور موضوع سے اتنا لطف اندوز نہیں ہوتی تھی۔ جتنا بے راہ رو لڑکیوں کی کہانی سے لطف اٹھاتی تھی۔ یہ ایسی لڑکیاں تھیں جو بے راہ روی اختیار کرتیں، زنا کے جرم میں پکڑی جاتیں اور ان پر عدالت میں مقدمہ چلایا جاتا تھا۔

این گنئی کی اطلاع کے مطابق ۱۸۴۳ء میں ہیرڈ زبرگ کی عدالت میں سترہ مقدمات کی ساعت ہوئی۔ ان میں سے آٹھ زنا کے مقدمات تھے۔ ان میں سے ایک وہ بھی تھا جو گرینڈ جیوری کے سامنے 24 نومبر 1789ء کو پیش ہوا۔ یہ لیوسی ،،،،، پینکس کا زنا کا مقدمہ تھا۔ یہ اس کا پہلا جرم نہیں تھا۔ وہ ورجینا میں اس سے قبل کئی دفعہ یہ جرم کر چکی تھی۔ ورجینا میں پینکس کا کنبہ دریائے ریلے ہیناک اور پوٹو میک کے درمیان تنگ پٹی کی صورت میں واقع تھا۔ اس میں کئی اور قبائل بھی آباد تھے۔ 1781ء میں جنرل واشنگٹن اپنے ساتھ ایک مہمان جنرل لافیٹی کو لایا۔ ہر شخص اس معزز فرانسیسی کو دیکھنے کا شائق تھا۔ جو جنرل واشنگٹن کی امداد کر کے لارڈ کارنوالس کی فوج کو زیر حراست لایا تھا۔ جب دعا ختم ہو گئی تو تمام لوگ ان جرنیلوں کے ساتھ مصافحہ کرنے کے لئے گرجے کے باہر ایک قطار میں کھڑے ہو گئے، جنرل لافیٹی کو نہ صرف ملٹری کے معاملات میں دلچسپی تھی، بلکہ وہ نوجوان خوب صورت عورتوں میں بھی گہری دلچسپی لیتا تھا۔ اس کا طریقہ کار یہ تھا کہ جب اس کے

ساتھ عورتوں کا تعارف کرایا جاتا تو جو اس کیلئے زیادہ کشش کا باعث ہوتی، بوسہ دے کر اس کی حوصلہ افزائی کرتا تھا۔

ایک دن صبح کے وقت اس نے چرچ کرائسٹ کے سامنے سات لڑکیوں کو بوسہ دیا۔ اور ایسا کرتے ہوئے اس نے نہایت وضاحت اور ملائمت کے ساتھ گفتگو کی، ان سات خوش قسمت لڑکیوں میں سے جن کو بوسہ دیا گیا تھا۔ ایک لیوسی ہینکس بھی تھی۔ اس کے بعد واقعات کا ایسا سلسلہ شروع ہوا کہ جس نے ریاستہائے متحدہ امریکہ کے مستقبل پر جنگوں کی نسبت بھی زیادہ گہرا اثر ڈالا۔ اس صبح مجمع میں ایک کنوارہ رئیس موجود تھا۔ جس کے متعلق طویل عرصہ سے مشہور تھا کہ اس کا ہینکس ...... کے خاندان سے تعلق ہے۔ یہ خاندان بالکل ناخواندہ، گھٹیا اور نہایت غریب زندگی بسر کرتا تھا۔ لیکن اس صبح تو معاملہ ہی کچھ دیگر تھا۔ لافیٹی نے لیوسی ہینکس ...... کی قدر سے کچھ زیادہ ہی حوصلہ افزائی کی تھی۔ اس آبادکار نے فرانسیسی نوجوان کو آنکھ اٹھا کر دیکھا۔ دونوں ہی خوب صورت عورتوں کے قدردان تھے۔ بس پھر کیا تھا۔ یہ نوجوان لیوسی ہینکس کے خوابوں میں کھو گیا۔ جب اس نے لیوسی ہینکس کے متعلق سوچنا ختم کیا، تو اس کے ذہن میں ایسی بہت سی مثالیں آئیں، جن سے یہ ثابت ہوتا تھا کہ بہت سی عورتیں جنہوں نے لیوسی ہینکس کی طرح حالات سے مجبور ہو کر غریب گھرانوں میں پرورش پائی، اور حکمرانوں کی رفقاء حیات بنیں۔ دوسری جو تقریباً ناخواندہ تھی، لوئی پانزدہم کے ماتحت فرانس کی حکمران بنیں۔ ایسی مثالیں اس نوجوان کے لئے بڑی تسکین کا موجب تھیں۔

یہ اتوار تھا۔۔لیوسی ہینکس ۔۔۔۔۔کی یاد اسے بہت ستا رہی تھی، چنانچہ وہ منگل کی صبح کو چھوٹے سے گندے مکان میں پہنچ گیا۔ جہاں لیوسی ہینکس کا کنبہ رہتا تھا۔ اس نے لیوسی ہینکس کو اجرت پر اپنے کھیت میں کام کرنے کے لئے حاصل کر لیا۔اس کے پاس پہلے بھی بہت سے غلام تھے، اسے فی الحال تو کسی مزید ملازم کی ضرورت نہ تھی، لیکن اس نے لیوسی ہینکس کو اپنے ہی گھر میں ہلکا سا کام دے دیا۔ اور غلاموں کے ساتھ میل جول رکھنے کے لئے کوئی ہدایت نہ دی۔ورجینا کے بہت سے امیر خان دانوں میں یہ رواج تھا کہ وہ اپنے بچوں کو پڑھانے کے لئے انگلینڈ میں تعلیم دلاتے تھے۔لیوسی ہینکس کے اجر نے انگلینڈ میں تعلیم پائی تھی، اور وہ واپسی پر اپنی پسند کی بہت سی کتابیں امریکہ لایا تھا۔ ایک دن وہ اچانک لائبریری میں گیا تو اس نے لیوسی کو جھاڑن ہاتھ میں پکڑے زمین پر بیٹھے پایا۔وہ تاریخ کی ایک کتاب سے تصاویر دیکھ رہی تھی۔ایک ملازم کے لئے یہ عجیب بات تھی، لیکن لیوسی کے مالک نے اسے منع نہیں کیا۔ اس نے لائبریری کا دروازہ بند کیا اور تصویروں کے نیچے جو تصویروں کے متعلق عبارت تھی، اسے پڑھ کر سنائی۔اور اس کا مطلب بھی کسی حد تک سمجھایا۔اس نے بظاہر بڑی دل چسپی سے سنا۔اور بالآخر اس نے اس بات کا اظہار کیا کہ وہ لکھنا، پڑھنا سیکھنا چاہتی ہے۔1781ء میں کسی ملازم لڑکی کی یہ خواہش کتنی حیران کن تھی۔اس کا اندازہ لگانا ہمارے لئے اس زمانے میں ناممکن ہے۔ورجینا میں اس زمانے میں سکول نہ تھے۔جہاں بلا کسی پابندی کے تعلیم حاصل کی جا سکتی۔پچاس فی صد ریاست کے مالک بھی لکھ پڑھ نہ سکتے تھے۔عورتیں

تو تمام کی تمام صرف انگوٹھے ہی لگاتی تھیں۔ لیکن یہ ملازم لڑکی لکھنا، پڑھنا سیکھنا چاہتی تھی۔ ورجینا کا اعلیٰ طبقہ اس بات کو خطرناک سمجھتا تھا۔ لیکن یہ بات لیوس کے آجر کے دل کو لگی، اور اس نے رضاکارانہ طور پر اس کا اتالیق بننا پسند کرلیا۔ اسی شام کھانا کھانے کے بعد وہ اسے لائبریری میں بلا لایا، اور اسے حروف تہجی سکھانے شروع کردیئے۔ کچھ ہی دنوں بعد اس نے ہجے سیکھ لیے، وہ بتا سکتی تھی کہ الفاظ کیسے بنتے ہیں۔ وہ اسے طویل عرصہ تک پڑھاتا رہا، اور جس کا نتیجہ نہایت حوصلہ افزا رہا۔

اس خاتون کے خط کا نمونہ جو ہمارے پاس موجود ہے، ظاہر کرتا ہے کہ وہ بڑے بڑے حروف میں لکھتی تھی اور بڑے اعتماد کے ساتھ روانی سے لکھتی تھی۔ اس کی تحریر میں اس کی شخصیت اور روح اجاگر ہے۔ یہ معمولی کامیابی نہ تھی۔ جب پڑھائی اور ہجے کے اسباق ختم ہوگئے تو لیوس اور اس کا اتالیق شانہ بشانہ لائبریری میں بیٹھے تھے، اور انگیٹھی کی آگ کے لپکتے شعلوں اور جنگل میں چاند کے ہالے کا مشاہدہ کرتے تھے۔

لیوس کو اپنے اتالیق کے ساتھ محبت ہوگئی۔ وہ اس پر اعتماد کرنے لگی، لیکن اس کا اعتماد کچھ ضرورت سے زیادہ تھا۔ پھر پریشانی کے ہفتے آئے، وہ کچھ کھا پی نہ سکتی تھی۔ وہ بمشکل سو سکتی تھی۔ اسکا چہرہ اترا ہوا تھا۔ جب وہ سچائی کو چھپا نہ سکی تو ایک روز بول اٹھی، ایک لمحے کے لئے اس کے اتالیق نے اس سے شادی پر غور کیا۔ لیکن اس کا خاندان، دوست، سوسائٹی، پیچیدگیاں اور ناگوار نظارے اس کے سامنے آگئے۔ پس اس نے اسے کچھ رقم دی اور چلتا کیا۔ جونہی وقت گزرتا گیا۔ لوگ لیوس

کی طرف زیادہ انگشت نمائی کرنے لگے۔ اور اس سے نفرت کرنے لگے۔ ایک اتوار جب وہ ایک بچے کو گود میں لئے ہوئے گرجے میں آئی، تو لوگوں میں زبردست ہیجان پیدا ہوگیا۔ مجمع کی نیک کردار عورتوں نے اسے مکروہ جانا۔ ان میں سے ایک کھڑی ہوگئی اور مطالبہ کیا کہ اس بدتمیز کو گرجے سے نکال دیا جائے۔ یہ بڑی ذلت تھی۔ لیوسی کا والد مزید ذلت برداشت کرنے کے لئے تیار نہ تھا۔ پس ہینکس کے کنبہ نے اپنا سامان ایک چھکڑا پر لادا اور ویران سڑک پر گزرتے ہوئے فورٹ ہیرڈ جا آباد ہوئے۔ وہاں انہیں کوئی نہیں جانتا تھا۔ یہاں وہ لیوسی کے خاوند کے متعلق اعتماد سے جھوٹ بول سکتے تھے۔

یہاں کے لوگوں کے لئے بھی لیوسی ویسی ہی دل کش اور خوب صورت تھی، یہاں بھی اس کا پیچھا کیا جاتا تھا۔ اس کی خوشامد ہوتی تھی۔ وہ دوبارہ محبت کی اسیر ہوگئی۔ اس دفعہ اس کا معاملہ جاننا نسبتاً آسان تھا۔ ایک نے دوسرے سے کہی اور جلد ہی عدالت کو خبر ہوگئی۔ اس لئے زنا کے الزام میں اس کے سمن جاری ہو گئے۔ اس نے سمن تو وصول کر لیے، لیکن جوش میں آکر پھاڑ ڈالے اور عدالت میں حاضر نہ ہوئی۔ مئی کے مہینہ میں دوبارہ عدالت قائم ہوئی تو اسے لازماً حاضر ہونا پڑا۔ لیکن اس کی خوش قسمتی کہیے کہ وہاں ایک بہت کام کا نوجوان جس کا نام،،،، ہنری سپیرو تھا۔ وہ قصبے میں وارد ہوا۔ اپنا گھوڑا اس کے مکان کے سامنے باندھ کر اندر داخل ہوا اور غالباً اس نے کہا۔ "لیوسی مجھے۔۔۔"

تمہارے ساتھ محبت ہے اور میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں اس نے بہر

صورت شادی کرنے کو کہا لیوسی فوری طور پر شادی کرنا نہیں چاہتی تھی، کیونکہ وہ قصبہ کے باشندوں کی ایسی باتیں نہیں سننا چاہتی تھی، کہ اس نے سپیرو۔۔۔۔۔۔کو خانگی تعلقات کے لئے مجبور کر دیا۔ اس لئے اس نے جواب دے دیا اچھا! اگر تم شادی کرنا ہی چاہتے ہو، تو ایک سال اور انتظار کرو۔ اس عرصے میں میں اپنے رویہ سے سب پر یہ واضح کر دوں گی کہ میں شریفانہ زندگی گزارنا چاہتی ہوں۔ سال کے اختتام پر تمہیں میری ضرورت ہو، تو تم مجھے منتظر پاؤ گے۔ اس کے بعد من کے متعلق کوئی بات نہیں سنی گئی لیکن تقریباً ایک سال کے بعد شادی ہو گئی اس پر عوام میک گنٹی۔۔۔۔۔۔کے متعلق موشگافیاں کرنے لگے کہ شادی زیادہ دیر قائم نہیں رہے گی۔ وہ اپنے پرانے ہتھکنڈوں پر اتر آئے گی۔ ہنری سپیرو نے یہ باتیں سنیں۔ اسی طرح ہر شخص کے کانوں میں یہ باتیں پڑیں۔ وہ لیوسی کو پناہ دینا چاہتا تھا۔ چنانچہ اس نے یہ مشورہ دیا کہ انہیں اور مغرب کی طرف کوچ کر جانا چاہئے تاکہ وہاں جا کر وہ نئی زندگی کا آغاز کر سکیں لیوسی کو یہ مشورہ پسند نہ آیا۔ اب وہ بدکردار نہ تھی، اس لئے وہ بھاگنا نہیں چاہتی تھی۔ وہ فورٹ ہیرڈ میں ہی رہ کر اپنے الزام دھونا چاہتی تھی چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ اس کے ہاں آٹھ بچے پیدا ہوئے۔ اس نے اپنے رویے سے اپنے خاندان میں نیک نامی کو بحال کیا۔ جہاں اس پر استہزا اور ٹھٹھا کیا جاتا تھا، بڑے ہو کر اس کے دو بچے عیسائی مبشر بنے، اور اس کا ایک نواسہ جو نا جائز لڑکی کے بطن سے تھا، امریکہ کا پریذیڈنٹ بنا۔ اس کا نام تھا۔ ابراہام لنکن۔

میں نے لنکن کے قریبی آباء کے متعلق مختصر طور پر بیان کر دیا ہے لنکن نے خود بھی

اپنے خاندان کے حالات کے بارے میں کافی ذخیرہ چھوڑا ہے۔ ولیم ایچ ہرڈن۔۔۔۔جو لنکن کا وکالت کے پیشہ میں شریک تھا۔لکھتا ہے۔

''مجھے یاد ہے کہ 1850ء میں اس نے اپنے آباء کے متعلق ایک دفعہ میرے ساتھ ذکر کیا تھا جب وہ اور میں اس کی بگھی میں سوار الی نائز۔۔۔۔۔کی ایک عدالت میں ایک مقدمے کی پیروی کے لئے جارہے تھے اس مقدمہ میں بالواسطہ یا بلاواسطہ طور پر آبائی خاندان کا ذکر آتا تھا۔میری یادداشت کے مطابق اس وقت پہلی دفعہ ابراہام نے اپنی ماں کا ذکر کیا۔اوران خوبیوں کا ذکر کیا۔جو اسے اس کی والدہ اور والد کی طرف سے ورثے میں ملی تھیں، اور باتوں کے علاوہ اس نے یہ بھی بتایا، کہ اس کی والدہ لیوسی ہینکس۔۔۔۔۔کی ناجائز بیٹی تھی۔اورایک امیر آبادکار سے اس کی شادی ہوئی تھی۔اس نے یہ اقرار بھی کیا کہ اس میں تجزیہ، منطقی گفتگو، اور ترقی کرنے کی خواہش جیسی خوبیاں والد کی طرف سے ورثے میں ملی تھیں۔یہ وہ خوبیاں تھیں۔جن کی وجہ سے اس کی حیثیت ہینکس۔۔۔۔۔۔کے خاندان میں نمایاں ہو گئی۔اس کا نظریہ یہ تھا کہ بعض وجوہات کی بنا پر ناجائز بچے زیادہ صحت منداور ذہین ہوتے ہیں۔اور وہ یقین رکھتا تھا کہ اس کی عمدہ ذہانت اور نفیس خوبیاں اس کے وسیع الخیال گمنام باپ کی طرف سے اسے ملی تھیں ماں کا ذکر کر کے وہ ذہنی اذیت محسوس کرتا تھا۔اور جب بگھی سڑک پر ہچکولے کھارہی تھی، تو اس نے اپنی ماں کے لیے ان خوبیوں کی وجہ سے دعا کی، جو اسے اس کی طرف سے ورثے میں ملی تھیں۔یہ کہہ کر وہ خاموش ہو گیا۔وہ غمگین تھا اور خیالات میں کھویا ہوا تھا۔خیالات میں کھو کر اور اس

راز کے اظہار پر جو اس نے اپنی ماں کے متعلق کیا تھا۔ اس نے خاموشی کی ایسی دیوار کھڑی کر دی، جسے توڑنے سے میں ڈرتا تھا۔ اس کے الفاظ اور غم زدہ لہجہ نے میرے دل پر نہایت گہرا اثر کیا۔ یہ ایسا واقعہ تھا جسے میں زندگی بھر نہ بھول سکا۔‘‘

☆☆☆☆☆☆

آبائی زندگی

لنکن کی والدہ نینسی ہینکس (Nancy Hanks) نے اپنے چچا اور چچی کے ہاں پرورش پائی تھی۔ غالباً اس نے کوئی تعلیم حاصل نہیں کی تھی۔ اس کا علم ہمیں اس طرح ہوتا ہے کہ دستاویز پر وہ انگوٹھا ہی لگاتی تھی۔ وہ تیرو تاریک جنگل کے مرکز میں رہتی تھی۔ جب اس کی عمر اکیس برس کی ہوئی، تو اس نے کیبنی کے ایک کند ذہن، ناخواندہ، جاہل اور گھٹیا آدمی سے شادی کرلی۔ جو ہرن کا شکار بھی کیا کرتا تھا اس کا نام تھامس لنکن (Thomas Lincoin) تھا تھامس لنکن اچھا پیراک تھا۔ لیکن وہ اچھی طرح پانی میں نہیں بہہ سکتا تھا۔ اس نے کئی پیشے اختیار کیے۔ مثلاً سڑکوں کی مرمت، جھاڑیاں کاٹنا، ریچھ پکڑنا، زمین صاف کرنا، غلہ اگانا، کیلیوں کے مکان تیار کرنا، غرضیکہ اس نے مختلف پیشے اختیار کیے، اور جس طرح بھی پیٹ کی آگ بجھائی جا سکتی تھی، اس نے بجھانے کی کوشش کی۔ مختلف موقعوں پر اس نے قیدیوں کی چوکیداری کا کام بھی کیا۔ 1805ء میں ایک شخص ہارڈن کاؤنٹی اس نافرمان غلاموں کو پکڑنے اور سزا دینے کے عوض چھ سینٹ فی گھنٹہ اجرت دیا کرتا تھا۔ اسے روپیہ خرچ کرنے کا کوئی شعور نہ تھا انڈیانا (Indiana) کے اس نے ایک کھیت میں چودہ سال گزارے۔ اور اس عرصہ میں وہ سالانہ دس کروڑ روپے کی بچت بھی کرسکتا تھا۔ اس پر ایسا زمانہ بھی آیا، جب وہ نہایت ہی تنگ دستی سے گزر بسر کرتا تھا۔ اس کی بیوی اپنے چیتھڑوں کو ٹانکنے کے لئے جنگلی کانٹے استعمال کرتی تھی۔ اس زمانہ میں وہ

الزبتھ ٹاؤن گیا۔ اور وہاں ایک جنرل سٹور سے اس نے بازو بند ادھار خریدا۔ تھوڑے ہی عرصے کے بعد اس نے ایک نیلامی کے موقعے پر تین ڈالر کے عوض ایک تلوار خریدی۔ وہ اپنا ریشمی بازو بند پہن کر اور تلوار لگا کر ننگے پاؤں پھرتا ہوا دکھائی دیتا تھا۔ شادی کے بعد اس نے ایک قصبے میں نقل مکانی کرلی، اور ایک بڑھئی کی حیثیت سے روزی کمانے کی کوشش کی۔ ایک کارخانے کی تعمیر میں اسے کام مل گیا۔ لیکن وہ نہ لکڑی کو پیائش کے مطابق صحیح کاٹ سکتا تھا نہ اسے ہموار کرسکتا تھا۔ اس لئے اس کا مالک اس پر سخت ناراض ہوا۔ اور کام خراب کرنے کی وجہ سے اسے کوئی عوضانہ بھی نہ دیا۔ بعد ازاں اس کے خلاف تین مقدمے دائر ہوئے۔ ٹام لنکن جنگل کا بادشاہ تھا۔ اور کند ذہن تھا۔ اسے جلد ہی یہ معلوم ہوگیا کہ ان کا اصل مقام جنگل ہی ہے چنانچہ وہ جلد ہی اپنی بیوی کو جنگل کے کنارے ایک پتھریلے خطے میں لے گیا۔ اور پھر اسے کبھی جنگل کو خیر باد کہنے کی جرات نہ ہوئی۔

الزبتھ ٹاؤن کے قریب ہی ایک وسیع، صاف قطعہ زمین تھا۔ جسے ویرانہ کہا جاتا تھا۔ پشت ہا پشت سے انڈین وہاں آگ جلاتے رہے تھے۔ انہوں نے درختوں، جھاڑیوں اور زیر درختی کو جلا کر اس کی جگہ کو صاف کیا تھا۔ اب وہاں ـ ـ ـ ـ ـ دھوپ میں لمبی لمبی گھاس اگی ہوئی دکھائی دیتی تھی۔ جہاں بھینسیں لطف اندوز ہونے اور چرنے کے لئے آتی تھیں۔ دسمبر 1808ء میں ٹام لنکن نے اس ویرانے میں چھیاسٹھ سینٹ کے عوض ایک کھیت خریدا۔ جو دو تہائی سینٹ فی ایکڑ پڑا۔ اس میں ایک شکاری کی جھونپڑی تھی۔ نہایت ہی بھدا قسم کا ایک کمرہ جنگلی ترش سیبوں کے

درختوں کے درمیان واقع تھا۔ اور نصف میل دور ایک ندی بہتی تھی۔ جس کے آس پاس موسم بہار میں کثرت کے ساتھ پھول کھلے ہوتے تھے۔ موسم گرما میں باز نیلے آسمان پر بڑے آرام سے ان کے سروں پر چکر لگاتے تھے۔ اور لمبی لمبی گھاس بحر بیکراں کی مانند ہوا میں لہراتی تھی۔ وہاں لوگ مستقل طور پر آباد نہیں ہوتے تھے۔ سردی کے موسم میں تمام کینٹکی ۔۔۔۔ میں یہ سب سے ویران خطہ شمار ہوتا تھا۔ اس شکاری کی جھونپڑی میں جو ویرانے کے کنارے واقع تھی۔ شدید موسم سرما میں ابراہام لنکن اس دنیا میں وارد ہوا۔ یہ 1809ء کا واقع ہے۔ وہ اتوار کے روز صبح کے وقت ایک بانسوں کی چارپائی پر جس پر غلے کا بھوسہ بچھا ہوا تھا۔ پیدا ہوا باہر زبردست آندھی آئی ہوئی تھی۔ فروری کی تیز اور تند ہوا کے ساتھ گیلیوں کے شگافوں میں سے برف ان کے مکان میں داخل ہو رہی تھی۔ نینسی ہینکس اور اس کا بچہ ریچھ کی کھال میں لپٹا ہوا تھا۔ جس سے سرد ہوا ٹکرا کر گزر رہی تھی۔ نو سال کے بعد 35 برس کی عمر میں اولین آباد کاروں کی سختیاں جھیلنے کے باعث اس کی والدہ کا انتقال ہو گیا۔ وہ خوشی سے بالکل نا آشنا تھی۔ جہاں کہیں بھی وہ قیام کرتی اسے اپنے ناجائز بچے کی پیدائش کے متعلق طعنے سننے پڑتے۔ اس کی حالت قابل رحم تھی۔ وہ مستقبل کا قطعاً اندازہ نہیں لگا سکتی تھی۔ کہ ایک زمانہ آئے گا جب احسان مندی کے جذبات کے تحت لوگ اس جگہ سنگ مرمر کا معبد تعمیر کریں گے اور اس کے مصائب اور دکھوں کو احترام کی نظر سے دیکھا جائے گا۔

اس زمانے میں علامتی سکہ چلتا تھا۔ لیکن جنگلات کے علاقوں میں اکثر اسے

شک و شبہ کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا اور بیکار سمجھا جاتا تھا۔ سور اور ہرنوں کی رانیں شراب، جانوروں کی کھالیں اور غلہ اشیائے تبادلہ کے طور پر استعمال کی جاتی تھیں۔ بعض اوقات عیسائی مبشرین کو ان کی تنخواہ کے ایک حصہ کے بدلے شراب دی جاتی تھی۔ 1816ء کے موسم خزاں میں جب ابراہام کی عمر سات برس تھی۔ ٹام لنکن نے اپنے کینٹکی کے کھیت کی پیداوار کے بدلے چار سو گیلن شراب حاصل کی۔ اس کے بعد وہ اپنے کنبے کو تاریک اور ویران انڈیانا کے جنگلوں میں لے گیا۔ وہاں اس کا قریب ترین پڑوسی ایک ریچھ کا شکاری تھا۔ اور ان کے اردگرد اس قدر گھنے درخت، انگوروں کی بیلیں اور زیر درختی تھی، کہ انہیں کاٹ کر راستہ بنانا پڑتا تھا۔ یہاں ابراہام لنکن نے اپنی زندگی کے آئندہ چودہ سال گزارے۔

جب یہ کنبہ یہاں پہنچا تو موسم سرما کی پہلی برف باری شروع ہو چکی تھی اس لئے ٹام لنکن نے بڑی عجلت کے ساتھ سہ دیواری کیمپ قائم کیا۔ جیسے اس قسم کی رہائش گاہ کو اس وقت موسوم کیا جاتا تھا۔ اس زمانے میں ایسی قیام گاہ کو ہم شیڈ کہہ سکتے ہیں۔ اس گھر کا کوئی فرش نہ تھا۔ نہ کوئی دروازہ اور کھڑکیاں یہ تین اطراف سے بند تھا۔ اور چوتھی طرف سے بالکل کھلی تھی۔ چھت جنگل کی لکڑیوں یہ تین اطراف سے بند تھا۔ اور چوتھی طرف سے بالکل کھلی تھی۔ چھت جنگل کی لکڑیوں اور جھاڑیوں سے تعمیر کی گئی تھی۔ خالی سمت سے برفانی ہوا آزادانہ طور پر داخل ہو سکتی تھی۔ آج کل کوئی کسان بھی اپنے مویشیوں کے لئے ایسی بھدی پناہ گاہ نہیں بناتا۔ لیکن ٹام لنکن نے محسوس کیا کہ 1816ء، 1817ء کے شدید برفانی موسم کے لئے یہ کافی اچھی تھی

نینسی ہینکس اور اس کے بچے سردی کے موسم میں پتوں اور ریچھ کی کھالوں کے ڈھیر شیڈ کے ایک کونے میں رہتا تھا۔ جہاں تک خوراک کا تعلق تھا۔ انہوں نے مکھن، دودھ، انڈے، پھل سبزیوں اور آلوؤں جیسی کوئی چیز نہ دیکھی تھی۔ ان کا گزارہ زیادہ تر جانوروں کے شکار اور جنگلی جوز پر تھا۔ ٹام لنکن نے ایک مرتبہ اپنے سوروں کو جگانے کی کوشش کی۔ لیکن بھوکے ریچھوں نے انہیں پکڑ لیا۔ اور زندہ ہی کھا گئے۔ انڈیانا میں ابراہام لنکن نے ان ہزاروں غلاموں سے بھی زیادہ خوفناک غربت اور مصائب کا مقابلہ کیا، جنہیں اس کی کوششوں کے نتیجہ میں آزادی کا سانس لینا نصیب ہوا۔

اس خطے میں کوئی دندان ساز نہیں تھا۔ جو ڈاکٹر ان کے قریب ترین تھا۔ اس کی رہائش بھی پینتیس میل کے فاصلے پر تھی۔ ایک دفعہ جب نینسی لنکن کے دانت میں درد ہوا تو اس نے بھی وہی علاج کیا جو اولین آباد کار کیا کرتے تھے۔ یعنی اس نے ایک کھونٹی پکڑی۔ اور درد والے دانت کے ساتھ لگا کر دوسرے سرے پر زور سے ایک پتھر مارا۔ اور اس طرح دکھتا ہوا دانت باہر نکال دیا۔

قدیم زمانے میں مڈل ویسٹ کے علاقہ میں اولین آباد کاروں کو ایک عجیب و غریب بیماری سے واسطہ پڑا۔ جسے دودھ کی بیماری کہا جاتا تھا۔ یہ بیماری مویشیوں، گھوڑوں، بھیڑوں اور بعض اوقات تمام آبادی کا صفایا کر جاتی تھی کوئی شخص بھی اس بیماری کا باعث نہیں جانتا تھا۔ ایک سو سال تک ڈاکٹروں کے لئے یہ بیماری پریشانی کا باعث رہی۔ موجودہ صدی کے شروع میں سائنس کی ترقی سے یہ انکشاف ہوا کہ

جانوروں کو یہ بیماری ایک زہریلا پودا کھانے سے لاحق ہوتی ہے جسے سانپ کی جڑ کہا جاتا ہے۔ یہ زہر جانوروں کے دودھ میں منتقل ہو جاتا ہے اور جو لوگ یہ زہریلا دودھ استعمال کریں وہ اس عارضے میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ ہر سال زراعت کا محکمہ جگہ جگہ تختیاں، آویزاں کر کے کسانوں کو انتباہ کرتا ہے۔ کہ اس پودے کو جڑ سے اکھاڑ دیا جائے۔ ورنہ ان کی موت واقع ہو جائے گی 1818ء کے موسم خزاں میں یہ عذاب انڈیانا کی بکھرن وادی میں آ پہنچا۔ اور بہت سے خاندانوں کا صفایا کر دیا۔ نینسی لنکن نے پیر سٹر بروز ایک شکاری کی بیوی کی تیمارداری کی بیگم بروز اس بماری سے مر گئی۔ اس کے بعد نینسی (Nancy) اچانک بیمار ہو گئی۔ اس کا سر چکراتا تھا۔ معدے میں درد ہوتا تھا۔ اور شدید پیاس کی وجہ سے وہ بار بار پانی کا مطالبہ کرتی تھی۔ ٹام لنکن توہم پرست تھا اس کی بیماری کی دوسری رات جب اس کے مکان کے باہر ایک کتا بری طرح رویا تو اسے اپنی بیوی کی صحت یابی کی کوئی امید نہ رہی، اسے یقین ہو گیا کہ وہ جلد ہی مر جائے گی۔ بالآخر نینسی بہت کمزور ہو گئی۔ وہ تکیے سے اپنا سر نہیں اٹھا سکتی تھی اور وہ صرف سرگوشی کر سکتی تھی کیونکہ کمزوری کی وجہ سے اس کی آواز سنائی نہیں دیتی تھی۔ اس نے ابراہام اور اس کی بہن کو اپنے پاس بلا لیا اور ان کے ساتھ بات کرنے کی کوشش کی وہ اس کی بات سمجھنے کے لئے اس پر جھک گئے اس نے انہیں نصیحت کی کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ اچھا سلوک روا رکھیں۔ اور اسی طرح زندگی گزاریں۔ جیسے اس نے ان کی تربیت کی تھی۔ اور خدا کی عبادت کریں یہ اس کے آخری الفاظ تھے کیونکہ اس کا گلا اور تمام انتڑیاں مفلوج ہونا شروع ہو گئی

تھیں اس پر بے ہوشی طاری ہوگئی۔ اور بالآخر اپنی بیماری کے ساتویں روز پانچ اکتوبر 1818ء کو فوت ہوگئی۔ ٹام لنکن نے اس کے پپوٹے بند کرنے کے لئے دو تانبے کے سکے پلکوں پر رکھ دیئے اس کے بعد وہ جنگل میں چلا گیا ایک درخت گرایا۔ اور اسے کاٹ کر موٹے موٹے ناہموار تختے بنا لیے۔ اس نے لکڑیوں کی کھونٹیوں کے ساتھ انہیں جوڑ دیا۔ اور اس طرح اس بھدے سے تابوت میں لوسی ہینکس کی غم زدہ بیٹی کو بند کردیا۔ دو سال پیشتر وہ ایک برفانی گاڑی کے ذریعے اسے اس آبادی میں لایا تھا اس نے دو فرلانگ کے فاصلے پر بغیر کسی دعا اور رسم کے ایک پہاڑی پر دفن کر دیا۔ جہاں بہت سے درخت موجود تھے۔ اس طرح ابراہام لنکن کی والدہ اس دنیا سے اٹھ گئی۔ ہمیں اس بات کا کوئی مفصل علم نہیں کہ وہ کیسی عورت تھی کیسی دکھلائی دیتی تھی یا اس کے اطوار کیسے تھے اس نے اپنی زندگی کا زیادہ تر حصہ تاریک جنگلوں میں بسر کیا۔ اور جن لوگوں کا ادھر سے گزر ہوا انہوں نے بھی اسے کوئی خاص اہمیت نہیں دی لنکن کی موت کے تھوڑا عرصہ بعد اس کے سوانح نگار پریذیڈنٹ کی ماں کے حالات جاننے کے لئے وہاں پہنچے اس وقت اسے فوت ہوئے نصف صدی گزر چکی تھی سوانح نگاروں نے وہاں کے چند باشندوں کے ساتھ بات چیت کی۔ جنہوں نے کسی وقت اسے دیکھا تھا، لیکن ان کی یادداشت نہایت کمزور اور دھندلی تھی وہ اس کی شکل وشباہت کے متعلق بھی متفق نہ تھے کسی نے کہا کہ وہ بھاری بھرکم اور موٹی تازی عورت تھی کسی نے کہا کہ وہ دبلی پتلی اور نازک اندام تھی، ایک شخص کہتا تھا کہ اس کی آنکھیں سیاہ تھیں، لیکن دوسرے نے کہا سیاہ

نہیں، بلکہ سرخی مائل بادامی تھیں ڈینس ہینکس جو اس کا چچا زاد بھائی تھا۔ پندرہ سال اس کے ساتھ گزار چکا تھا۔ لیکن اس کی بات بھی قابل اعتبار نہیں تھی۔ ساٹھ سال گزر جانے کے بعد بھی اس کی آخری آرام گاہ پر کوئی کتبہ نصب نہیں تھا آج اس کی قبر کی نشاندہی بھی صرف اندازے ہی سے کی جاتی ہے وہ اپنے چچا اور چچی کے پہلو میں دفن ہے جنہوں نے اس کی پرورش کی تھی لیکن یہ کہنا ممکن نہیں ہے کہ تینوں قبروں میں سے اس کی قبر کون سی ہے نینسی کی وفات سے تھوڑی دیر پیشتر ٹام لنکن نے ایک نیا مکان بنایا تھا، جو تین اطراف سے بند تھا۔ ایک طرف دروازہ تھا جس کے اوپر ریچھ کی گندی کھال لٹکائی گئی تھی مکان کے اندر تاریکی اور بدبو تھی ٹام لنکن اپنا زیادہ وقت جنگلوں میں شکار میں گزارتا تھا۔ اور اپنے دونوں بچوں کو اکیلے گھر پر چھوڑ جاتا تھا۔ سرہ۔۔۔۔۔ کھانا پکاتی تھی ابراہام آگ روشن رکھتا تھا۔ اور ایک میل کے فاصلے سے ایک چشمہ سے پانی لاتا تھا اس کے پاس کھانے کے لئے چھری کانٹے نہیں تھے وہ اپنے ہاتھوں سے کھانا کھاتے تھے، جو شاذ و نادر ہی صاف ہوتے تھے کیونکہ پانی کا حاصل کرنا ان کے لئے بہت مشکل تھا اور صابن تو ان کے پاس بالکل نہیں تھا تھوڑا سا صابن جو ان کی ماں چھوڑ گئی تھی۔ کب کا ختم ہو چکا تھا اور بچے اب صابن بنانا نہیں جانتے تھے ٹام لنکن بھی صابن تیار نہیں کرتا تھا کیونکہ اسے صفائی سے کوئی دلچسپی نہ تھی پس وہ غربت اور گندگی میں دن گزارتے تھے طویل سردی کے مہینوں میں بھی وہ کبھی نہانے کی کوشش نہیں کرتے تھے نہ وہ اپنے گندے ار چیتھڑوں جیسے کپڑے دھوتے تھے ان کے پتوں اور کھالوں کے بستر بھی نہایت غلیظ تھے، کمرے

کے اندر سورج کی گرمی اور تپش نہیں پہنچتی تھی، جس سے ہوا صاف ہو جائے۔ صرف آگ اور سور کی چربی کے چراغ سے کمرہ روشن ہوتا تھا سرحدی علاقوں کی کٹیوں سے لنکن کی کٹیاں کا صحیح اندازہ ہو سکتا ہے چونکہ گھر میں کوئی عورت موجود نہ تھی جوئیں تھیں اور کئی قسم کے کیڑے مکوڑے رینگتے پھرتے تھے اس گندگی اور غربت میں ایک سال گزارنے کے بعد بوڑھا ٹام لنکن بھی ایسی حالت کو مزید برداشت نہ کر سکا اس نے نئی شادی کرنے کا فیصلہ کیا تا کہ اس کی بیوی مکان اور ماحول کو صاف ستھرا رکھے تیرہ برس پیشتر اس نے کینٹکی کی ایک خاتون سارا بش (Sara Bush) کو شادی کی پیش کش کی تھی لیکن اس وقت اس نے انکار کر دیا تھا اور ایک جیلر ہارڈن کونٹی سے شادی کر لی تھی لیکن یہ جیلر مر گیا اس کے تین بچے تھے اور اس کا کچھ قرض واجب الا دا تھا ٹام لنکن نے یہ محسوس کیا کہ اب اس کے لئے پیش کش کو دہرانے کا نہایت مناسب موقع ہے چنانچہ وہ ندی پر گیا اپنے ہاتھوں اور منہ کو ریت کے ساتھ رگڑ رگڑ کر صاف کیا اپنی تلوار لگائی اور رگھنے تاریک جنگل سے گزرتا ہوا کینٹکی کی طرف روانہ ہو گیا جب وہ الزبتھ ٹاؤن پہنچا تو اس نے ایک اور جوڑا ریشمی بازو بند کا خریدا اور فخریہ انداز میں سیٹیاں بجاتا ہوا بازاروں میں سے چلتا چلا گیا۔ یہ 1819ء کا زمانہ تھا جب اہم واقعات رونما ہو رہے تھے لوگوں میں ترقی کا چرچا تھا اور ایک دخانی جہاز نے۔۔۔۔ بحر اوقیانوس عبور کیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

ابتدائی زندگی

جب لنکن کی عمر 15 سال تھی تو وہ حروف تہجی سے روشناس تھا۔اور بمشکل تھوڑا سا پڑھ سکتا تھا لیکن اسے لکھنا بالکل نہیں آتا تھا۔ 1824ء کے موسم خزاں میں اس علاقے کا ایک بدوی استاد نو آبادی میں وارد ہوا۔اس نے ایک سکول قائم کیا لنکن اوراس کی بہن جنگلوں میں سے چار میل کا سفر کر کے صبح شام یہاں تعلیم حاصل کرنے کے لئے جاتے تھے۔ایزل ڈورسے کے سکول میں مہارنی کے ذریعے سے تعلیم ہوتی تھی۔اور بلند آواز سے سبق یاد کرنا،سبق کی افادیت کے لئے نہایت ضروری سمجھا جاتا تھا۔استاد کے ہاتھ میں ایک سینٹھا ہوتا تھا۔جس کے ذریعے اس طالب علم کی خبر لی جاتی تھی، جو پوری قوت کے ساتھ سبق نہیں پڑھتا تھا۔اس لئے طلبا کا شور اکثر دو فرلانگ تک سنائی دیتا تھا۔

جب لنکن اس سکول میں تعلیم حاصل کرتا تھا،تو گلہری کی کھال کی ٹوپی اور ہرن کی کھال کی برجس پہنتا تھا۔یہ برجس اس کے جوتے تک نہیں پہنچتی تھی۔اس کے ٹخنے ننگے رہتے تھے۔اس لئے برفانی ہوا کی وجہ سے اسے اذیت پہنچتی تھی سکول ایک بھدے سے کمرے میں لگتا تھا کمرے کی چھت کی اونچائی اتنی نہ تھی کہ استاد سیدھا کھڑا ہو سکتا۔کوئی کھڑکی نہ تھی اطراف میں گیلی کو لمبا رکھا گیا تھا۔اور دروازے پر مومی کاغذ لگایا ہوا تھا۔تاکہ روشنی اندر جا سکے کمرے کا فرش اور نشستیں چری ہوئی گیلیوں سے بنائی گئی تھیں۔لنکن کے اسباق بائبل کے ابواب سے متعلق تھے۔

تحریری کام کرنے کے لئے واشنگٹن اور جیفرسن کے قلمی اقتباس نمونے کے طور پر استعمال کئے جاتے تھے لنکن کی تحریر ان کی تحریر سے مشابہت رکھتی تھی۔ یہ غیر معمولی طور پر صاف اور نمایاں تھی۔ لوگ اس کے متعلق عمدہ رائے زنی کرتے تھے۔ اور نا خواندہ پڑوسی کئی میل کا سفر کرکے ابراہام کے پاس اپنے خطوط پڑھوانے کے لئے آتے تھے۔ اسے علم حاصل کرنے میں بہت سرور اور لطف آتا تھا۔ وہ سمجھتا تھا کہ سکول میں تعلیم حاصل کرنے کے اوقات بہت مختصر ہیں۔ اس لئے وہ اپنے مطالعے کی چیزیں گھر لے آتا تھا۔ اس زمانے میں کاغذ نہایت مشکل سے میسر آتا تھا۔ اور اس کی قیمت بہت زیادہ ہوتی تھی۔ مجبوراً وہ کوئلے کی قلموں کے ساتھ لکڑی کے تختے پر لکھتا تھا۔ بعض اوقات وہ چیری ہوئی گیلیوں کی چپٹی سمت پر تحریر کرتا تھا یہ تختے دیوار بنانے کے لئے کمرے میں استعمال ہوتے تھے۔ جب تختوں پر لکھنے کی گنجائش نہ رہتی تو وہ اپنے چاقو کے ساتھ تحریر کو کھرچ دیتا۔ اور پھر تختوں پر دوبارہ لکھتا۔

وہ اتنا غریب تھا کہ ریاضی کی کتاب نہیں خرید سکتا تھا۔ اس نے ایک دفعہ ریاضی کی کتاب مستعار لی۔ جو کاغذ کے تختوں پر تحریر تھی۔ اس نے اسے دھاگے کے ساتھ سی لیا۔ اس طرح اسے ایک گھریلو مسودہ میسر آ گیا۔ اس کی وفات کے وقت اس کی سوتیلی ماں کے پاس اس کتاب کے بعض حصے موجود تھے اب اس نے ان خصوصیات کو اپنانا شروع کیا۔ جن کی وجہ سے وہ علاقے کے دوسرے ''علماء'' سے ممتاز ہو گیا۔ اس نے مختلف عنوانات کے متعلق اپنی رائے قلمبند کرنی شروع کی۔ کبھی کبھی وہ اپنے خیالات کو نظم بھی کرتا تھا۔ تنقید کے لئے وہ اپنی نظم اور نثر ولیم ووڈ

کے پاس لے جاتا تھا۔ وہ اپنے گیتوں کو ذہن نشین کرتا اور ترنم کے ساتھ پڑھتا تھا۔ اس کے مضامین بڑے دلکش ہوتے تھے۔ ایک قانون دان اس کی قومی سیاست پر مضمون کے بارے میں اتنا متاثر ہوا کہ اس نے یہ مضمون شائع کروا دیا۔ اس طرح ''اوہیو'' کے ایک اخبار نے ضبط نفس کے بارے میں اس کے ایک مضمون کو نمایاں جگہ دی۔ لیکن یہ تو بعد کی باتیں تھیں۔ اس کی پہلی انشا پردازی اس کے ساتھیوں کے ظالمانہ کھیل کے نتیجہ میں تھی۔ وہ کچھوے پکڑا کرتے تھے اور لطف اٹھانے کے لئے ان کی کھوپڑی پر دہکتے ہوئے کوئلے رکھ دیتے تھے۔ لنکن نے ایسا کرنے سے روکا۔ وہ اپنے ننگے پاؤں سے بھاگتے ہوئے ان کوئلوں کو کچھوؤں سے ہٹا دیتا تھا۔ اس کا پہلا مضمون جانوروں پر رحم کے بارے میں تھا۔ اس کے دل میں اوائل ہی سے، مصیبت زدہ لوگوں کے لئے ہمدردی کے جذبات تھے۔ اور یہ اس کی نمایاں عادت تھی۔ پانچ سال کے بعد اس نے ایک اور سکول میں تھوڑے تھوڑے وقفوں کے ساتھ تعلیم حاصل کی۔ اس کی تعلیم بے قاعدہ تھی۔ جلد ہی اس نے سکول کی تعلیم کو خیر باد کہہ دیا۔ سکول میں اس کی تعلیم کا کل عرصہ بارہ مہینوں سے تجاوز نہیں کرتا۔

1847ء میں جب وہ اسمبلی کا ممبر بنا تو اس نے اپنی سوانح حیات کے بارے میں ایک سوالنامہ پر کیا۔ جس میں ایک سوال یہ تھا ''آپ کی تعلیم کیا ہے؟'' اس سوال کے جواب میں اس نے ایک لفظ میں دیا ''ناقص'' جب وہ پریذیڈنٹ کے عہدہ جلیلہ کے لئے نامزد کیا گیا تو اس وقت اس کا علم زیادہ نہ تھا۔ بہر حال وہ معمولی لکھ پڑھ سکتا تھا۔ یہی اس کا کل تعلیمی اثاثہ تھا۔ اس کے بعد اس نے تعلیمی میدان

میں جو ترقی بھی کی وہ ضرورت کے تقاضے کے تحت تھی۔ اس کے استاد کیسے تھے؟ ظاہر ہے کہ وہ شب گرفتہ بدوی تھے۔ جو جادو ٹونے پر یقین رکھتے تھے اور سمجھتے تھے کہ زمین چپٹی ہے پھر بھی ان بے قاعدہ وقفوں میں اس نے ایسا تعلیمی معیار قائم کرلیا تھا جو یونیورسٹی کی تعلیم میں بھی ممکن نہ تھی۔ اور وہ تھی علم حاصل کرنے کے لئے اس کی محبت تشنگی۔ مطالعہ کی قابلیت کی وجہ سے وہ اپنے سامنے حیران کن دنیا دیکھ سکتا تھا۔ یہ ایسی دنیا تھی جو اس نے خواب میں بھی نہ دیکھی تھی۔ مطالعے نے اس کے اندر انقلاب برپا کر دیا۔ اسے وسعت قلبی عطا کی۔ اور ایک نور عطا کیا۔ تقریباً پچیس سال تک مطالعہ اس کا اوڑھنا بچھونا رہا۔ اس کی سوتیلی والدہ نے اسے ایک چھوٹی سی لائبریری مہیا کر دی تھی جو صرف پانچ جلدوں پر مشتمل تھی وہ اس کے لئے بائبل (Bible)، حکایات لقمان (Aesop's Fables) روبن سن کروسو (Robinson Crusoe) مسیحی صادق کا سفرنامہ (Pilgrims Progress) اور سندباد جہازی (Sinbad The Sailor) لائی تھی۔ لیکن اس بیش قیمت خزانے میں محو رہتا تھا۔ وہ بائبل اور حکایات لقمان کو ایسی جگہ رکھتا تھا۔ جہاں سے بڑی آسانی کے ساتھ جب دل چاہے اٹھا کر مطالعہ کرسکے اور اس نے یہ کتابیں اتنی بار پڑھیں کہ اس پر ان کے طرز تحریر کا نہایت گہرا اثر ہوا۔ اس نے گفتگو کرنے کا طریق اور دلائل دینے کا ڈھنگ بھی ان کتابوں ہی سے اپنایا۔ لیکن یہ کتابیں اس کے لئے کافی ثابت نہ ہوئیں۔

اسے مزید مطالعے کا اشتیاق تھا۔ لیکن اس کے پاس کتابیں خریدنے کے لئے

کوئی رقم نہ تھی۔ چاروناچار اس نے کتابیں، اخبار اور دیگر چھپا ہوا مواد مستعار لینا شروع کیا۔ وہ ایک قانون دان سے نظر ثانی شدہ انڈیانا کے قوانین کی ایک کتاب لایا۔ جو اوہیو دریا پر دور دراز جگہ پر رہتا تھا۔ اس وقت پہلی دفعہ اس نے اعلان آزادی اور ریاست ہائے متحدہ کے آئین کا مطالعہ کیا۔ پڑوس کے ایک کسان سے دو یا تین سوانح عمریوں کی کتاب بھی لایا۔ جس کی خاطر اس نے اکثر درختوں کے ٹنڈ اکھاڑے تھے۔ اور غلہ کی کٹائی کی تھی۔ ان میں سے ایک کتاب واشنگٹن کی زندگی سے متعلق تھی۔ جس کا مصنف پارسن ویمز تھا۔ یہ کتاب لنکن کے لئے بہت دلکش تھی۔ وہ اسے رات کو جب تک اس کی نگاہ کام کرتی پڑھتا رہتا تھا۔ جب اسے سونا ہوتا تو اسے گیلیوں کے درمیان کسی شگاف میں رکھ دیتا، تا کہ صبح کے سویرے جب جھونپڑی میں سورج کی شعاع داخل ہو دوبارہ مطالعہ کر سکے۔ ایک دفعہ طوفان آ گیا اور کتاب بھیگ گئی۔ پھر کیا تھا کتاب کا مالک بہت ناراض ہوا۔ اور اسے واپس لینے سے انکار کر دیا۔ اس پر لنکن کو اس کا چارہ کاٹنے اور انبار لگانے کے لئے تین دن تک بلا معاوضہ کام کرنا پڑا۔ جو کتابیں وہ مستعار لایا ان میں سکاٹ ٹیٹین سب سے اچھی تھی۔ اس کتاب نے اسے عوام کے سامنے خطابت کا طریقہ سکھایا۔ اس کے علاوہ سرو۔۔۔۔۔۔ ڈیمقاطنین۔۔۔۔ اور شیکسپیئر۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کے کرداروں سے متعارف کرایا۔ کتاب ہاتھ میں پکڑ کر وہ درختوں کے نیچے آگے اور پیچھے چہل قدمی کرتا رہتا۔ ہیملٹ۔۔۔۔۔۔ کے کرداروں کو گویا ہدایات دیتا تھا۔ اور انتھنی کے زور خطابت کو جو سیزر کی موت سے متعلق تھا دہراتا تھا۔ یعنی کہتا تھا ’’ دوستو اور ہم

وطنو! میری بات کی طرف دھیان دیجئے میں سیزر (Ceasor) کو دفن کرنے آیا ہوں۔ اس کی تعریف کرنے کے لئے نہیں آیا" جب وہ کوئی پیراگراف پڑھتا جو خاص طور پر اس کے دل لگتا تو وہ چاک ہاتھ میں لیتا اور ایک تختے پر لکھنا شروع کر دیتا۔ کیونکہ اس کے پاس کوئی کاغذ نہیں تھا۔ بالاخر اس نے بھدی سی تختیوں کی کتاب مرتب کر لی اس میں اس نے اپنے تمام ہر دلعزیزوں کے متعلق کچھ نہ کچھ لکھا۔ اس تحریر کے لئے اس نے شکرے کے پر استعمال کئے۔ اور سیاہی کے طور پر ایک جنگلی پودے کا رس استعمال کیا۔ وہ یہ کتاب اپنے ساتھ رکھتا تھا۔ اور بار بار پڑھتا تھا یہاں تک کہ وہ اس کی بہت سی نظمیں اور تصویریں زبانی سنا سکتا تھا۔ اور بار بار پڑھتا تھا یہاں تک کہ وہ اس کی بہت سی نظمیں اور تصویریں زبانی سنا سکتا تھا۔ جب وہ صبح اپنے کھیتوں میں جاتا تو اس کی کتاب اس کے پاس ہوتی۔ جب اس کے گھوڑے کھیت کے سرے پر آرام کر رہے ہوتے۔ تو وہ جنگلے پر چڑھ جاتا اور مطالعہ کرتا۔ دوپہر کے وقت اپنے کنبے کے ساتھ کھانے پینے اور آرام کرنے کے بجائے ایک ہاتھ میں بالی پکڑ لیتا اور دوسرے ہاتھ میں کتاب اور اپنے پاؤں سر سے اونچا کر کتاب کے مطالعے میں محو ہو جاتا۔ جب راک پورٹ (Rock Port) یا بون وائل، (Boon Ville) میں عدالت کی سماعت جاری ہوتی تو وہ پندرہ پندرہ میل کا سفر کر کے وہاں پہنچتا اور وکلاء کے دلائل سنتا۔ جب وہ کھیتوں میں دوسرے لوگوں کے ساتھ کام کر رہا ہوتا تو اپنی پنجالی جنگلے کے اوپر رکھ دیتا۔ اور ان تقاریر کو دہرانا شروع کر دیتا، جو اس نے راک پورٹ یا بون وائل میں سنی ہوتیں۔ کبھی وہ بچشمہ

دینے والے پادری کی طرح زور سے چلاتا اور اس کی تقریر کی نقل کرتا جو اس نے گرجہ میں اتوار کے روز کی ہوتی ''ایب'' اپنے پاس اکثر کوئیز جینس کتاب رکھتا۔ یہ ایک مذاحیہ کتاب تھی وہ گیلی پر اپنی ٹانگیں دائیں بائیں رکھ کر بیٹھ جاتا اور اپنے فرضی سامعین کے قہقہوں کا جواب دیتا۔ لیکن وہاں تو کثرت کے ساتھ کائی ہوتی اور زرد رنگ کے گندم کے کھیت ہوتے۔ جو کسان لنکن کو اجرت پر لے جاتے تھے۔ وہ اکثر شکایات کرتے تھے کہ وہ بڑا سست الوجود ہے۔ وہ یہ بات تسلیم کرتا تھا وہ کہتا تھا کہ'' میرے باپ نے مجھے کام کرنا تو سکھایا لیکن کام کے ساتھ محبت کرنا نہیں سکھایا'' بوڑھا ٹام لنکن بڑے تحکمانہ لہجے میں بات کرتا تھا اس کے اس رویے کو ختم ہو جانا چاہئے تھا لیکن ایسا نہ ہو سکا۔ ''ایب'' نے اپنے مذاق جاری رکھے۔ اور تقاریر مسلسل کرتا رہا۔ ایک دن دوسرے لوگوں کی موجودگی میں بوڑھے نے اس کے منہ پر ایک زوردار چپت رسید کی، جس کی تاب نہ لا کر وہ گر گیا۔ اور رونے لگا، لیکن منہ سے ایک لفظ بھی نہ نکالا۔ اس طرح باپ اور بیٹے میں اجنبیت بڑھتی رہی جو آخر دم تک قائم رہی۔ لنکن اپنے باپ کی بڑھاپے کی عمر میں مالی لحاظ سے بھی کفالت کرتا رہا۔ لیکن جتنا عرصہ بوڑھا بستر پر پڑا رہا بیٹا ایک بار بھی اس سے ملاقات کے لئے نہ گیا۔ 1851ء کی بات ہے اس نے کہا اگر میں اپنے والد سے ملنے گیا تو اس کا اثر خوش گوار نہیں ہوگا بلکہ اس کے برعکس نہایت تکلیف دہ ہوگا۔

1830ء کے موسم سرما میں دودھ کی بیماری پھر عود کر آئی۔ اس کی وجہ سے انڈیانا کی بک ہارن کی وادی میں موت کا دور دورہ ہو گیا۔ خوف اور مایوسی کے باعث

سیلانی نام لنکن نے اپنے سوروں اور غلے کو ٹھکانے لگایا۔ اور اپنے گندگی کے موضوں والے کھیت کو اسی ڈالر میں بیچ دیا۔ ایک سادی سی بیل گاڑی بنائی۔ جو پہلی بیل گاڑی تھی۔ جس کا وہ مالک تھا۔ اس گاڑی پر اپنا فرنیچر لادا اور کنبے کو بٹھا دیا۔ ''ایب'' کے ہاتھ میں چھانٹا پکڑا دیا اور وہ بیلوں کو ہانکنے لگا۔ وہ الی نائز کی وادی سینگامن کی طرف جا رہے تھے۔ جس کا مطلب ہے ایسا علاقہ جہاں خوراک بکثرت مل سکتی ہو۔ دو ہفتے تک بیل بوجھل گاڑی کو لے کر پریری کے ویران میدانوں، پہاڑی علاقوں اور انڈیانا کے گھنے جنگلوں میں رینگتے رہے۔ اس وقت پریری ۔۔۔۔ کے میدان زرد اور لمبی گھاس سے اٹے پڑے تھے۔ جو گرمی کے موسم میں چھ فٹ تک لمبی ہو جاتی ہے۔ ونی نیز ۔۔۔۔ میں لنکن نے ایک چھاپہ خانہ دیکھا۔ اس وقت اس کی عمر اکیس برس تھی۔ ڈی کیٹر ۔۔۔۔۔ میں یہ قافلہ عدالت کے احاطہ کے چوراہے میں اترا۔ چھبیس سال کے بعد لنکن ٹھیک اس جگہ کو پہچان سکتا تھا۔ جہاں اس کی بیل گاڑی کھڑی ہوئی تھی وہ کہتا تھا کہ میں اس زمانے میں نہیں سمجھتا تھا کہ میں ایک قانون دان بن سکتا ہوں۔ ہرن ڈن کہتا ہے ''مسٹر لنکن نے ایک دفعہ میرے پاس اس سفر کے واقعات بیان کیے اس نے بتایا کہ اس وقت سردی کے موسم کی برف ابھی تک پگھلی نہ تھی۔ دن کے وقت صرف سطح پر برف کی ہلکی تہہ ہوتی تھی، رات کے وقت پانی بالکل منجمد ہو جاتا تھا۔ اس لئے سفر بہت سست رفتاری سے طے پاتا تھا اور کٹھن بھی تھا۔ اس زمانے میں پل بھی نہیں ہوتے تھے۔ اس وجہ سے ندیوں کو عبور کرنے کے لئے چکر کاٹ کر آنا پڑتا تھا۔ دن کے پہلے حصے میں برف کی ہلکی تہہ ہوتی تھی۔

ایک قدم مارنے سے بیل تقریباً ایک گز مربع برف کی تہہ توڑ دیتے تھے۔ ایک اور چیز جو یہ قافلہ اپنے ساتھ لایا۔ وہ ان کا پالتو کتا تھا۔ یہ گاڑی کے ساتھ ساتھ چلتا تھا ایک دن یہ بیچارہ پیچھے رہ گیا۔ جب بیل نے گاڑی سے ندی کو عبور کیا تو یہ ساتھ نہ مل سکا۔ دوسرے کنارے پر برف کے کناروں سے پانی بہہ رہا تھا۔ اور کتا اس میں داخل ہونے سے ڈرتا تھا۔ بیشتر افراد کا یہ خیال تھا کہ گاڑی واپس لے جانا سودمند نہیں۔ کتے کو رہنے دیا جائے اور سفر جاری رکھا جائے۔ لیکن لنکن یہ برداشت نہ کر سکا۔ اس نے اپنے جوتے اور موزے اتارے اور ندی میں چلتا ہوا کامیابی کے ساتھ کانپتے ہوئے کتے کو اپنے بازوؤں میں لئے ہوئے واپس آ گیا۔ لنکن کی قربانی دیکھ کر کتا بے ساختہ خوشی کے مارے اچھلتا تھا۔ اور دیگر حرکات سے اپنی ممنونیت کا اظہار کرتا تھا۔"

جب پریری کے میدانوں میں بیل گاڑی لنکن کے کنبے کو لا رہی تھی اسمبلی میں ایک زبردست جذباتی اور منحوس بحث جاری تھی کہ آیا کسی ریاست کو یونین سے الگ ہونے کا اختیار ہے یا نہیں؟ اس بحث کے دوران ڈینیل وبسٹر (Daniel Webster) کھڑا ہوا۔ اور اس نے سنہری گھنٹیوں کی آواز کی مانند سریلے لہجے میں تقریر کی۔ جس کے متعلق لنکن کا خیال تھا کہ یہ تقریر امریکن زورِ خطابت کی سب سے شاندار نظیر ہے۔ یہ تقریر ہین (Hayen) کو وبسٹر کا جواب کے نام سے موسوم ہے اور اس کے آخری پر وہ یادگاری الفاظ ہیں جنہیں لنکن نے سیاسی مذہب کے طور پر اپنایا۔ یعنی آزادی اور اتحاد ہمیشہ کے لئے ایک چیز ہیں۔ اور ناقابلِ تقسیم ہیں۔

علیحدگی پسندی کا طوفانی مسئلہ ایک تہائی صدی کے بعد طے ہونا تھا لیکن اس کا فیصلہ قوی ویسٹر، ذہین کلے اور مشہور گال ٹاؤن کے ذریعے طے نہیں ہونا تھا۔ بلکہ ایک بے ڈول، مفلس، گمنام بیل گاڑی کے ڈرائیور کے ذریعے سے طے ہونا تھا۔ جوالی ناز۔۔۔۔۔کی طرف سفر کر رہا تھا اس نے ہرن کی کھال کی ٹوپی۔ چیتل کی کھال کا پاجامہ پہنا ہوا تھا۔ اور غیر شائستہ الفاظ میں یہ گا رہا تھا۔

''کولمبیا کے خوشحالی کے علاقے تیری خیر ہو اگر تو مخمور نہ ہوگا۔ تو تیرا ابھی کوئی حال نہ ہوگا۔''

☆☆☆☆☆☆☆

آپ کے پیشے

ایک چٹان کے کنارے عمارتی لکڑی کے جنگلات کے وسیع قطعے کے اندر جہاں سے دریائے سینگامن ۔۔۔۔۔ دکھائی دیتا ہے، ڈی کیٹر ۔۔۔۔۔ کے قریب "اکی نائز" کی ریاست میں لنکن خاندان آباد ہوا۔ "ایب" مختلف قسم کے کام میں امداد کرتا تھا۔ مثلاً وہ درخت گراتا، کنیا کھڑی کرتا، لکڑیاں کاٹتا، زمین صاف کرتا، گھاس کاٹتا اور بیلوں کی جوڑی کے ساتھ زمین میں ہل چلاتا۔ اور جائیداد کی حفاظت کرتا تھا۔ اگلے سال اس نے پڑوس ہی میں ایک کسان کے پاس کرایہ دار کی حیثیت سے کام کیا۔ ہل چلانے کے علاوہ وہ خشک گھاس کے انبار لگاتا تھا۔ لکڑیوں کے ٹکڑے کرتا اور سوروں کو ذبح کرتا۔ پہلا سردی کا موسم جو لنکن نے الی نائز میں گزارا، تاریخی لحاظ سے نہایت شدید تھا۔ پریری (Prairie) کے میدانوں میں برف پندرہ فٹ تک جم گئی۔ ہرن اور جنگلی ٹرکی (Turkey) بالکل نابود ہو گئے۔ اور کئی لوگ بھی منجمد ہو کر مر گئے اس سردی کے موسم میں لنکن لکڑیوں کا ایک انبار اور بھورے رنگ کی جینس خریدنے کے لئے رضامند ہو گیا۔ یہ کپڑا سفید اخروٹ کی چھال سے رنگا ہوا تھا۔ کام پر جانے کے لئے اسے ہر روز تین میل کا سفر کرنا پڑتا تھا۔ ایک دفعہ دریائے سینگامن عبور کرتے ہوئے اس کی ڈونگی الٹ گئی وہ برفانی پانی میں گر پڑا۔ میجر وارنگ (Major Warnick) کا مکان قریب ہی واقع تھا یہاں پہنچتے پہنچتے اس کے پاؤں سن ہو گئے وہ ایک مہینے تک چلنے پھرنے کے قابل نہ رہا اور اس نے یہ

وقت میجر وارنگ کے پاس ہی گزارا۔ جہاں وہ آگ کے سامنے پڑا رہتا تھا اور اسے کہانیاں سنایا کرتا تھا یا لی تارز کا دستور پڑھتا تھا۔ اس سے پیشتر لنکن نے میجر کی لڑکی کے ساتھ شادی کرنے کی غرض سے رواج کے مطابق دوستی قائم کی لیکن میجر اس خیال سے بہت ناراض ہوا۔ اس نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وارنگ کی بیٹی ایک جاہل لکڑی کاٹنے والے، بے ڈھنگے آدمی سے شادی کرے جس کے پاس نہ زمین ہے، نہ نقدی اور اس کا مستقبل بھی قطعاً روشن نہیں ہے۔ یہ درست تھا کہ لنکن کے پاس زمین نہ تھی۔ اور وہ زمین خریدنا بھی نہیں چاہتا تھا۔ اس نے کھیتوں میں کام کرتے ہوئے بائیس سال گزارے تھے اور ابتدائی زمانے میں اس نے کافی کاشتکاری کا کام کیا تھا۔ لیکن اب وہ اس انتہائی مشقت کی بے کیف زندگی سے نفرت کرتا تھا۔ امتیازی حیثیت حاصل کرنے کی خواہش میں نیز حلقہ احباب وسیع کرنے کے لئے اسے ایسے کام کی ضرورت تھی۔ جہاں وہ لوگوں سے ملاقات کر سکتا۔ اور اپنے گرد ہجوم جمع کر سکتا جو اس کی کہانیاں سن کر قہقہے لگاتا۔

انڈیانا واپس جا کر جب ''ایب'' نے رہائش اختیار کی تو وہاں وہ دریائے نیو اور لینز۔۔۔۔۔ میں باربردار کشتی بہانے میں ہاتھ بٹایا کرتا تھا۔ اور وہ اس جدت، جوش اور مہم جوئی سے لطف اٹھاتا تھا۔ ایک رات اس کی پارٹی میڈم ڈچسنی۔۔۔ کے کھیتوں کے کنارے ساحل پر قیام کئے ہوئے تھی۔ جب حبشیوں کا ایک گروہ چاقوؤں اور لاٹھیوں سے مسلح ہو کر کشتی پر آ پہنچا۔ وہ کشتی بانوں کو قتل کر کے دریا میں پھینکنا چاہتے تھے اور نیو اورلینز۔۔۔۔ میں ڈاکوؤں کے ہیڈ کوارٹر میں کشتی لے جانا

چاہتے تھے لنکن نے ایک لاٹھی پکڑی اور اپنے لمبے اور طاقت ور بازوؤں کو حرکت میں لاتے ہوئے تین حملہ آوروں کو مار مار کر دریا میں پھینک دیا۔ اور دوسروں کا ساحل پر جا کر پیچھا کیا۔ اس لڑائی میں ایک حبشی نے لنکن کی پیشانی پر چاقو سے وار کیا۔ اور اس کی دائیں آنکھ پر ایک ایسا زخم لگا جس کا نشان آخری وقت تک قائم رہا ایک دفعہ نیو اورلینز ۔۔۔۔ میں قیام کرنے کے بعد ایب نے ایک اور دریائی کام اختیار کیا روزانہ پچاس سینٹ اجرت اور بونس کے بدلے وہ اس کا سوتیلا بھائی اور دوسرا چچا زاد بھائی درخت کاٹتے تھے گیلیاں بناتے تھے اور انہیں ایک آرے پر پہنچانے کے لئے دریا میں بہا دیتے تھے اس کشتی میں اور بھی بہت سی چیزیں مثلاً شور کا خشک گوشت، غلہ، سور دریائے مس سی پی کے بہاؤ کی طرف بھیجتے تھے۔ لنکن عملے کا کھانا تیار کرتا، کشتی چلاتا، کہانیاں اور بلند آواز سے نظمیں سناتا تھا۔ مثال کے طور پر وہ یہ شعر پڑھا کرتا تھا۔

کلفی والا ترک دنیا سے نفرت کرتا ہے مونچھوں کو تاؤ دے کر اکڑ اکڑ کر چلتا ہے اور کسی کو ہم پلہ نہیں سمجھتا۔

اس نے دریا کے سفر کے دوران جو تجربات حاصل کیے ان کا اس کی طبیعت پر نہایت گہرا اثر ہوا۔ نیو اورلینز میں اس نے پہلی مرتبہ انسانی غلامی کا بھیانک منظر دیکھا۔ اس نے دیکھا کہ حبشیوں کو زنجیروں میں باندھا جاتا اور کوڑے لگائے جاتے ہیں۔ اس کے شعور نے اس غیر انسانی اور ظالمانہ رویے کے خلاف بغاوت کی۔ جو کچھ وہ اکثر سنتا اور پڑھتا تھا۔ اس کے متعلق اس کے ذہن اور ضمیر میں بیداری پیدا

ہوگئی اس لئے بالا شبہ جیسا کہ اس کے دوست نے اس کے متعلق کہا تھا۔ غلامی نے فوری طور پر اس کے اندر ردعمل پیدا کر دیا۔ ایک صبح شہر کی فصیل کے ساتھ غلاموں کی نیلامی ہو رہی تھی۔ ایک مخلوط نسل لڑکی کو بیچا جا رہا تھا۔ بولی دینے والے اس کے ہاتھوں اور جسم کا پوری طرح جائزہ لے رہے تھے اور اس کی چٹکیاں لیتے تھے۔ وہ تکلیف کے باعث کمرے کے اندر گھوڑے کی طرح اچھلتی تھی۔ یہ حرکات اس لئے کی جا رہی تھیں تا کہ بولی دینے والے مال کے متعلق اچھی طرح مطمئن ہو جائیں کہ جو مال وہ خریدنا چاہتے ہیں۔ خریدنے کے لائق ہے لنکن کے ذہن پر اس نظارے کا اتنا گہرا اثر ہوا کہ وہ اسے برداشت نہ کر سکا اور وہ بہت زیادہ کبیدہ خاطر ہو کر وہاں سے چلا گیا۔ اور اپنے ساتھیوں کو بھی اپنے پاس بلا لیا اس نے ان سے یوں خطاب کیا ''میرے دوستو! ہمیں یہاں سے چلے جانا چاہئے، خدا کی قسم، اگر مجھے کبھی موقع ملا تو میں غلامی پر سخت چوٹ لگاؤں گا۔ لنکن ڈینٹن آفٹ ۔۔۔۔۔ کے ساتھ بہت مانوس ہو گیا۔ اس نے لنکن کو نیو اورلینز ۔۔۔۔۔۔ لے جانے کے لئے اجرت پر حاصل کیا تھا۔ آفٹ ۔۔۔۔ اس کے مذاق، کہانیوں اور دیانت داری کو بہت پسند کرتا تھا۔ اس نے نوجوان کو الی نائز جا کر درخت کاٹنے، گیلیوں کی کشتیاں بنانے اور '' نیو نیلم،، میں سٹور کا انتظام کرنے کی ہدایت کی یہاں لنکن نے ایک جنرل سٹور میں کلرک کا کام کیا۔ وہ آرا بھی چلاتا تھا اور چکی پر آٹا پیستا تھا یہاں وہ چھ برس رہا اس زمانے میں اس کے مستقبل پر گہرا اثر ڈالا گاؤں میں بدتمیز اور جھگڑالو لڑکوں کا ایک گروہ تھا۔ یہ لڑکے لوگوں کو بہت تنگ کرتے تھے وہ فخر سے کہتے تھے کہ وہ شراب،

لادینی حرکات اور کشتی میں نا قابل تسخیر ہیں۔ یہ گروہ دل کا گندہ نہیں تھا وہ وفادار، صاف گو، فیاض اور ہمدرد تھا۔ البتہ خود نمائی کا قائل تھا۔ چنانچہ جب بھاری بھر کم آوازوالا ''ڈینٹن آفٹ''۔۔۔۔قصبہ میں آیا اور یہ اعلان کیا کہ اس کا کلرک لنکن بہت دلیر اور بہادر ہے تو ''کلیری گروو'' ۔۔۔۔کے لڑکے بہت خوش ہوئے اور انہوں نے فیصلہ کیا کہ وہ ضرور کوئی تماشا بنائیں گے لیکن یہ تماشا ان کی منشا کے خلاف بن گیا۔ کیونکہ یہ نوجوان دوڑوں اور چھلانگوں میں سبقت لے گیا۔ غیر معمولی لمبے بازوؤں کے ساتھ وہ ایک توپ کے گولے کو دوسروں سے بہت دور پھینک سکتا تھا۔ اس کے علاوہ وہ اس قسم کی مذاحیہ کہانیاں سناتا تھا جنہیں سن کر سب محظوظ ہوتے تھے۔وہ ان کو دیر تک جنگلوں کی کہانیاں سنا کر ہنساتا رہتا تھا۔''

''نیو نیلم'' میں اس نے اپنے پیشے کے لحاظ سے غیر معمولی ترقی کی تھی ایک دن کلیری گروہ۔۔۔کے لڑکے اپنے لیڈر کے ساتھ لنکن کی جیک آرم سٹرانگ سے کشتی دیکھنے کے لئے جمع ہوئے جب آرم سٹرانگ مقابلہ میں آیا تو لنکن نے اس پر واضح فتح حاصل کی اس وقت سے کلیری گروو کے لڑکوں نے اس کی بہت قدردانی شروع کر دی اور اس کے دوست بن گئے۔ بلکہ مطیع ہو گئے گھوڑ دوڑ اور مرغوں کی لڑائیوں میں اسے ریفری بناتے جب لنکن بے کار ہوتا تو وہ اسے اپنے گھر لے جاتے اور اسے کھلاتے پلاتے۔

نیو نیلم میں لنکن کو وہ موقعہ مل گیا۔ جس کا وہ عرصے سے متلاشی تھا یعنی پبلک کو خطاب کرنے میں خوف کو دور کرنے کا موقعہ اسے مل گیا۔ انڈیانا میں اسے مزدوروں

کے گروپوں کو کھیتوں میں خطاب کرنے کا موقع ملتا تھا۔ لیکن نیو نیلم میں اسے ایک منظم ادبی سوسائٹی مل گئی۔ جس کی مجلس رٹلج (Rutledge) کے مے خانہ میں ہر ہفتے کی رات کو کھانے کے کمرے میں منعقد ہوتی تھی۔ لنکن بڑی مستعدی کے ساتھ ان پروگراموں میں حصہ لیتا تھا۔ وہ یہاں کہانیاں سناتا اور اپنی تیار کردہ نظمیں پڑھتا۔ دریائے سینگامن میں باربرداری کے موقعہ پر فی البدیہہ تقریر کرتا اور زمانہ کے تقاضے کے مطابق مباحثے میں حصہ لیتا۔ اس سوسائٹی کی کارگزاری اس کے لئے بیش قیمت تھی۔ اس کی وجہ سے اس کی ذہنی وسعت بڑھ گئی۔ اور ترقی کرنے کی خواہش بیدار ہو گئی۔ اسے یہ معلوم ہوا کہ اس میں خطابت کے ذریعہ دوسروں پر اثر ڈالنے کی بے پناہ قوت موجود ہے اس وجہ سے اس کا حوصلہ بڑھتا گیا اور اس میں خود اعتمادی پیدا ہوتی گئی۔ چند مہینوں میں آفت۔۔۔۔ کا جنرل سٹور ناکام ہو گیا اور لنکن بے کار ہو گیا۔ اس وقت ریاست کے سر پر انتخاب کا بھوت سوار تھا اس نے اپنی قوت خطابت سے فائدہ اٹھانے کی ٹھانی، مینٹر گراہم (Mentor Graham) کے تعاون سے، جو ایک سکول ماسٹر تھا، لنکن نے پورا ایک ہفتہ عوام میں تقریر کرنے کے لئے تیاری کی۔ اس تقریر کے دوران میں اس نے اعلان کیا کہ وہ ریاست کی اسمبلی میں ایک امیدوار ہے۔ وہ اندرونی نظام کو بہتر کرنے سینگامن کی بہتر بحری تجارت، تعلیم اور انصاف کے حق میں ہے۔ تقریر کے اختتام پر اس نے کہا کہ میں نچلے طبقے کے ایک گھرانے میں پیدا ہوا ہوں۔ اور ہمیشہ انکساری کی زندگی کو اپنایا ہے۔ میرے کوئی دولت مند مقبول رشتے دار یا دوست نہیں ہیں۔ جو میری سفارش

کریں اس نے اپنی تقریر کو نہایت پرتاثیر اپیل کے ساتھ ختم کیا۔ اگر نیک لوگ اپنی عقلمندی پر بھروسہ کرتے ہوئے مجھے پس پشت ڈالنا بہتر سمجھتے ہیں تو مجھے اس سے نہ کوئی مایوسی ہو گی اور نہ طبیعت میں گھبراہٹ پیدا ہو گی۔ کیونکہ میں پہلے ہی ان چیزوں سے مانوس ہوں۔ چند دنوں کے بعد ایک گھڑ سوار نیو سلیم میں آ دھمکا۔ اور لوگوں کو اس خبر نے چونکا دیا کہ ساک انڈین چیف بلیک ہاک۔۔۔۔۔ اپنے بہادروں کے ساتھ لڑائی پر آمادہ ہے۔ وہ گھروں کو جلاتا، عورتوں کو پکڑتا۔ آبادکاروں کو قتل کرتا اور راک ریور۔۔۔۔ کے علاقہ میں قدیم باشندوں میں خوف اور دہشت پیدا کرتا ہے۔ پریشانی کے عالم میں گورنر رینالڈز۔۔۔۔۔ نے رضا کار طلب کئے تھے۔ اور لنکن جو بے کار اور مفلس تھا اور انتخاب میں امیدوار تھا۔ تیس دنوں کے لئے فوج میں بھرتی ہو گیا۔ وہ کپتان منتخب ہوا۔ وہ کلیری گروو۔۔۔ لڑکوں کو ڈرل کرانے کی کوشش کرتا تھا، جو اس کے حکم پر چلا کر کہتے تھے "تم بھاڑ میں جاؤ ہرن ڈن کہتا ہے کہ "بلیک ہاک" ۔۔۔۔ کی جنگ میں حصہ لینا۔" لنکن کے لئے یہ ایک قسم کی تفریح تھی۔ اور گویا چوزے چرانے کی مہم تھی یا کوئی اور ایسا ہی مشغلہ تھا۔ بعد میں کانگریس (اسمبلی) کے ایک اجلاس میں اس نے یہ اعلان کیا کہ جنگ کے دوران میں اس نے کسی رنگ دار یعنی اصلی باشندے پر حملہ نہیں کیا بلکہ اس نے تو جنگلی پیازوں پر حملے کئے اسے کوئی انڈین نظر نہیں آئے وہ تو صرف مچھروں کے ساتھ ہی خونی جنگ کرتا رہا۔

جنگ سے واپس آ کر کیپٹن لنکن پھر سیاسی مہم میں محو ہو گیا۔ وہ ایک جھونپڑی سے

دوسری جھونپڑی میں جاتا۔ لوگوں کے ساتھ ہاتھ ملاتا۔ کہانیاں سناتا۔ ہر ایک کے ساتھ رضامندی کا اظہار کرتا اور جہاں جس جگہ کوئی ہجوم ہوتا اسے خطاب کرتا۔ جب انتخاب ہوا تو نتیجہ اس کی امیدوں کے برعکس نکلا۔ وہ بری طرح ہار گیا۔ دوسو اسی دونوں میں اسے صرف تین ووٹ ملے۔ دو سال کے بعد پھر انتخاب ہوا۔ اس دفعہ وہ کامیاب ہو گیا اور اسمبلی میں بیٹھنے کے لئے سوٹ سلوانے کے واسطے اسے رقم ادھار لینا پڑی۔ اس کے بعد 1836ء، 1838ء اور 1840ء کے انتخابات میں اسے زبردست کامیابی ہوئی۔ وہ ہر بار بھاری اکثریت کے ساتھ منتخب ہوتا تھا۔

نیو سلیم میں ایک شخص رہتا تھا۔ جس کا کام کبھی بھی سیدھا نہیں پڑتا تھا۔ جب وہ مچھلیاں پکڑتا تھا۔ سارنگی بجاتا تھا اور نظمیں ترنم کے ساتھ پڑھتا تھا۔ تو اس کی بیوی گھر کے کام کاج میں مصروف ہوتی تھی۔ یہ جیک کیلسو ــــــ تھا جس کی ناکامی کی وجہ سے اکثر لوگ اس سے نفرت کرتے تھے۔ لیکن لنکن اسے پسند کرتا تھا اور اس کے ساتھ بہت مانوس تھا۔ اس کا لنکن کی زندگی پر گہرا اثر تھا۔ کیلسو ــــــــ سے ملاقات سے پیشتر شیکسپیئر اور برنز لنکن کے نزدیک کوئی اہمیت نہ رکھتے تھے۔ یہ ایسے نام تھے جن کی اس کے نزدیک کوئی وقعت نہ تھی۔ لیکن اب وہ جیک کیلسو ــــ سے ہیملٹ ــــــ سنتا تھا۔ اور میک بتھ ــــــ ترنم کے ساتھ اس کے سامنے پڑھا جاتا تھا اس وقت پہلی دفعہ لنکن کو یہ معلوم ہوا کہ ہم آہنگ آوازوں کی انگریزی زبان میں کیا اہمیت ہے۔ اس میں کس قدر الفاظی خوب صورتی پائی جاتی ہے اور شعور اور جذبات کا یہ کیسا گرداب ہے۔ شیکسپیئر اس کے لئے

خوف کا باعث تھا۔ لیکن برنز سے اسے محبت اور ہمدردی تھی۔ وہ برنز کے ساتھ اپنا تعلق محسوس کرتا تھا۔ برنز لنکن کی طرح غریب تھا۔ اور ایسی کٹیا میں پیدا ہوا تھا۔ جو لنکن کی کٹیا سے بہتر نہ تھی۔ وہ بھی لڑکپن میں ہل چلاتا رہا تھا۔ اور ایسی کٹیا میں پیدا ہوا تھا۔ جو لنکن کی کٹیا سے بہتر نہ تھی۔ وہ بھی لڑکپن میں ہل چلاتا رہا تھا۔ جس کے لئے کھیتوں کے چوہوں کے بلوں کو ہل کے ساتھ اکھاڑ پھینکنا ایک معمولی بات تھی۔ یہ اس کی نظم کے ایسے واقعات تھے، جنہوں نے اسے ایسی زندگی عطا کی کہ وہ حیات جاودانی پا گیا۔ برنز (Burns) اور شیکسپیئر (Shakespeare) کی شاعری کی وجہ سے ابراہام کے سامنے ایک نئی، پر مغز پیاری اور احساسات سے پر زندگی آ گئی لیکن اس کے نزدیک سب سے زیادہ حیران کن بات یہ نہیں تھی کہ شیکسپیئر اور برنز نے کسی کالج میں تعلیم نہیں پائی اور ان میں سے کسی نے سکول میں اس سے زیادہ تعلیم حاصل نہیں کی۔ کبھی کبھی وہ یہ سوچنے کی جسارت بھی کرتا تھا کہ ٹام لنکن کا ناخواندہ بیٹا جس نے سکول میں باقاعدہ تعلیم حاصل نہیں کی شاید شاعری اور اعلیٰ قسم کے کاموں کے لئے بہتر ثابت ہو۔ اور جنرل سٹور کی اشیاء بیچنا اور لوہار کا کام کرنا ہمیشہ کے لئے اس کے لئے لازم وملزوم نہ ہو اور اس زمانے کے بعد برنز اور شیکسپیئر اس کے ہردلعزیز مصنفین تھے۔ وہ شیکسپیئر کی تصنیفات کا کسی اور مصنف کی تصنیفات کی نسبت کہیں زیادہ مطالعہ کرتا تھا۔ اور اس مطالعہ کا اس کی طرز تحریر پر گہرا نقش تھا۔ جب وہ پریذیڈنٹ کی حیثیت سے وائٹ ہاؤس میں مقیم تھا اور خانہ جنگی زوروں پر تھی جس کی وجہ سے اس کے چہرے پر بڑھاپے کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔ وہ شیکسپیئر کی

تصنیفات کے مطالعہ کے لئے وقت نکال لیتا تھا۔ جو علماء سند کی حیثیت رکھتے تھے۔ ان سے بعض پیراگرافوں کی وضاحت کی خاطر خط و کتابت کرتا تھا۔ جس تختے وہ گولی کا نشانہ بنا۔ اس نے اپنے دوستوں کے حلقے میں دو گھنٹے تک میک بتھ۔۔۔۔ بلند آواز سے پڑھی۔ جیک کیلو کا اثر اس وقت بھی اس کی شخصیت پر موجود تھا۔ جب وہ امریکہ کے پریزیڈنٹ کی حیثیت سے وائٹ ہاؤس میں مقیم تھا۔ نیوسلیم کا بانی اور مے خانہ کا محافظ جیمز رٹلج۔۔۔۔ تھا۔ جس کی بیٹی این۔۔۔۔۔ بڑی دلکش تھی جب لنکن کی اس سے ملاقات ہوئی اس کی عمر صرف انیس برس تھی یہ ایک خوبصورت لڑکی تھی جس کی آنکھیں نیلی اور بال بھورے تھے اگرچہ اس کی منگنی قصبے کے امیر ترین سوداگر کے ساتھ ہو چکی تھی لنکن کو اس سے محبت ہو گئی۔ این نے جان میک نیل۔۔۔۔۔ کے ساتھ شادی کرنے کا پہلے ہی وعدہ کر لیا تھا۔ لیکن یہ بات بھی طے ہو چکی تھی کہ جب تک وہ دو سال تک کالج کی تعلیم مکمل نہ کرے شادی نہیں ہو گی۔

لنکن کو نیوسلیم میں رہتے ہوئے زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ میکنل۔۔۔۔ اپنا سٹور بیچ دیا اور کہا کہ وہ اپنے والدین اور کنبے کو الی نائز واپس لانے کے لئے نیویارک جا رہا ہے۔ لیکن روانگی سے پیشتر این رٹلج کے سامنے اس نے ایک ایسی بات کا اقرار کیا۔ جس کی وجہ سے وہ ششدر رہ گئی۔ پھر بھی وہ نوجوان ہی تو تھی اور اس سے محبت بھی کرتی تھی اس لئے اس کی باتوں کو سچ مان لیا چند دنوں کے بعد وہ نیوسلیم سے روانہ ہو گیا چلتے ہوئے این کو ہاتھ لہرا لہرا کر الوداع

کہا اور جلد چٹھی لکھنے کا وعدہ کیا۔ لیکن اس وقت گاؤں میں پوسٹ ماسٹر تھا۔ گھوڑا گاڑی کے ذریعے سے ہفتے میں دو مرتبہ ڈاک آتی تھی اور یہ ڈاک بھی نہایت مختصر ہوتی تھی۔ کیونکہ اس زمانے میں چٹھیاں بھیجنے کی لاگت بہت ہوتی تھی جو چھ سے پچیس سینٹ تک فاصلے کے لحاظ سے وصول کی جاتی تھی۔ لیکن ڈاک اپنے ہیٹ میں رکھ لیتا تھا۔ جب کوئی شخص اس سے اپنی چٹھی کے متعلق پوچھتا تو وہ ہیٹ سر سے اتارتا اور اپنی ڈاک کا جائزہ لیتا۔ ہفتے میں دو مرتبہ این رٹلج اپنی ڈاک کے متعلق دریافت کرتی تھی۔ تین مہینے گزر گئے تو اس کی ایک چٹھی آئی۔ جس میں میک نیل۔۔۔۔۔۔ نے یہ عذر پیش کیا تھا کہ وہ دریائے اوہیو۔۔۔ عبور کرتے ہوئے بیمار ہو گیا تھا۔ وہ پورے تین ہفتے بیمار رہا۔ اور کچھ عرصہ بے ہوش بھی رہا۔ تین مہینے کے بعد پھر دوسرا خط ملا۔ اور یہ بھی نہ ہونے کے برابر تھا یہ بے معنی تھا اور سرد مہری پر مبنی تھا۔ اس نے لکھا کہ اس کا باپ بیمار تھا اس کے والد کے قرض خواہوں نے اسے بہت پریشان کیے رکھا اور اس کا واپسی کا ابھی کوئی پروگرام نہیں اس کے بعد این نے دو ماہ تک ڈاک کا انتظار کیا۔ لیکن اور چٹھی نہ آئی تھی نہ آئی اب اسے شک گزرتا شروع ہوا کہ آیا میک نیل۔۔۔۔۔ کو اس سے اصلی محبت تھی بھی یا نہیں؟ لیکن نے اسے پریشانی کے عالم میں پایا۔ اور میک نیل کی تلاش کے لئے اپنی خدمات رضا کارانہ طور پر پیش کر دیں۔ لیکن اس نے جواب دیا "وہ جانتا ہے کہ میں کہاں ہوں" اور اگر اسے میری پروا نہیں تو مجھے بھی اسے تلاش کرنے کی فکر نہیں ہونی چاہئے۔ پھر اس نے اپنے والد کو اس غیر معمولی بات کے متعلق اطلاع دی۔ جو میک نیل نے

اسے بتائی تھی۔ اس نے بتایا کہ میک نیل۔۔۔۔اس کا اصلی نام نہیں تھا۔ بلکہ یہ تو ایک فرضی نام تھا اس کا اصل نام میکنا مار۔۔۔۔تھا پھر اس نے بتایا، کہ فرضی نام اختیار کرنے کی وجہ یہ تھی، کہ اس کا والد نیو یارک سٹیٹ میں کاروبار کرتا تھا۔ وہ بہت مقروض ہو گیا تھا ''میکنا رمار'' چونکہ بڑا لڑکا تھا۔ اس لئے اسے خدشہ تھا کہ اگر اس کے کنبہ کو اس کا اتا پتہ مل گیا تو ان کی کفالت کا بوجھ اس کے کندھوں پر آ پڑے گا۔ اور اس کے کاروبار میں ترقی کی رفتار سست پڑ جائے گی۔ اس لئے اس نے فرضی نام اختیار کیا تھا۔ اب جبکہ اس نے کافی دولت جمع کر لی تھی وہ اپنے والدین کو الی نائز لانے کے لئے جا رہا تھا، تاکہ وہ بھی اس کے ساتھ خوشحالی کی زندگی بسر کریں۔

جب یہ واقعات لوگوں تک پہنچے، تو ان کے اندر ہیجان پیدا ہو گیا۔ لوگ اسے فریب کار کہنے لگے حالات خراب ہو گئے۔ اور لوگوں کو طنزیہ باتوں نے انہیں اور بھی خراب کر دیا۔ کوئی کہتا کہ وہ پہلے ہی شادی شدہ تھا۔ کسی کی زبان پر تھا کہ اس نے دو تین بیویاں چھپائی ہوئی تھیں۔ لوگ بھانت بھانت کی بولیاں بولتے تھے۔ کوئی اس طرح اظہار خیال کرتا کہ اس نے بینک لوٹا تھا۔ اور وہ قاتل تھا اور این رٹلج کو شکر کرنا چاہیئے کہ وہ اسے چھوڑ گیا۔ ایسی باتیں نیو سلیم کے لوگ کرتے تھے، لیکن لنکن خاموش تھا۔ وہ گہری سوچ میں تھا۔ آخر کار اس کی مراد بر آئی جس کے لئے وہ پر امید تھا۔ اور جس کی خاطر وہ دعا کیا کرتا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

لنکن اور این رٹلج

رٹلج (Rutledge) کا مے خانہ نہایت بھدا تھا۔ اور سرحدی علاقے میں دوسرے مکانوں کی طرح گیلیوں کا بنا ہوا تھا۔ اس کی کوئی امتیازی حیثیت نہ تھی۔ اور یہ موسمی اثرات سے بھی محفوظ نہ تھا۔ کوئی اجنبی اس پر دوسری دفعہ نگاہ ڈالنے کے لئے تیار نہ ہوتا تھا۔ لیکن لنکن کی نگاہیں اس پر لگی رہتی تھیں۔ اور اس کا دل اس میں اٹکا ہوا تھا۔ اس کے نزدیک یہ اس کی زمین کا محور اور فلک بوس مینار تھا۔ وہ اس کی دہلیز پر دھڑکتے ہوئے دل کے ساتھ ہی عبور کر سکتا تھا۔ جیک کیلسو سے شیکسپیئر کے ڈرامے مانگ کر، ان کا مطالعہ سٹور کی میز کے اوپر دراز ہو کر کیا کرتا تھا۔ بار بار یہ شعر پڑھتا تھا۔

''لیکن کس قسم کی روشنی اس کھڑکی سے اکثر نمودار ہوتی ہے۔ یہی مشرق ہے اور جولیٹ (Juliat) سورج ہے۔''

وہ کتاب بند کر دیتا نہ اس میں پڑھنے کی سکت رہتی، نہ سوچنے کی، وہ وہاں ایک گھنٹے تک پڑا رہتا۔ اور جو کچھ پیاری این نے گزشتہ رات ذکر کیا ہوتا اس کے خواب دیکھتا رہتا اب اس کی زندگی کا صرف ایک ہی مقصد تھا۔ اور وہ یہ کہ وہ ان گھڑیوں میں کھویا رہے، جو اس نے این (Anne) کے ساتھ گزاری تھیں اس زمانے میں لحاف تیار کرنے والی پارٹیاں عام تھیں اس قسم کے کاموں کے لئے این کو بھی مدعو کیا جاتا تھا۔ جہاں اس کی چھریری انگلیاں غیر معمولی پھرتی اور ہنر مندی سے حرکت

کرتی ہوتی تھیں لنکن صبح سویرے اس کے ساتھ لحافوں کے مرکز میں چلا جاتا اور شام کو اسے واپس لے آتا ایک دفعہ وہ جرات مندی کے ساتھ مکان کے اندر داخل ہو گیا۔ یہ جگہ ایسی تھی جہاں مرد ایسے موقعوں پر داخل ہونے کی جرأت نہیں کرتے تھے وہ اس کے پاس بیٹھ گیا۔ لیکن این کا دل دھڑکنے لگا اور اس کے چہرے پر گلاب کی سی سرخی کا گویا سیلاب آ گیا اس نے پریشانی کے عالم میں غیر یقینی حالت میں کچھ ٹانکے بے قاعدہ لگائے۔ کچھ بوڑھی اور سنجیدہ عورتوں نے معاملے کو بھانپ لیا اور وہ مسکرا دیں۔ مالکہ نے اس لحاف کو کئی سال تک اپنے پاس رکھا۔ جب لنکن پریذیڈنٹ بنا م تو وہ زائرین کو یہ بے قاعدہ ٹانکے دکھاتا تھا۔ جو اس کی پیاری بیوی نے لگائے تھے۔

گرمی کے موسم میں شام کے وقت دریائے سنیگا کے کنارے جہاں درختوں کے درمیان رنگ برنگ پھول عجیب بہار دکھا رہے ہوتے تھے لنکن اور این چہل قدمی کیا کرتے تھے ایک موسم خزاں میں وہ جنگلوں میں لاشعوری کی حالت میں چلتے چلے گئے۔ اس وقت شاہ بلوط کے درختوں کو آگ سی لگی تھی۔ اور ہیکری۔۔۔۔۔۔ سے پھل نیچے ٹپک رہا تھا۔ سردی کے موسم میں جب برف پڑنی بند ہو جاتی، وہ جنگل میں گھوما کرتے تھے اس وقت شاہ بلوچ، عیش، اخروٹ اور قلقام کے درختوں پر برف کے موتی ٹکے ہوئے ہوتے تھے دونوں کے لئے زندگی میں تقدس پیدا ہو گیا تھا اور یہ موسم ان کے لئے نیا عجیب اور خوبصورت مفہوم لئے ہوئے تھا۔ جب کبھی لنکن کھڑا ہوتا۔ اور این کی نیلی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتا تو اس کا دل

اس کے بدن میں پھریری لیتا۔ وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر اس کے سانس کو محسوس کر سکتا تھا۔ یہ معلوم کر کے وہ بے حد حیران ہوتا کہ اینا میں کس قدر ملائمت ہے اس سے پچھ ہی عرصہ پیشتر لنکن ایک مخمور عیسائی مبشر کے بیٹے بیری ۔۔۔۔ کے ساتھ کاروبار کے لئے گیا تھا۔ اس وقت نیو سلیم کا چھوٹا سا گاؤں اور اس کی تمام دکانیں ویرانی کے آخری مرحلے میں تھیں لیکن انہیں معلوم نہ ہو سکا کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ اور کیوں ہو رہا ہے انہوں نے بلا سوچے سمجھے تین دکانوں کا بچا ہوا مال خرید لیا اور اپنا کاروبار شروع کر دیا۔ ایک دن ایک مسافر نے لنکن اور بیری کے سٹور کے سامنے اپنے گاڑی روک لی۔ سڑکوں کی مٹی نرم ہونے کی وجہ سے گاڑی چلنا مشکل تھا اس کے گھوڑے تھکے ہوئے تھے چنانچہ مسافر نے اپنا بوجھ ہلکا کرنے کی ٹھانی اس نے گھریلو اشیاء کے مال غنیمت کا ایک ڈرم لنکن کے پاس بھیج دیا لنکن مال غنیمت لینا تو نہیں چاہتا تھا۔ لیکن اسے گھوڑوں پر رحم آ گیا۔ اس نے سیاح کو پچاس سینٹ ۔۔۔۔ ادا کر دیئے اور ڈرم دیکھے بھالے بغیر لڑھکا کر سٹور کے پچھلے کمرے میں رکھ دیا۔ پندرہ دن کے بعد اس نے ڈرم کی اشیاء زمین پر ڈھیر کیں تو اسے معلوم ہوا کہ وہ عجیب مال تھا جو اس نے خریدا۔ ڈرم کی تہہ پر گندگی تھی اور وہاں اسے بلیک سٹون (Black Stone) کی قانون کی تشریح پر کتابیں ملیں۔ اس نے ان کتابوں کا مطالعہ شروع کر دیا۔ کسان کھیتوں میں مصروف تھے گاہک کوئی شاذ و نادر ہی ہوتا تھا۔ اس لئے اس کے پاس کافی فارغ وقت تھا جتنا زیادہ وہ مطالعہ کرتا، اتنا ہی اس کا شوق بڑھتا۔ اس سے پہلے اسے کبھی بھی کسی کتاب میں اس قدر انہاک حاصل نہیں ہوا تھا۔ جب تک

چاروں جلدیں ختم نہ کر ڈالیں وہ چین سے نہ بیٹھ سکا اس کے بعد اس نے ایک اہم فیصلہ کیا وہ فیصلہ یہ تھا کہ وہ وکیل بنے گا وہ ایسا شخص بنے گا جس کے ساتھ این رٹلج شادی کر کے فخر محسوس کرے۔ این رٹلج نے اس پر رضامندی کا اظہار کیا اور یہ طے پایا کہ دو سال قانون کے مطالعہ کے بعد جب وہ اپنا پیشہ اختیار کرے گا تو وہ شادی کر لیں گے۔

بلیک سٹون۔۔۔۔کی کتابیں ختم کرنے کے بعد وہ پریری کے میدانوں کو عبور کرتا ہوا، بیس میل کے فاصلے پر گیا۔ جہاں اس نے ایک قانون دان سے قانون کی کتابیں مستعار لیں۔ اس قانون دان کے ساتھ اس کی ملاقات بلیک ہاک وار۔۔۔۔۔میں ہوئی تھی۔ واپسی پر اس نے کتاب کھولی اور سفر کے دوران میں مطالعہ کرتا رہا۔ جب کسی پیچیدہ حصے پر پہنچتا تو وہ کھڑا ہو جاتا۔ اور پوری توجہ دیتا۔ یہاں تک کہ وہ مفہوم اچھی طرح سمجھ لیتا۔ وہ مطالعہ کرتا رہا۔ اس نے شام تک بیس یا تیس صفحے بہت اچھی طرح سے مطالعہ کر لئے اب اندھیرا چھا گیا تھا اور وہ مزید مطالعہ نہیں کر سکتا تھا۔ رات کو ستارے نمودار ہوئے۔ اسے شدید بھوک لگی ہوئی تھی اس لئے تیزی سے چلتا ہوا منزل مقصود تک پہنچا۔ گھر پہنچ کر اس نے مسلسل مطالعہ شروع کیا وہ دن کے وقت سیدھا لیٹ جاتا اور درخت کے سائے میں پڑا رہتا۔ جب کہ اس کے ننگے پاؤں درخت کے ساتھ زاویہ بناتے۔ رات کے وقت وہ اوپر کی دکان میں چلا جاتا جو بھی ردی چیزیں ادھر ادھر پڑی ہوتیں انہیں اکٹھی کر کے آگ لگا لیتا۔ اور اس روشنی میں مطالعہ کرتا رہتا۔ وہ تھوڑے وقفے کے بعد

بہ آواز بلند پڑھتا تھا اور کبھی کبھی کتاب بند کر کے مفہوم اپنی کاپی پر لکھتا تھا جہاں کہیں بھی وہ جاتا، کتاب اس کی بغل میں ہوتی تھی۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک کسان نے اسے ایندھن کی لکڑی کاٹنے کے لئے کام پر لگایا وہ اپنے گودام کا جائزہ لینے کے لئے سہ پہر کے وقت آیا، تو دیکھا کہ لنکن لکڑیوں کے ڈھیر کے اوپر ننگے پاؤں بیٹھا ہے۔ اور قانون کی کتاب کا مطالعہ کر رہا ہے۔ مینٹر گراہم۔۔۔۔ نے اسے بتایا کہ اگر وہ قانون اور سیاست کا مطالعہ کرنا چاہتا ہے تو اس کے لئے گرامر کا سیکھنا ضروری ہے لنکن نے پوچھا کہ یہ کتاب کہاں سے مل سکتی ہے گراہم نے اسے بتایا کہ ایک زمین دار جان جان وانس۔۔۔۔ ہے اس کے پاس گراہم کی لکھی ہوئی گرامر موجود ہے لنکن فوراً اٹھا اور اپنا ہیٹ سر پر رکھا اور یہ کتاب لینے کے لئے چل پڑا جس تیز رفتاری سے اس نے گرامر کے قواعد ذہن نشین کر لئے گراہم کے لئے تعجب انگیز بات تھی۔ تیس سال کے بعد اس سکول ماسٹر نے یہ انکشاف کیا کہ اس نے پانچ ہزار ذہین اور محنتی طلبا کو تعلیم دی ہے لیکن علم، ادب کی جستجو میں لنکن کا کوئی ثانی نہیں پایا۔

گراہم کی گرامر پر دسترس حاصل کرنے کے بعد لنکن نے تاریخ کی دو کتابوں کا مطالعہ کیا اور جیفرسن۔۔۔۔ کملے۔۔۔۔ اور ویبسٹر۔۔۔۔ کی سوانح عمریاں پڑھیں۔ نیلا کوٹ، بھاری بھر کم بوٹ، زرد اور نیلی پتلون پہنے ہوئے یہ نوجوان نیو سلیم میں گھومتا پھرتا۔ مطالعہ کرتا، خوابوں میں کھویا رہتا۔ لوگوں کو کہانیاں سناتا اور اس طرح جہاں بھی جاتا دوستوں کا ہجوم اس کے ساتھ ہوتا۔ البرٹ جے بیورج۔۔۔۔ نے جو لنکن کا ہم عصر تھا لنکن کی یادگار سوانح عمری میں لکھا ہے کہ ”نہ

صرف اس کی ذہانت، مہربانی اور علم لوگوں کے لئے باعث کشش تھا بلکہ اس کا عجیب وغریب لباس اور بے ڈول بدن بھی اس کی شہرت کا باعث بنا جس سے لوگ محظوظ ہوتے تھے۔" ایب لنکن کا نام تھوڑے ہی عرصے میں گھر گھر مشہور ہو گیا۔ آخر کار لنکن اور بیری کا کاروبار ناکام ہو گیا۔ توقع بھی اس بات کی تھی، کیونکہ لنکن کتابوں میں منہمک رہتا تھا، اور بیری شراب میں مدہوش۔ اس لئے کاروبار کا یہی انجام ہونا تھا۔ لنکن کے پاس کھانے پینے کے لئے اور قیام پر خرچ کرنے کے لئے کچھ نہ تھا۔ اب اسے پھر مزدوری کرنا پڑی۔ چنانچہ وہ لکڑیاں کاٹتا، خشک گھاس کے انبار لگاتا، باڑیں لگاتا، غلے سے بھوسہ علیحدہ علیحدہ کر آرے پر کام کیا کرتا تھا۔ چند دنوں کے لئے اس نے لوہار کا کام بھی کیا۔ مینٹر گراہم ------ کی مدد کے ساتھ اس نے علم مثلثات (Trignometry) اور لوگرتھم (Logarthms) کے پیچیدہ مسائل حل کئے تاکہ وہ سرویر بن جائے چنانچہ اس نے ایک گھوڑا، قطب نما اور انگور کی بیل کی زنجیر ادھار خریدی اور قصبے کے قطعات کی پیائش ساڑھے سینتیس سینٹ فی قطعہ کی شرح پر شروع کر دی۔ اسی اثنا میں رٹلج کا مے خانہ بھی ناکام ہو گیا۔ اور لنکن کی پیاری بیوی کو ایک زمیندار کے باورچی خانے میں بطور خادمہ کام کرنا پڑا۔ جلد ہی لنکن کو بھی اسی کے کھیت میں کام مل گیا۔ شام کے وقت وہ بھی باورچی خانہ میں چلا جاتا تھا۔ وہ برتن صاف کرتی جاتی تھی اور یہ انہیں خشک کرتا جاتا تھا۔ یہاں وہ بے حد خوش تھا۔ کیونکہ اسے این رٹلج کا قرب حاصل تھا ایسی خوشی اور اطمینان اسے پھر کبھی نصیب نہ ہوا۔ موت سے تھوڑی دیر پیشتر اس نے اپنے ایک دوست کے سامنے اقرار کیا کہ جب

وہ الی نائز میں ننگے پاؤں مزدوری کیا کرتا تھا۔ وہ پریذیڈنٹ کے عہدے پر فائز ہونے کی نسبت زیادہ خوش ہوتا۔

ان کی محبت کی شدت جتنی زیادہ تھی۔ اتنی ہی اس کی مدت کم تھی اگست 1935ء میں این (Anne) بیمار ہوگئی۔ ابتداء میں اسے کوئی تکلیف محسوس نہیں ہوتی تھی۔ صرف نقاہت اور تھکاوٹ کا غلبہ تھا۔ اس نے حسب معمول اپنا کام جاری رکھنے کی کوشش کی لیکن ایک صبح وہ بستر سے نہ اٹھ سکی اسے بخار ہوگیا۔ اس کا بھائی ڈاکٹر ایلین کے پاس گیا۔ ڈاکٹر نے اسے بتایا کہ این کو معیاری بخار ہے۔ این کا بدن پھنک رہا تھا، لیکن اس کے پاؤں برف کی طرح ٹھنڈے تھے۔ اور انہیں گرم پتھروں کے ساتھ گرمی پہنچانی پڑتی تھی وہ بار بار پانی مانگتی رہی۔ اب ڈاکٹر جانتے ہیں کہ ایسے مریض کو برف میں رکھنا چاہئے تھا۔ اور جتنا پانی وہ پی سکے پلانا چاہئے تھا لیکن لنکن یہ بات نہیں جانتا تھا خوفناک وقت قریب آ رہا تھا بالآخر این کا بدن اس قدر کمزور ہو گیا کہ وہ اپنا ہاتھ بھی نہیں اٹھا سکتی تھی ڈاکٹر ایلین نے مکمل آرام کرنے کا حکم دیا تھا۔ عیادت کرنے والوں کو اس کے پاس جانے کی اجازت نہ ملی لنکن گھر پر نہیں تھا تو وہ دو دن اس کا نام بڑبڑاتی رہی اور نہایت عاجزی سے پکارتی رہی۔ جب وہ آیا اور اسے اس بات کا علم ہوا، تو وہ اس کے پاس پہنچا۔ کمرے کا دروازہ بند کر دیا گیا۔ اب کوئی تیسرا شخص ان کے پاس موجود نہیں تھا یہ آخری ساعت تھی جو دونوں محبوبوں نے اکٹھی گزاری، اگلے روز این بے ہوش ہوگئی۔ اور پھر موت تک بے ہوش رہی۔ اس کے بعد جو زمانہ گزرا وہ لنکن کی زندگی کا خوفناک اور پریشان کن باب تھا وہ نہ سو سکتا تھا، نہ کھا سکتا تھا اس نے

بار بار اس بات کا اظہار کیا کہ وہ اب زندہ نہیں رہنا چاہتا اس نے خودکشی کرنے کی خواہش کا بھی اظہار کیا لیکن اس کے دوست چوکنے ہو گئے انہوں نے اس کا جیبی چاقو بھی اس سے لے لیا۔ اور وہ اس کی نگرانی بھی کرتے تھے کہ وہ کہیں دریا میں ہی چھلانگ نہ لگا دے۔ لنکن اب کسی مجلس میں بیٹھنا پسند نہیں کرتا تھا۔ اور جب کبھی اسے دوستوں میں بیٹھنا پڑتا تو وہ بالکل گفتگو نہیں کیا کرتا تھا۔ اور نہ ان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھتا تھا بلکہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ اسے اپنا ہوش ہی نہیں ہے۔ اور کسی دوسری دنیا میں پہنچا ہوا ہے۔ وہ روزانہ پانچ میل کا فاصلہ طے کر کے کنکارڈ۔۔۔۔۔ کے قبرستان میں جاتا۔ جہاں این دفن تھی بعض اوقات وہ اتنی دیر تک وہاں بیٹھا رہتا کہ اس کے دوستوں کو اس کے متعلق فکر لاحق ہو جاتی وہ وہاں پہنچتے اور اسے اپنے ساتھ گھر لاتے تھے جب طوفان آتا اور بارش ہوتی تو وہ زار زار روتا تھا۔ اور کہتا تھا کہ میرے لئے یہ برداشت سے باہر ہے کہ میری محبوبہ کی قبر کو پانی بہا کر لے جائے ایک دفعہ وہ سینگامن کے کنارے لڑکھڑاتا ہوا جا رہا تھا اور بے ربط جملے کہہ رہا تھا لوگوں کو خدشہ ہو گیا کہ وہ ذہنی توازن کھو بیٹھے گا ڈاکٹر ایلین کو بلا کر مشورہ لیا گیا ڈاکٹر ایلین کو معلوم تھا کہ ماجرا کیا ہے اس لئے اس نے تجویز کیا کہ لنکن کو کسی نہ کسی کام میں مصروف رکھنا چاہئے شمال کی طرف ایک میل کے فاصلے پر لنکن کا ایک نہایت پیارا دوست مقیم تھا۔ جس کا نام باؤلنگ گرین۔۔۔۔۔ تھا وہ لنکن کو اپنے گھر لے گیا اور اس کی مکمل نگہداشت اپنے ذمے لی یہ جگہ نہایت خاموش اور سنسان تھی۔ مکان کے پیچھے چٹانیں تھیں جن پر شاہ بلوط کے درخت کھڑے تھے ان کی ڈھلان مغرب کی طرف تھی۔ سامنے ہموار زمین

دریائے سینگامن کے دوسری طرف پھیلی ہوئی تھی۔ یہاں بھی جا بجا درخت اگے ہوئے تھے۔ نینسی گرین۔۔۔۔۔لنکن کو درخت کاٹنے۔۔۔۔۔۔آلو اکھاڑنے۔ سیب اٹھانے، گائیوں کا دودھ دوہنے اور جب وہ کات رہی ہوتی، تو دھاگا پکڑے رکھنے میں مصروف رکھتی تھی۔ اس طرح وقت گزر رہا تھا ہفتے مہینے اور سال گزر رہے تھے 1837ء میں این کی موت کے دو سال بعد اس نے اسمبلی کے ایک ممبر سے کہا" اگر چہ دوسرے لوگ میرے متعلق یہ سمجھتے ہیں کہ میں نہایت خوشی سے زندگی گزار رہا ہوں، لیکن میں اپنی زندگی سے اس قدر بیزار ہوں کہ میں اعتماد کے ساتھ چاقو بھی اپنے پاس نہیں رکھ سکتا۔" این کی وفات کے بعد وہ اور ہی انسان تھا۔ اس کی غمزدہ حالت جو اس پر ہر وقت طاری رہتی تھی شاذونادر ہی اس کا ساتھ چھوڑتی تھی اور وہ بھی نہایت تھوڑے عرصے کے لئے اس کا اس پر اس قدر غلبہ ہوگیا کہ وہ الی نائز کا سب سے زیادہ افسردہ شخص سمجھا جانے لگا ہرن ڈن، جو اس کے ساتھ وکالت کرتا تھا، کہتا ہے" میں نے لنکن کو بیس سال کے عرصے میں کبھی خوش نہیں دیکھا۔ جب وہ چلتا تھا، تو اس کے بدن سے غم اور اندوہ کے قطرے زمین پر گرتے تھے" اس وقت سے زندگی کے آخری لمحوں تک لنکن کو ایسی نظموں کے ساتھ لگاؤ رہا، جن میں غم اور موت کا مضمون ہوتا۔ وہ اکثر گھنٹوں اپنے خیالات میں مگن غم کی تصویر بنے خاموش بیٹھا رہتا۔ کبھی کبھی بے ساختہ یہ الفاظ پڑھتا۔

"ہائے۔ کائی والے سنگ مرمر کے نیچے وہ ذات آرام کر رہی ہے جس کے ہونٹوں پر میں اس کی جوانی کے وقت میں نے بوسے دیئے ہیں اور جن ناموں کے

ساتھ اسے محبت ہے وہ کئی سال ہوئے کتبوں کے اوپر مندرج ہیں۔"

این کی موت کے تھوڑا عرصہ بعد ہی اس نے ایک نظم "فنا" کے عنوان پر زبانی یاد کی جس کا مضمون ہے کہ "فانی کی روح کیوں مغرور ہے؟" یہ نظم اسے بہت پسند تھی اور وہ اکثر اسے بار بار دہرایا کرتا تھا وائٹ ہاؤس میں بھی اس نے کئی دفعہ اپنے دوستوں سے یہ ذکر کیا کہ وہ ایسی نظموں کے عوض سب کچھ قربان کرنے کو تیار ہے۔ اس نظم کے آخری ۔۔۔۔ دو بند اسے زیادہ پسند تھے (ہاں امید اور یاس، خوشی اور دکھ، دھوپ اور بارش لازم وملزوم ہیں مسکراہٹ اور آنسو گانے اور نوحے ایک دوسرے کے ردیف ہیں ایک لمحے ایک نمودار ہوتا ہے تو دوسرے لمحے دوسرا۔ صحت سے موت تک جوانی سے بڑھاپے تک یہ غم۔ امید اور یاس انسان کے ساتھ لگے ہوئے ہیں۔ پھر اے فانی کی روح تو کیوں مغرور ہے؟) پرانا انکارڈ ۔۔۔۔ کا قبرستان، جہاں این دفن ہے، ایک پر سکون جگہ ہے۔ تین طرف گندم کے کھیت ہیں چوتھی طرف نیلی گھاس کی چراگاہ ہے۔ جہاں مویشی اور بھیڑیں چرتی ہیں۔ قبر پر جھاڑیاں اور انگور کی بیلیں اگی ہوئی ہیں۔ یہاں شاذ ہی کوئی شخص پہنچتا ہے۔ موسم بہار میں کوئل یہاں اپنا گھونسلہ بناتی ہے اور فضا کی خاموشی میں بھیڑیں ممیاتی ہیں۔ نصف صدی تک این رٹلج کی لاش سکون کے ساتھ وہاں پڑی رہی لیکن 1890ء میں ایک گورکن نے پیٹرز برگ میں ایک نئے قبرستان کا اجراء کیا نئے قبرستان کی شہرت کی خاطر اور اپنا کاروبار چمکانے کے لئے اس نے این کی قبر کو اپنے قبرستان میں منتقل کرنے کی ٹھانی تقریباً 15 مئی 1890ء کو اس نے این ۔۔۔۔ کی قبر کو اکھاڑا۔ لیکن اسے وہاں

این کا جسم نہ مل سکا۔ صرف چار موتیوں کے بٹن ملے۔ یہی وہ اپنے قبرستان میں لے گیا اور قبر کھود کر دفن کر دیئے۔ بعد میں اس نے یہ اعلان کرا دیا کہ این کی لاش کو اس قبرستان میں دفن کر دیا گیا ہے اب گرمی کے مہینوں میں ہزاروں زائرین نیو آرک لینڈ کے قبرستان میں اس کی قبر پر جاتے ہیں ادب کے ساتھ سر جھکا کر کھڑے ہوتے ہیں اور آنسو بہاتے ہیں۔ اس قبر پر ۔۔۔۔۔۔ خوبصورت پتھروں کی یادگار قائم ہے جس پر یہ اشعار درج ہیں ''میں بے وقعت اور گمنام ہوں۔ لیکن مجھ سے لافانی موسیقی کی تانیں نکل رہی ہیں مجھے کسی کے ساتھ کوئی حسد نہیں میں ہر ایک کی خیر خواہ ہوں میری وجہ سے لاکھوں لوگ، لاکھوں انسانوں سے درگزر کرتے ہیں اور قوم کا رحیم اور کریم چہرہ انصاف اور سچائی سے چمکتا ہے میں این رٹلج، ۔۔۔۔۔۔۔ ہوں جوان جھاڑیوں کے نیچے سوئی ہوئی ہوں۔ میں تمام عمر ابراہام لنکن کی محبوبہ رہی ہوں ہمارا تعلق اتحاد سے نہیں بلکہ جدائی سے قائم ہوا ہے۔ اے امریکن ری پبلک تو میرے سینے کی راکھ ہے تجھ پر ہمیشہ بہار رہے۔''

این رٹلج کی متبرک راک پرانے کنکارڈ ۔۔۔۔ کے قبرستان ہی میں رہی۔ لالچی گورکن اسے وہاں سے نہ اٹھا سکا۔ اور اس کی یادیں وہیں موجود ہیں جہاں پرندے چہچہاتے ہیں یہی وہ جگہ ہے، جو ابراہام لنکن نے آنسو بہاتے ہوئے کھودی تھی یہی وہ جگہ ہے جہاں اس کا اپنا دل دفن ہے اور یہی وہ جگہ ہے جہاں این رٹلج دفن ہونے کی خواہش رکھتی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆

وکالت کا تجربہ

این کی وفات کے دو سال بعد مارچ 1837ء میں لنکن نے نیو سلیم۔۔۔۔۔کو خیر باد کہا اور وکالت کے پیشے کا تجربہ کرنے کے لئے ایک مستعار گھوڑے پر سپرنگ فیلڈ کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس کی کل کائنات چند قانون کی کتابیں کچھ قمیضیں اور زیر جامے۔۔۔۔۔تھے۔ اس کے پاس نیلے رنگ کی پرانی جرابیں بھی تھیں۔ جن میں سوا چھ سینٹ اور ساڑھے بارہ سینٹ کے سکے ٹھونسے ہوئے تھے یہ رقم اس کے پاس ڈاکخانے کی امانت تھی۔ سپرنگ فیلڈ میں اسے رقم کی اشد ضرورت تھی وہ یہ رقم خرچ کر سکتا تھا اور بعد میں اپنے پاس سے گورنمنٹ کو ادا کر سکتا تھا۔ لیکن اسے یقیناً بد دیانتی کا احساس ہوتا اس لئے اس نے ایسا نہیں کیا جب ڈاکخانہ جات کا آڈیٹر حساب چیک کرنے آیا تو لنکن نے نہ صرف پوری رقم دکھا دی، بلکہ انہی سکوں میں دکھائی جو اس نے دو سال پیشتر وصول کیے تھے۔

جس صبح لنکن سپرنگ فیلڈ کے لئے روانہ ہوا، نہ صرف یہ کہ اس کے پاس اپنی کوئی نقدی نہ تھی بلکہ وہ گیارہ سو ڈالر کا مقروض تھا بیری کے ساتھ مشترکہ کاروبار میں انہیں خسارہ ہوا تھا۔ بیری تو کثرت شراب نوشی کی وجہ سے فوت ہو گیا اب قرض کی ادائیگی کی تمام ذمہ داری لنکن کے کندھوں پر آپڑی۔ لیکن لنکن کے پاس قرض چکانے کے لیے جھنجی کوڑی بھی نہ تھی۔ اگر وہ چاہتا، تو قانونی لچک سے فائدہ اٹھا سکتا تھا اور عدالت میں بیان دے سکتا تھا کہ قرض کی تمام ذمہ داری اس پر نہیں ڈالی جا سکتی

کیونکہ وہ تو ایک حصہ دار تھا لیکن اس نے اس قانونی لچک سے فائدہ نہ اٹھایا اور ذمہ داری سے بچنے کی قطعاً کوشش نہیں کی وہ سیدھا اپنے قرض خواہوں کے پاس گیا اور ایک ایک پائی مع سود چکانے کا وعدہ کیا البتہ اس نے ان سے کچھ مہلت حاصل کر لی۔صرف ایک شخص ''پیٹر وین برگن''۔۔۔۔۔۔تھا جو اس سے متفق نہ ہوا اس نے عدالت سے لنکن کے خلاف ڈگری حاصل کر لی اور بر سر عام اس کا گھوڑا اور زمین کی پیمائش کے آلات نیلام کرا دیئے۔تاہم دوسرے قرض خواہوں نے ادائیگی قرض کا انتظار کیا۔لنکن چودہ سال تک اپنی حقیقت ضروریات کو پس پشت ڈال کر بچت کرتا رہا۔ 1849ء میں جب وہ کانگرس کا ممبر تھا تو وہ اپنی تنخواہ کا ایک حصہ بقایا قرض چکانے کے لئے وضع کراتا تھا۔

جس صبح لنکن سپر نگ فیلڈ پہنچا اس نے اپنا گھوڑا، جوشوا ایف سپیڈ۔۔۔۔۔۔کے جنرل سٹور کے سامنے باندھا۔ جو شمال مغربی کونے پر ایک پبلک چوک میں تھا اس کے متعلق باقی قصہ سپیڈ (Speed) کے اپنے الفاظ میں سنئے ''وہ شہر میں ایک مستعمار گھوڑے پر سوار میرے سٹور پر آیا۔اپنے تھیلے میرے کاؤنٹر پر رکھ دیئے اور دریافت کیا کہ ایک فرد کی رہائش کے لئے فرنیچر کی کیا قیمت ہو گی میں نے پنسل اور سلیٹ پکڑی اور حساب لگا کر بتایا ''سترہ ڈالر'' اس نے جواب میں کہا ''یہ کافی سستا ہے لیکن میرے پاس ادائیگی کے لئے کوئی رقم نہیں اگر آپ کرسمس تک ادھار دے سکیں تو ممنون ہوں گا۔لیکن شرط یہ ہے کہ اگر میرا وکالت کا تجربہ کامیاب رہا تو ادائیگی کروں گا۔لیکن اگر تجربہ ناکام رہا تو اس صورت میں رقم ادا نہیں کر سکوں گا اس

کی آواز میں اس قدر سوز تھا، کہ میں محسوس کئے بغیر نہ رہ سکا۔ میرے ذہن میں اب بھی یہ بات ہے کہ میں نے اپنی زندگی میں کبھی اتنا غمزدہ شخص نہیں دیکھا۔ میں نے کہا کہ اتنا معمولی قرض آپ کے لئے سوہان روح ہے میرے پاس بالائی منزل پر ایک بڑا کمرہ ہے اس میں ایک فرد کے لئے فرنیچر بھی موجود ہے اگر آپ پسند کریں، تو آپ کے لئے حاضر ہے اس نے خاموشی سے اپنا تھیلا اٹھایا اور اوپر چلا گیا اسے کمرے میں فرش پر رکھ دیا وہ چہرے پر مسکراہٹ اور مسرت لئے ہوئے بولا" اچھا سپیڈ! میں منتقل ہو گیا ہوں" اس کے بعد لنکن ساڑھے پانچ سال وہیں مقیم رہا وہ سپیڈ۔۔۔۔ کے ساتھ بستر پر سوتا تھا اور اسے کوئی کرایہ وغیرہ ادا نہیں کرتا تھا۔

ولیم ٹیلر لنکن کا ایک اور دوست تھا جو پانچ سال تک اس کے خوراک اور لباس کے اخراجات برداشت کرتا رہا۔ جب اس میں کسی قدر استطاعت ہوتی تو کچھ رقم ولیم ٹیلر کو دے دیتا تھا۔ لیکن کوئی مقررہ رقم نہیں دیتا تھا دوستوں کا کوئی حساب کتاب نہیں تھا۔ تمام کام یونہی چل رہا تھا۔ لنکن اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا تھا۔ کہ اگر اسے سپیڈ۔۔۔۔ اور دوسرے دوستوں کی مدد حاصل نہ ہوتی، تو وہ قانون کا پیشہ اختیار نہ کر سکتا۔ وہ ایک شخص اور سٹورٹ۔۔۔۔ کے ساتھ مل کر وکالت کرتا تھا اسے سیاست کے ساتھ زیادہ دلچسپی تھی وہ لنکن کو گھوڑے پر دفتر لے جاتا تھا اور شام کو واپس لے آتا تھا دفتر کا فرنیچر ایک چھوٹی گندی سے چارپائی، بھینس کی کھال کی چادر ایک کرسی اور بینچ پر مشتمل تھا، قانون کی کتابیں رکھنے کے لئے ایک صندوق تھا۔ آفس کا ریکارڈ یہ ظاہر کرتا ہے کہ چھ ماہ میں صرف پانچ دفعہ فیس وصول ہوئی ایک فیس اڑھائی ڈالر دو

پانچ پانچ ڈالر اور ایک دس ڈالر تھی۔ ایک کیس میں فیس کے طور پر انہوں نے ایک اوورکوٹ وصول کیا تھا۔ لنکن کو وکالت کے پیشے میں اس قدر مایوسی ہوئی، کہ ایک روز پیج ایٹن ۔۔۔۔۔ کی دکان پر رک گیا اور بڑھئی کا کام کرنے کا ارادہ کیا چند سال پیشتر نیو سلیم میں اس نے سنجیدگی کے ساتھ قانون کی کتب کا مطالعہ ترک کرنے اور لوہار کا پیشہ اختیار کرنے کے متعلق سوچا تھا۔ سپرنگ فیلڈ میں لنکن کا پہلا سال تنہائی میں گزرا۔ جو لوگ شام کے وقت سپیڈ کے سٹور کے عقب میں سیاسی مسائل کے متعلق گفتگو کرتے اور وقت کاٹنے کے لئے اکٹھے ہوتے تھے انہی سے وہ شناسا تھا لنکن اتوار کو گرجے میں بھی نہیں جاتا تھا کیونکہ وہ سپرنگ فیلڈ جیسے عمدہ گرجوں کے آداب سے واقف نہیں تھا۔

1839ء میں ایک عورت سپرنگ فیلڈ میں وارد ہوئی۔ اس کی نہ صرف اس کے ساتھ بول چال تھی، بلکہ وہ اس کے ساتھ کورٹ شپ میں مصروف تھی اور اس سے شادی کا ارادہ رکھتی تھی اس کا نام میری ٹاڈ ۔۔۔۔۔ تھا ایک مرتبہ کسی نے لنکن سے پوچھا، ٹاڈز (Todds) خاندان اپنے نام کے ہجوں میں ڈبل ڈی (DD) کیوں استعمال کرتے ہیں؟ اس نے جواب دیا ایک ڈی (D) خدا کے نام میں آتی ہے اس لئے (Todds) میں دو ڈی مستعمل کرتے ہیں (Todds) کو اپنے شجرہ نسب پر بڑا فخر تھا جو چھٹی صدی عیسوی تک پہنچتا تھا۔ میری ٹاڈ ۔۔۔۔۔ کے آباؤ اجداد فوجی جرنیل گورنر رہے تھے اور ایک بحریہ کا سیکرٹری تھا۔ اس خاتون نے خود بھی ۔۔۔۔۔ امیرانہ ٹھاٹھ کے سکولوں میں تعلیم حاصل کی تھی جو کنٹری چارلوٹی ۔۔۔۔ اور اس کے

خاوند کی زیر سرکردگی لیکسنگٹن ۔۔۔۔۔اور کینٹکی میں تھے۔ یہ دو فرانسیسی رئیس تھے جو فرانس کے انقلاب کے دنوں میں جان بچانے کے لئے وہاں سے بھاگ کر آئے تھے۔ میری تند خو اور اونچے دماغ کی مالک تھی اور احساس برتری کا شکار تھی اسے پختہ یقین تھا کہ وہ ایسے شخص سے شادی کرے گی جو امریکہ کا پریذیڈنٹ بنے گا۔ نہ صرف اسے اس بات کا یقین تھا بلکہ کھلے بندوں اس کا اظہار کیا کرتی تھی لوگوں کو اس کا رویہ احمقانہ معلوم ہوتا تھا اور وہ اسے ٹھٹھا کیا کرتے تھے، لیکن اس کے ایقان میں کبھی کمی واقع نہیں ہوتی تھی۔ اس کی اپنی بہن کا بیان ہے کہ میری۔۔۔ شان و شوکت اور اقتدار کی دلدادہ تھی اس کے دل میں عظمت حاصل کرنے کی شدید خواہش پائی جاتی تھی۔ بدقسمتی سے میری کا پارہ جلد ہی چڑھ جاتا تھا اور وہ آپے سے باہر ہو جاتی تھی ایک دن 1839ء میں اس کا اپنی سوتیلی ماں سے جھگڑا ہو گیا اس نے سامنے والا دروازہ کھولا اور سپرنگ فیلڈ میں اپنی بہن کے پاس اقامت پذیر ہونے کے لئے والد کے گھر سے نکل کھڑی ہوئی۔ مستقبل کے پریذیڈنٹ کے ساتھ شادی کرنے کے لئے اس نے صحیح جگہ کا انتخاب کیا تھا۔ کیونکہ کوئی اور جگہ اس کی مطلب براری کے لئے مناسب نہ تھی۔

اس زمانے میں سپرنگ فیلڈ ایک سرحدی غلیظ گاؤں تھا، جس کی آبادی پریری کے میدانوں میں بکھری ہوئی تھی جہاں نہ درخت تھے نہ چبوترے روشنی اور نہ پیادہ چلنے والوں کے لئے راستے تھے پانی کے نکاس کا بھی خاطر خواہ بندوبست نہیں تھا مویشی قصبے میں گھومتے پھرتے تھے سور بڑے بڑے درختوں کی کھوہوں میں لوٹتے

پھرتے تھے گلیوں میں کھاد کے ڈھیر لگے تھے، جن سے فضا میں عفونت پھیلتی رہتی تھی۔ قصبے کی کل آبادی ڈیڑھ ہزار سے زیادہ نہ تھی لیکن پریذیڈنٹ کے عہدہ جلیلہ کے دو امیدوار یہاں رہتے تھے ایک اے ڈگلس۔۔۔۔ تھا جو ڈیموکریٹک پارٹی کی شمالی شاخ کا نمائندہ تھا۔ دوسرا ریپبلک پارٹی کا نمائندہ ابراہام لنکن، دونوں کی ملاقات میری ناڈ سے ہوتی تھی۔ اور دونوں ہی اس سے کورٹ شپ کرتے تھے اور اسے اپنے بازوؤں میں لئے پھرتے تھے اس نے ایک دفعہ اقرار کیا تھا کہ دونوں ہی اس سے شادی کرنا چاہتے ہیں جب اس سے پوچھا گیا کہ وہ کس امیدوار سے شادی کرنا چاہتی تھی، تو اس نے جواب دیا ''جس کا پریذیڈنٹ بننے کا زیادہ امکان تھا'' اس کی مراد ڈگلس سے تھی کیونکہ لنکن کی بہ نسبت اس کی کامیابی کے امکانات زیادہ روشن تھے۔

ڈگلس چھبیس برس کا تھا اسے ننھے جن کے نام سے پکارا جاتا تھا اور سٹیٹ سیکرٹری تھا۔ لنکن صرف وکالت کے پیشے میں کامیاب ہونے کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہا تھا۔ سپیڈ۔۔۔۔ کے ساتھ جنرل سٹور کے ایک کمرے میں رہتا تھا اور اپنے کھانے کا بل ادا نہیں کرسکتا تھا لنکن کا نام اس کی ریاست سے باہر کوئی نہ جانتا تھا ڈگلس سب سے زیادہ سیاسی قوت کا مالک تھا لنکن کے پریذیڈنٹ بننے سے دو سال پیشتر ایک عام امریکی شہری صرف اتنا جانتا تھا کہ اس نے ذہین اور بارسوخ سٹیفن اے ڈگلس کے ساتھ مباحثہ کیا تھا۔ میری۔۔۔۔۔ کے رشتہ دار یہ خیال کرتے تھے کہ اس کا رجحان ڈگلس کی طرف تھا۔ ڈگلس عورتوں کا بہت زیادہ دلدادہ تھا اس میں ذاتی کشش بھی

تھی۔ اس کے اطوار دلکش تھے اور سوسائٹی میں اسے اعلیٰ مقام حاصل تھا اس لئے اس کی ترقی کے امکانات بھی روشن تھے اس کے علاوہ اس کی آواز پرتاثیر اور سنہری تھی۔ اور وہ میری کے آداب کا بھی خیال رکھتا تھا وہ میری کے لئے ایک مثالی آدمی تھا اور وہ اپنے خیالات میں ڈگلس کے ساتھ منسلک ہو چکی تھی اس کے ساتھ وائٹ ہاؤس میں گھومنے کے خواب دیکھتی تھی جب ڈگلس اس کے ساتھ کورٹ شپ کر رہا تھا، تو ایک دن سپرنگ فیلڈ کے ایک پبلک چوک میں ایک اخبار کے ایڈیٹر سے اس کی لڑائی ہو گئی۔ جو میری کی سہیلیوں میں سے ایک کا خاوند تھا۔ غالباً اس نے اپنا راز اسے بتا دیا ہوگا۔ ضیافت میں شراب پینے، چیخنے چلانے ہڑکی (Turkey) روسٹ کرنے اور کھانے کے برتنوں کو فرش پر دے مارنے کا راز افشا کر دیا ہوگا اگر ناچ کے وقت ڈگلس کسی اور لیڈی کی طرف توجہ کرتا تو میری ناپسندیدگی کا اظہار کرتی تھی اس کورٹ شپ کا کوئی نتیجہ نہ نکلا سینٹر بیورج ۔۔۔۔ کہتا ہے۔

اگرچہ اس بات کا اظہار کیا گیا تھا کہ ڈگلس شادی کرنے کے لئے رضامند ہے، لیکن بعد میں میری ۔۔۔۔۔ کی پست اخلاق کے پیش نظر اس نے انکار کر دیا۔ یہ صرف ایک قسم کا وفائی پروپیگنڈا تھا۔ جیسا ایسے معاملات میں عام طور پر ہوتا ہے۔ حقیقت یہ تھی کہ کائیاں اور ہوشیار ڈگلس نے میری ٹاڈ کے ساتھ شادی کرنے کے لئے رضامندی کا اظہار ہی نہیں کیا تھا۔

اس کی طرف سے مایوس ہو کر میری ۔۔۔۔ نے ابراہام لنکن کے ساتھ تعلقات پیدا کر کے ڈگلس کے دل میں رقابت کی آگ بھڑکانے کی کوشش کی لیکن اس کا بھی

ڈگلس پر کوئی اثر نہ ہوا۔ اس لئے اب اس نے لنکن پر ڈورے ڈالنے شروع کیے۔

میری کی بہن نے کورٹ شپ کے متعلق ان الفاظ میں اظہار کیا ہے۔

''جس کمرے میں وہ رہتے تھے میرا اکثر وہاں جانا ہوتا تھا گفتگو میں میری ہی پہل کرتی تھی۔ لنکن اس کے پہلو میں بیٹھ جاتا تھا اور اس کی باتوں کو غور سے سنتا تھا وہ منہ سے کچھ نہیں بولتا تھا صرف ٹکٹکی باندھے اس کی طرف دیکھتا رہتا تھا یوں معلوم ہوتا تھا کہ کوئی غیر مرئی بالائی طاقت اسے میری کی طرف کھینچ رہی ہے۔'' وہ اس کے فہم و رسا اور ذہانت سے بہت متاثر تھا لیکن وہ میری جیسی عورت کے ساتھ گفتگو کرنے سے کتراتا تھا۔

اس سال جولائی کے مہینے میں وگ۔۔۔۔۔۔ پارٹی کے ممبروں کا اجتماع ہوا۔ وہ سینکڑوں میل سے آ کر وہاں جمع ہو رہے تھے وہ جھنڈے لہراتے اور بینڈ بجاتے چلے آ رہے تھے۔ شکاگو۔۔۔۔۔ کا نمائندہ گروپ سمندری جہاز کے ذریعے سے پہنچا۔ یہاں بھی خوب رونق تھی جہاز میں موسیقی جاری تھی توپیں داغی جا رہی تھیں، اور لڑکیاں ناچ رہی تھیں ڈیموکریٹک پارٹی سے تعلق رکھنے والے وگ کے امیدوار کو ایک بڑھیا کے نام سے پکارتے تھے۔ جس نے گیلیوں کا مکان پہیوں والی ایک گاڑی پر رکھا ہوا تھا۔ اور بیل گاڑی پر رکھ کر بازاروں میں گھومتے پھرتے تھے ایک درخت جھونپڑی کے سامنے دکھایا ہوا تھا، جس میں ہرن کھیلتے پھرتے تھے اور دروازے پر شراب کا ایک ڈرم رکھا تھا۔

اس رات مشعلوں کی روشنی میں لنکن نے اپنی سیاسی تقریر کی ایک مرتبہ مخالف

پارٹی نے اس پر الزام لگایا تھا، کہ وہ ایک رئیس ہے اور شاندار لباس تن زیب کرتا ہے اور سادہ لوح لوگوں سے ووٹ طلب کرتا ہے لنکن نے اس کا جواب دیا ''میں ایک غریب اجنبی کی حیثیت سے الی نائز میں داخل ہوا میرا کوئی دوست نہ تھا اور میں تعلیم سے محروم تھا میں نے تختوں کی ایک کشتی پر آٹھ ڈالر ماہانہ کے عوض کام کرنا شروع کا۔ میرے پاس چیتل کی کھال کا ایک ہی پاجامہ تھا جب یہ گیلا ہو جاتا تو خشک ہو کر سکڑ جاتا تھا اس طرح میرا پاجامہ کئی انچ سکڑ گیا۔ میرے موزے اور ٹانگوں کا ایک حصہ عریاں ہو گیا۔ میں لمبا ہو رہا تھا اور پاجامہ چھوٹا اور تنگ ہوتا جا رہا تھا یہاں تک کہ نیلے رنگ کی دھاریوں کے نقش میری ٹانگوں پر نمایاں ہو جاتے تھے یہ دھاریاں اب بھی دیکھی جا سکتی ہیں اگر تم اسے امیرانہ ٹھاٹھ کا لباس کہتے ہو، تو مجھے یہ الزام قبول ہے'' سامعین نے اس کی تقریر دل جمی سے سنی انہوں نے سیٹیوں، چیخوں اور نعروں کے ساتھ اسے خراج تحسین پیش کیا۔ جب لنکن اور میری، ایڈورڈ کے مکان میں داخل ہوئے تو میری کو لنکن کی کامیاب تقریر پر بڑا فخر تھا۔ اسے یقین تھا کہ وہ پریذیڈنٹ بن جائے گا لنکن نے اسے نفرت کی نگاہ سے دیکھا چاند کی روشنی میں اس کے اطوار ظاہر ہو رہے تھے تاہم اس نے اسے اپنے بازوؤں میں بھینچا اور آہستگی کے ساتھ اسے بوسہ دیا۔ شادی کی تاریخ یکم جنوری 1841 قرار پائی ابھی چھ ماہ باقی تھی اس اثنا میں کئی طوفان برپا ہونے کا امکان تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ابراہام اور میری ٹاڈ کی منگنی

میری ٹاڈ اور ابراہام لنکن کی منگنی کو ابھی زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی کہ وہ اس پر پچھتانا چاہتی تھی اسے لنکن کا لباس زیب تن کرنے کا ڈھنگ پسند نہیں تھا۔ وہ اکثر اس کا خود اپنے والد کے ساتھ موازنہ کرتی تھی۔ اس نے بارہ سال تک اپنے والد کو روزانہ صبح کے وقت لیکسنگٹن (Lexington) کے بازاروں میں گھومتے دیکھا تھا۔ وہ ہاتھ میں سنہری سرے والی بید کی چھڑی پکڑے ہوتا اور موٹے اونی کوٹ لنن (Linen) کے پاجامے اور تسمہ دار بوٹوں میں ملبوس ہوتا تھا لیکن لنکن موسم گرما میں بالکل کوٹ نہیں پہنتا تھا اس سے بھی بری بات یہ تھی کہ کالر کا استعمال کرتا ہی نہیں تھا عام طور پر وہ ایک ہی گیلس لگاتا تھا۔ جب بٹن ٹوٹ جاتے، وہ لکڑی کے ٹکڑے کو چھیل کر باریک کرتا اور اس سے پن کا کام لے لیتا۔ ایسی بے سلیقہ زندگی سے میری ٹاڈ کو سخت نفرت تھی۔ اس نے لنکن کے پاس بلا کم و کاست اس کا اظہار کر دیا، اور بد قسمتی سے اس نے ہوشیاری اور حکمت عملی سے بالکل کام نہ لیا۔ اگرچہ اس نے میڈم وکٹوری کے سکول میں تعلیم پائی تھی لیکن وہاں اس نے کوٹلین ناچ کی تربیت حاصل نہیں کی تھی۔ اور نہ مردوں سے نبھا کرنا سیکھا تھا۔ اس لئے اس نے ایک مرد کی محبت کی بے قدری کرنے میں نہایت عجلت سے قدم اٹھایا وہ لنکن کو ملامت کرتی تھی اور اس کے لئے اس قدر پریشانی کا باعث بنی ہوئی تھی کہ وہ کئی کئی دن گھر کا منہ دیکھتا تھا پہلے وہ ہفتے میں دو یا تین راتیں باہر گزارتا تھا اب دس دس دن گزر جاتے اور میری

گھر پر اس کا انتظار کرتی رہتی اس لئے اس نے اسے شکوہ وشکایات سے بھرپور چٹھیاں لکھنا شروع کیں، لیکن اب تو معاملہ حد سے گزر چکا تھا اور مرض لاعلاج تھا سچ ہے تلوار کا زخم مندمل ہو جاتا ہے، لیکن زبان کا زخم کبھی مندمل نہیں ہوتا۔

اس عرصے میں میٹلڈا ایڈورڈز (Metilda Edwards) اس قصبے میں آ گئی وہ دراز قد، دلکش، بھورے رنگ کی خاتون تھی، وہ رشتہ میں Ninian Edwards کی ہمشیرہ تھی جو میری ٹاڈ کا نسبتی بھائی تھا اس نے بھی ایڈورڈز کی عالی شان بلڈنگ میں سکونت اختیار کر لی جب لنکن میری ٹاڈ سے ملاقات کے لئے جاتا تو وہ بھی رسائی حاصل کرنے کی کوئی تدبیر ڈھونڈ لیتی۔ وہ فرانسیسی میں دسترس تو نہیں رکھتی تھی۔ البتہ اسے مردوں کو خوش رکھنے کا ڈھنگ خوب آتا تھا۔ اس لئے لنکن اس کا گرویدہ ہو گیا۔ جب وہ کمرے میں جھاڑو دینے میں مصروف ہوتی تو لنکن بڑے غور سے اسے دیکھتا رہا۔ اور اسے خیال بھی نہ رہتا کہ میری ٹاڈ اسے کیا کہہ رہی ہے اس رویے سے میری ٹاڈ غصے سے بھر جاتی ایک مرتبہ وہ میری کو ناچ گھر لے گیا۔ لیکن اس نے ناچنے میں کوئی دلچسپی نہ لی میری ٹاڈ دوسرے لوگوں کے ساتھ ناچتی رہی اس وقت لنکن اور میٹلڈا۔۔۔ ایک کونے میں بیٹھے مصروف گفتگو رہے۔ میری اس پر الزام لگاتی تھی کہ اسے میٹلڈا سے محبت ہو گئی ہے اور وہ اس کا انکار بھی نہیں کرتا تھا وہ بے تاب ہو کر رونے لگتی تھی اور التجا کرتی تھی کہ وہ میٹلڈا۔۔۔ کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھے ایک زمانہ تھا جب وہ اور لنکن محبت کی پینگیں بڑھا رہے تھے اب وہ اختلاف اور کشمکش کا شکار تھے اور ایک دوسرے کے کیڑے نکالتے تھے

لنکن اس نتیجہ پر پہنچا کہ میری اور اس میں بعد المشرقین ہے، اور ان کی طبیعت میں کوئی ایسی بات نہیں جس میں ہم آہنگی ہو۔ وہ ایک دوسرے کے لئے چڑ کا موجب تھے اس لئے ان کی منگنی ٹوٹ جانی چاہئے ورنہ ان کی شادی خانہ بربادی کا باعث ہو گی میری کی بہن اور برادر نسبتی کی بھی یہی رائے تھی، انہوں نے میری کو ترغیب دی کہ وہ لنکن کے ساتھ شادی کا خیال ترک کردے اور بار بار تنبیہہ کی کہ ان کا کوئی جوڑ نہیں ہے اور ان کی طبیعتیں ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہیں اگر ان کی شادی ہو گئی تو وہ بھی شادکام نہیں ہوں گے، لیکن میری نے اس نصیحت پر کام دھرنے سے انکار کر دیا، لنکن کئی ہفتے سوچ بچار کرتا رہا کہ اسے تکلیف دہ مصیبت سے آگاہ کرے، ایک رات وہ سپیڈ ۔۔۔۔۔ کے سٹور میں آیا اور اپنی جیب سے ایک خط نکال کر اسے دیا تاکہ وہ میری کو پہنچا دے یہ خط میری کے نام تھا اس میں واضح طور پر صحیح احساسات کا اظہار کیا گیا تھا کہ اسے میری کے ساتھ اس قدر محبت نہیں، جو ان کی شادی پر منتج ہو۔ جب سپیڈ نے اس خط پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا کہ اس کی تحریر ہمیشہ اس کے خلاف مستقل یادگار رہے گی، تو لنکن پر بات روشن ہوگئی اس نے وہ خط آگ کی نذر کر دیا، اور خود اس سے بالمشافہ بات چیت کی، ہم ٹھیک طور پر یہ نہیں کہہ سکتے کہ لنکن نے میری کو کیا کہا اس کے متعلق صرف ہلکا سا اندازہ ہی لگا سکتے ہیں۔

لنکن کو مس اوونز (Miss Owens) کے ساتھ تعلقات کی کہانی مختصراً یوں ہے کہ وہ مسز بینٹ ایبل ۔۔۔۔۔ کی بہن تھی، جس سے لنکن کی نیو سلیم میں آشنائی تھی 1836ء کے موسم خزاں میں مسز ایبل ۔۔۔۔۔ اپنے کنبے سے ملاقات کے

لئے کینٹکی آئی اور وعدہ کیا کہ وہ اپنی بہن کو والی تا زہ واپس لائے گی بشرطیکہ لنکن اس سے شادی کرنے کے لئے رضا مند ہو لنکن نے اس کی بہن کو تین سال پیشتر دیکھا تھا اس وقت اس کا چہرہ مہرہ قابل قدر تھا اس کی تعلیم بھی اچھی تھی، اور وہ خاصی خوش حال تھی اب لنکن اس سے شادی نہیں کرنا چاہتا تھا اس نے محسوس کیا کہ مس اوونز۔۔۔۔ جلد از جلد شادی کرنے پر آمادہ تھی جب لنکن نے اسے دیکھا تو وہ اس عرصے میں بہت موٹی ہو چکی تھی اس وجہ سے اس کا قد بھی بہت چھوٹا دکھائی دیتا تھا اس لئے اسے شادی سے گریز تھا دوسری طرف مسز ایبل (Mrs Abell) چاہتی تھی کہ لنکن جلد اپنا وعدہ پورا کرے لنکن کو اس بات کا اعتراف تھا کہ جلد فیصلہ کرنے پر اسے پچھتانا پڑتا تھا۔ مس اوونز۔۔۔۔ کے ساتھ شادی کرنے سے وہ ایسے ڈرتا تھا، جیسے کوئی آئرش تختہ دار سے بدکتا ہو۔ پس اس نے مس اوونز۔۔۔۔۔ کو صاف صاف اپنے حق کے متعلق لکھ دیا لنکن کا یہ ایک خط ہے، جو اس نے سپرنگ فیلڈ میں 7 مئی 1837ء کو میری ٹاڈ کے نام تحریر کیا تھا۔

”میں نے اس سے پیشتر دو خط تحریر کئے تھے۔ لیکن ان کے نفس مضمون سے میں مطمئن نہ تھا۔ اس لئے ان کی ترسیل سے پہلے ہی انہیں پھاڑ دیا ایک خط میں کافی سنجیدگی نہیں پائی جاتی تھی اور دوسرے میں ضرورت سے زیادہ سنجیدگی تھی۔ اب یہ تحریر حاضر ہے۔ سپرنگ فیلڈ میں سکونت بڑی غیر دلچسپ ہے۔ کم از کم میرے لئے تو ایسی ہی ہے میں یہاں اتنی تنہائی محسوس کرتا ہوں، جتنی زندگی میں کبھی محسوس نہ کی

ہو گی۔ یہاں میری بول چال صرف ایک عورت سے ہے، اور اگر وہ گریز کرتی تو اس سے بھی بول چال نہ ہوتی میں کبھی گرجے نہیں گیا۔ غالباً مستقبل قریب میں جانے کا ارادہ بھی نہیں کیونکہ مجھے احساس ہے کہ میں وہاں کے آداب سے ناواقف ہوں یہاں کافی خوشحالی ہے۔ گاڑیاں سڑکوں پر دوڑتی پھرتی ہیں۔ اگر تم یہاں آؤ، تو غربت کا احساس کئے بغیر نہ رہ سکو گی۔ کیا تم یقین کے ساتھ کہہ سکتی ہو کہ ایسی حالت کو صبر کے ساتھ برداشت کر لو گی؟ جس عورت کی قسمت میرے ساتھ منسلک ہو، میرا ارادہ ہے کہ میں اسے خوش اور مطمئن رکھوں۔ کیونکہ مجھے پریشان کرنے والی اس سے زیادہ اور کوئی چیز نہیں ہو سکتی کہ میں اسے غیر مطمئن دیکھوں۔ جو کچھ تم نے میرے متعلق کہا ہے، ممکن ہے مزاح کے رنگ میں ہو یا میں نے سمجھنے میں غلطی کی ہو۔ میری رائے ہے کہ اگر تم ایسا نہ کرتی تو بہتر ہوتا، مجھے معلوم ہے کہ ہر معاملے کے متعلق تم صحیح انداز سے سوچ سکتی ہو۔ اگر تم اس معاملے کے بارے میں غور کرو، جو پیش نظر ہے تو جو تمہارا فیصلہ ہو گا میں اس کا پابند رہوں گا۔ تمہیں اس خط کے جواب میں مفصل چٹھی لکھنی چاہئے۔ تمہارے پاس اور کوئی کام بھی نہیں ہے۔ اگرچہ ایسا کرنا تمہارے لئے زیادہ دلچسپی کا باعث نہیں ہو گا، لیکن ایسی تحریر کو میں اس جنگل کی مصروفیت میں اپنا ساتھی سمجھوں گا۔ اپنی بہن کو بتا دینا کہ سامان بیچ دینے کے

متعلق میں مزید کچھ سننا نہیں چاہتا۔ میں اسے نہایت گھٹیا پن خیال کرتا ہوں۔"

سپیڈ۔۔۔۔۔ نے یہ خط لے جانے سے انکار کر دیا، اور اسے آگ کی نذر کرتے ہوئے لنکن سے یوں مخاطب ہوا "اگر تمہارے اندر مردانگی ہے، تو خود میری کے پاس چلے جاؤ۔ اور اسے آگاہ کر دو کہ تمہیں اس سے کوئی انس نہیں ہے، اور تم اس سے شادی نہیں کرو گے۔ اس بات کی احتیاط کرنا کہ گفتگو زیادہ طول نہ کھینچے، اور جلد سے جلد اسے الوداع کہنے کی کوشش کرنا۔"

اس طرح تنبیہہ کر کے سپیڈ کہتا ہے کہ "اس نے لنکن کے کوٹ کے بٹن لگائے اور وہ اس کام کی سنجیدگی کے ساتھ تکمیل کرنے کے لئے روانہ ہو گیا۔ جس کے متعلق میں نے واضح ہدایات دی تھیں۔" ہرن ڈن کہتا ہے "اس رات سونے کے لئے سپیڈ ہمارے پاس بالا خانہ میں نہیں آیا۔ بلکہ مطالعے کے بہانے نیچے سٹور میں ہی رہا، اور لنکن کی آمد کا منتظر رہا۔ دس بج گئے، لیکن ابھی تک میری ٹاڈ کے ساتھ ملاقات ختم نہیں ہوئی تھی۔ آخر کار گیارہ بجے سے کچھ اوپر وقت ہو گیا۔ تو وہ لڑکھڑاتا ہوا آیا۔ لنکن کی طویل ملاقات سے سپیڈ نے یہ اخذ کیا کہ اس کی ہدایات پر عمل کیا گیا ہے اس لئے وہ مطمئن تھا پہلا سوال جو بوڑھے سپیڈ نے کیا یہی تھا کہ کیا اس نے اس کی ہدایات پر عمل کیا ہے؟ لنکن۔۔۔۔۔ نے سوچ کر جواب دیا! "ہاں! جب میں نے میری کو بتایا کہ مجھے تم سے محبت نہیں ہے، تو وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ وہ اپنی کرسی سے اچھل اچھل پڑتی تھی۔ اضطراب کی وجہ سے ہاتھ ملتی تھی اور کہتی تھی کہ

فریب کار خود دام فریب میں آ گئی۔ یہ کہہ کر لنکن رک گیا۔ سپیڈ ۔۔۔۔۔۔۔ نے پوچھا، اس کے بعد کیا ہوا؟ لنکن نے بتایا کہ اس کی حالت کا برداشت کرنا میرے بس کی بات نہ تھی۔ میری اپنی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے، اور میرے رخساروں پر آ گرے، میں نے اسے بازوؤں میں پکڑ لیا، اور اسے پیار کیا۔ سپیڈ نے طنز سے کہا کہ کیا تم اس طرح سے منگنی توڑ کر آئے ہو؟ تم نے صرف بیوقوفی سے کام نہیں لیا بلکہ تمہارے رویے نے تو یہ ثابت کر دیا کہ منگنی دوبارہ ہو گئی ہے۔ اور شرافت کا تقاضا یہ ہے کہ اب تم وعدے سے نہ پھرو لنکن نے کہا کہ "کیا واقعی ایسا ہے؟" اگر یہ درست ہے تو پھر میں اس کے مطابق عمل کروں گا۔"

ہفتے گزر گئے۔ شادی کی تاریخ قریب آ گئی۔ درزنیں کام پر لگی ہوئی تھیں۔ ایڈورڈز کی بلڈنگ کو تازہ رنگ و روغن کیا گیا۔ رہائشی کمروں کو سجایا گیا۔ نمدوں کی مرمت کی گئی اور فرنیچر کو پالش کر کے ٹھیک طریقے سے ترتیب دیا گیا۔

اس اثنا میں ابراہام لنکن کو عجیب واقعہ پیش آیا۔ کوئی بھی اسے صحیح طور پر بیان نہیں کر سکتا۔ اس کے دماغ پر غم کا زبردست بوجھ پڑا۔ جو عام حالات میں کبھی نہیں ہوتا۔ یہ خطرناک بیماری ہوتی ہے۔ جس سے بدن اور دماغ دونوں خوفناک طور پر متاثر ہوتے ہیں۔ لنکن کی حالت روز بروز گر رہی تھی۔ اس کا ذہن تقریباً غیر متوازن ہو رہا تھا۔ بلاشبہ اسے پھر کبھی ذہنی پریشانی سے نجات نہ مل سکی۔ اگرچہ وہ شادی پر رضامند ہو گیا تھا۔ لیکن اس کی روح اس کے خلاف بغاوت کرتی تھی۔ حقائق سے رو گردانی کرنے کے بغیر ہی وہ اس سے نجات حاصل کرنا چاہتا تھا۔ وہ اپنے سٹور کے

بالائی کمرے میں گھنٹوں بیٹھا رہتا۔ وہ اسمبلی کے اجلاس میں بھی شریک نہیں ہوتا تھا۔ جس کا وہ ممبر تھا۔ بعض اوقات صبح تین بجے بیدار ہو جاتا۔ نیچے جا کر انگیٹھی میں آگ جلا دیتا۔ اور اسے صبح ہونے تک تاپتا رہتا۔ اس کی خوراک کم ہو گئی جس کا اس کے وزن پر اثر پڑا۔ اب وہ چڑ چڑا ہو گیا اور لوگوں سے ملنے سے کترانے لگا۔ وہ کسی سے بات نہیں کرتا تھا۔ اپنی ہی گاڑی کی آمد پر وہ خوف سے چھپ جاتا تھا۔ اس کا ذہن اتھاہ گہرائیوں میں چکر لگاتا تھا اسے خدشہ تھا، کہ غور و فکر کی طاقت زائل ہو جائے گی۔ اس نے ڈاکٹر ڈانیل ڈریک (Daniel Drake) کو تفصیل سے اپنے حالات لکھے اور مکمل علاج کے لئے ادویات تجویز کرنے کو کہا لیکن اس نے جواب دیا کہ ذاتی طور پر جائزہ لئے بغیر وہ کوئی علاج نہیں کر سکتا۔

شادی کی تاریخ یکم جنوری 1841ء مقرر ہوئی۔ دن روشن اور مطلع صاف تھا۔ سپرنگ فیلڈ کے امراء نئے سال کی خوشیاں منا رہے تھے گھوڑوں کے نتھنوں سے بھاپ خارج ہو رہی تھی۔ اور چھوٹی چھوٹی گھنٹیوں کی آواز فضا میں ارتعاش پیدا کر رہی تھی۔ ایڈورڈز کی بلڈنگ میں شادی کی تیاریوں کی وجہ سے بڑی رونق تھی، کھانا پرانی طرز کے چولہے پر نہیں پکایا جا رہا تھا۔ بلکہ نئے ایجاد کردہ سٹوو پر تیار کیا جاتا تھا۔ نئے سال کی شام کو قصبہ جلد ہی موم بتیوں سے جگمگا اٹھا۔ کھڑکیوں میں مقدس ہار لٹک رہے تھے ایڈورڈز کے مکان میں بھی خوب جوش و خروش تھا۔ یہ توقعات کا مرکز تھا۔

ساڑھے چھ بجے مہمان خوشی خوشی آنے لگے۔ چھ بج کر چالیس منٹ پر گرجے کا

متولی شادی کی رسم ادا کرنے کے لئے آیا۔ کمرے میں رنگا رنگ کے پھول سجے تھے۔ انگیٹھیوں میں آگ روشن تھی اور اس کے شعلے چمک رہے تھے۔ یہ جگہ دوستوں کی خوش خبریوں اور خوشگوار ماحول سے گونج رہی تھی۔ گھڑیال نے سات بجائے، پھر ساڑھے سات لیکن لنکن نہ پہنچا وہ لیٹ ہو گیا تھا ایک ایک منٹ کر کے پندرہ منٹ گزر گئے۔ پھر نصف گھنٹہ گزر گیا۔ لیکن دولہا میاں کہیں نظر نہ آتے تھے۔ سامنے والے دروازے پر جا کر مسز ایڈورڈز بڑی پریشانی کے عالم میں اس راستے پر نگاہ جمائے کھڑی تھی۔ جس طرف سے لنکن کے آنے کی توقع تھی۔ وہ سوچ رہی تھی کہ اسے کیا ہو گیا؟ بالآخر کنبے کے افراد سرگوشیاں کرتے ہوئے چلے گئے۔ ساتھ والے کمرے میں میری ناڈ عروسی نقاب میں سجی سجائی ریشمی گاؤن پہنے پریشانی کے عالم میں اپنے بالوں کے پھولوں کے ساتھ الجھی ہوئی تھی۔ وہ بھی بار بار کھڑکی کی طرف جاتی تھی، اور نیچے بازار کی طرف دیکھتی تھی۔ وہ اپنی نگاہ گھڑیال سے نہیں ہٹا سکتی تھی۔ اس کے ہاتھوں کی ہتھیلیوں اور پیشانی پر پسینہ جمع ہو گیا تھا، ایک اور خوفناک گھنٹہ گزر گیا۔ اس نے تو یقینی طور پر آنے کا وعدہ کیا تھا۔ اسے کیا ہوا؟ ساڑھے نو بجے ایک ایک کر کے تمام مہمان واپس چلے گئے وہ سب حیران و پریشان تھے جب آخری مہمان نظر سے اوجھل ہوا تو دلہن نے اپنے سر سے پردہ اتار پھینکا۔ اپنے سر کے پھولوں کو نوچ ڈالا، اور بستر پر جا گری۔ اس کا دل غم سے پھٹا جا رہا تھا۔ اور وہ کہہ رہی تھی ''اف! خدایا لوگ میری بے عزتی کریں گے میں بازار میں چلتے ہوئے نادام بنوں گی'' اس کے دل میں غصے کی لہریں اٹھیں اور وہ چاہتی تھی کہ اگر

لنکن سامنے آجائے تو اسے ذلیل کرے، اور اس کی خوب پٹائی کرے۔ لیکن کبھی اس کے دل میں محبت کی خواہش پیدا ہوتی، اور چاہتی کے اس کے بازوؤں میں گر جائے۔ لنکن کہاں تھا؟ کیا اس کے ساتھ کوئی دھوکہ ہوا تھا؟ کیا وہ کسی حادثے کا شکار ہوگیا تھا؟ کیا وہ بھاگ گیا تھا؟ کیا اس نے خودکشی کرلی تھی؟ کوئی نہیں جانتا تھا کہ اس کے ساتھ کیا ہوا۔ آدھی رات کے وقت اس کے ساتھی لالٹین ہاتھ میں لئے ہوئے پارٹیاں بنا کر اس کی تلاش میں نکلے۔ انہوں نے وہ جگہیں چھان ماریں۔ جہاں اس کا اکثر آنا جانا ہوا کرتا تھا، اور ان سڑکوں کی گشت کرتے رہے، جو دیہاتی علاقے کی طرف جاتی تھیں۔

☆☆☆☆☆☆☆

ابراہام کی شادی

ساری رات تلاش جاری تھی۔ صبح ہونے سے کچھ دیر پیشتر لنکن کو تلاش کرلیا گیا۔ وہ اپنے دفتر میں بیٹھا بڑبڑا رہا تھا۔ اس کے دوستوں کو شبہ ہوا کہ وہ دماغی توازن کھو بیٹھا ہے۔ میری ٹاڈ کے رشتہ داروں نے یہ مشہور کردیا کہ وہ تو پہلے ہی سے پاگل تھا۔ اس طرح سے شادی کی ناکامی کو چھپانے کی کوشش کی گئی۔ ڈاکٹر ہنری۔۔۔۔کی خدمات فوراً حاصل کی گئیں۔ لنکن بار بار خودکشی کرنے کی دھمکی دیتا تھا۔ اس لئے ڈاکٹر نے سپیڈ۔۔۔۔۔۔اور ٹیلر کو اس کی نگرانی پر مقرر کردیا۔ جیسے این رٹلج کی موت کے بعد اس سے چاقو لے لیا گیا تھا، اب بھی ویسا ہی کیا گیا، ڈاکٹر ہنری چاہتا تھا کہ لنکن مصروف رہے۔ اس نے اسے تلقین کی کہ اسمبلی کے اجلاس میں باقاعدہ شمولیت کیا کرے، چونکہ وہ وگ (Whig) پارٹی کا لیڈر ہے، اس لئے اسے اجلاس میں ضرور حاضر ہونا چاہئے۔ اس کا ریکارڈ یہ ظاہر کرتا تھا کہ اس نے تین ہفتوں میں صرف تین یا چار گھنٹے انیس جنوری کو جان ہارڈن۔۔۔ نے ممبران اسمبلی کے سامنے اس کی علالت کا اعلان کیا۔ تین ہفتوں کے بعد اس نے اپنے ایک ساتھی قانون دان کو خط لکھا۔ یہ غالباً اس کی زندگی کا غمناک ترین خط تھا۔ "میں دنیا میں سب سے زیادہ اذیت پا رہا ہوں۔ جو غم مجھے لاحق ہے، اگر تمام بنی نوع انسان میں تقسیم کردیا جائے، تو دنیا میں کوئی چہرہ بھی کھلا ہوا نظر نہ آئے۔ کیا میری حالت کبھی بہتر ہوسکے گی؟ اس کے متعلق میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ موجودہ حالت میں میرا زندہ

رہنا ناممکن ہے، میں سمجھتا ہوں کہ مجھے مر جانا چاہئے۔ جیسا کہ آنجہانی ڈاکٹر ولیم ای بارٹن لنکن کی مشہور سوانح عمری میں لکھتا ہے" یہ خط ظاہر کرتا ہے کہ لنکن دماغی توازن تقریباً کھو بیٹھا ہے۔ اور اسے اپنے عقل وشعور پر بتہ شبہ تھا۔ وہ متواتر سوچتا رہتا، اور موت کی خواہش کرتا۔ اس نے خودکشی سے متعلق ایک نظم لکھی اور رسالہ "سانگامو" (Snagamo) میں شائع کرائی۔ سپیڈ کو یہ خدشہ تھا کہ لنکن کا انجام قریب ہے۔ اس لئے وہ اسے اپنی ماں کے گھر لے گیا۔ یہاں اس کے لئے انجیل مقدس مہیا کی گئی۔ اور سونے کے لئے ایک پرسکون کمرہ دے دیا گیا۔ یہاں سے ایک میل کے فاصلے پر جنگل سے نکل کر چراگاہوں میں سے گھومتی ہوئی ایک ندی دکھائی دیتی تھی۔ روزانہ ایک غلام لنکن کے لئے علی الصباح "قہوہ" لاتا تھا۔

میری کی بہن مسز ایڈورڈز کہتی ہے کہ میری نے لنکن کو ایک خط لکھا۔ مقصد یہ تھا کہ اس کے ذہن سے شادی کا بوجھ اتر جائے۔ اور اسکی اپنی بھی اصلاح ہو سکے۔ اس نے لکھا کہ وہ شادی کی منگنی کو نظر انداز کرتی ہے لیکن اگر لنکن کی خواہش وہ تو شادی کر بھی سکتی ہے لنکن کی دنیا میں یہی آخری خواہش تھی وہ اسے دوبارہ ہرگز دیکھنا نہیں چاہتا تھا۔ ایک سال کے بعد بھی لنکن کا یہی حال تھا اس کے متعلق خودکشی کرنے کا شبہ ہوتا تھا۔

تقریباً دو سال کے بعد 1841ء میں لنکن نے میری ٹاڈ کو مکمل طور پر نظر انداز کر دیا۔ اس کا خیال تھا کہ وہ اسے بھول چکی ہوگی۔ اور اس کی دلچسپیاں کسی اور شخص کے ساتھ قائم ہو چکی ہوں گی لیکن فخر اور خودنمائی میری ٹاڈ کے آڑے آئی۔ چنانچہ اس

نے پختہ ارادہ کرلیا کہ جو لوگ اسے نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور اسے قابل رحم سمجھتے ہیں ان پر ثابت کردے گی، کہ وہ ابراہام لنکن کے ساتھ شادی کرسکتی ہے، اور شادی کرے گی۔ دوسری طرف ابراہام نے یہ ارادہ کر رکھا تھا کہ وہ اس کے ساتھ ہرگز شادی نہیں کرے گا۔ دراصل اس نے ایک اور لڑکی سے شادی کرنے کا ارادہ کر لیا تھا۔ یہ سارہ رکرڈ۔۔۔۔۔ تھی، جو مسز بٹلر کی چھوٹی بہن تھی۔ جس کے گھر وہ چار سال رہا تھا اگرچہ لنکن کی عمر اس وقت بتیس سال تھی اور لڑکی کی عمر اس سے نصف تھی، لیکن لنکن کی یہ دلیل تھی چونکہ اس کا نام ابراہام تھا اور لڑکی کا نام ''سارہ'' تھا، اس لئے ظاہر ہے کہ وہ اس کی بیوی ہونی چاہئے لیکن اس نے انکار کردیا جیسے اس نے اپنی ایک سہیلی کے نام خط میں اعتراف کیا تھا ''میں نوجوان تھی میری عمر صرف سولہ برس تھی اور کبھی شادی کے متعلق زیادہ غور نہیں کیا تھا۔ بحیثیت دوست میں اسے پسند کرتی تھی۔ لیکن اس کے عجیب وغریب طور طریقے موجودہ دور کی لڑکی کے لئے دلکش تھے۔ وہ مجھے اپنی بہن کے خاندان کا ایک بڑا بھائی معلوم ہوتا تھا۔''

لنکن نے مقامی وگ پارٹی کے اخبار میں کئی اداریے لکھے۔ سپرنگ فیلڈ جرنل، ۔۔۔۔۔ کا ایڈیٹر اس کا قریبی دوست تھا۔ اس کی بیوی فرانسس۔۔۔۔ اپنے فرائض کے ساتھ ہی دلچسپی نہ رکھتی تھی، بلکہ دوسروں کے معاملات میں بھی دخل دیا کرتی تھی۔ اس کی کوئی اولاد نہ تھی اس کی عمر چالیس سال سے زیادہ تھی اور وہ سپرنگ فیلڈ میں شادیوں کے تصفیے کرایا کرتی تھی۔ 1842ء کے اکتوبر کے مہینے میں اس نے لنکن کو ایک خط لکھا کہ ''وہ اگلے روز اس کے گھر سہ پہر کے وقت ملاقات

کرنے آئے۔'' یہ عجیب درخواست تھی وہ حیران تھا کہ اس کا کیا مقصد ہوسکتا ہے۔ نیز وہ وہاں گیا اسے ایک ڈرائنگ روم میں بٹھا دیا گیا۔ اس کی حیرانی کی کوئی انتہا نہ رہی، جب اس نے میری ٹاڈ کو وہاں بیٹھے ہوئے پایا۔ لنکن اور میری ٹاڈ میں وہاں کیا اور کیسے باتیں ہوئیں؟ اس کا کوئی ریکارڈ موجود نہیں۔ البتہ بیچارے نرم دل لنکن کے لئے کوئی جائے فرار نہ تھی۔ اگر وہ چیختی چلاتی تھی تو وہ اپنے آپ کو اس کے حوالے کر دیتا تھا۔ اور اس سے علیحدگی اختیار کرنے پر معافی مانگتا تھا۔ اس واقعے کے بعد ان کی ملاقات اکثر ہوتی تھی۔ لیکن خفیہ طور پر۔

فرانسس کے گھر کے بند کمرے میں ابتدا میں میری۔۔۔۔۔ بہن کو بھی نہ بتایا کہ لنکن سے اس کی ملاقات ہوتی ہے۔ بالآخر جب اسے علم ہو گیا تو اس نے پوچھا'' تم اتنی رازداری سے کیوں کام لے رہی ہو؟'' اس نے جواب دیا کہ اعلانیہ طور پر جو ہونا تھا وہ ہو چکا اگر تعلقات دوسروں کی نظروں سے اوجھل رہیں تو منگنی کے ٹوٹنے سے جو مصیبت نازل ہوتی ہے، وہ بھی دوسروں کی نظروں سے اوجھل رہتی ہے۔ دوسرے الفاظ میں وہ اپنے تعلقات کو راز میں رکھنے کا تہیہ کئے ہوئے تھی۔ اور اس مرتبہ اسے یقین تھا کہ اس کی شادی لازماً لنکن سے ہو جائے گی۔ مس ٹاڈ نے کیا حربے استعمال کئے جیمز میتھنی (Jamed Matheny) اس کے متعلق لنکن کے اپنے الفاظ ہی میں بتاتا ہے کہ اسے شادی کرنے کے لئے مجبور کیا گیا اور اسے مس ٹاڈ نے بتایا کہ وہ شادی کرنے کا پابند ہے۔ ہرن ڈن کہتا ہے'' میرے نزدیک لنکن نے اپنی عزت بچانے کے لئے شادی کی اس کی خاطر اپنا گھریلو سکون برباد کیا۔ اس

نے اپنے اندرونے کا خوب جائزہ لیا، اور یہ معلوم کیا کہ اسے اس کے ساتھ کوئی محبت نہیں، لیکن اس نے اس کے ساتھ شادی کا وعدہ کیا تھا۔ یہ تکلیف دہ خیال اس کے لئے رات کے ڈراؤنے خواب سے کم نہ تھا۔ اس نے اپنے ذہن میں عزت اور گھریلو سکون کا موازنہ کیا۔ اور اول الذکر کو ترجیح دی۔ جس کے نتیجے میں اس نے ذہنی اذیت اور تکلیف کو قبول کیا۔ اور گھریلو خوشی کو ہمیشہ کے لئے قربان کر دیا۔''

اگلا قدم اٹھانے سے پہلے اس نے سپیڈ کو لکھا کہ آیا اسے شادی میں خوشی نصیب ہوئی تھی لنکن نے اسے تاکید کی کہ وہ اس سوال کا جواب جلدی دے کیونکہ وہ اس کا جواب حاصل کرنے کے لئے بے تاب ہے۔ سپیڈ نے جواب دیا کہ اسے توقع سے بھی زیادہ خوشی نصیب ہوئی تھی اگلے دن بروز جمعہ 4 نومبر 1842ء، کو لنکن نے بوجھل دل کے ساتھ چاروناچار میری سے شادی کے متعلق کہہ ہی دیا۔ وہ اس رات شادی کی رسم ادا کرنا چاہتی تھی۔ لیکن لنکن کچھ خوف زدہ، حیران اور متذبذب تھا۔ میری وہم کا شکار تھی، اس نے اسے بتایا کہ آج تو جمعہ ہے لیکن گذشتہ تلخ تجربے کی بنا پر وہ تاخیر نہیں کرنا چاہتی تھی۔ وہ چوبیس گھنٹے بھی انتظار کرنے کے لئے تیار نہ تھی اس کے علاوہ یہ اس کا یوم پیدائش تھا اسی دن وہ دونوں چیٹرٹن (Chatterton) کے صرافہ سٹور میں گئے۔ اور شادی کی ایک انگوٹھی خریدی۔ اس کے اوپر یہ الفاظ کندہ کرائے۔ ''محبت لافانی ہے'' لنکن بٹلر کے گھر اپنا بہترین لباس زیب تن کئے ہوئے تھا۔ یہاں تک کہ اس نے بوٹ بھی پالش کئے ہوئے تھے اسے دیکھ کر بٹلر کے ننھے بچے نے پوچھا ''کہاں جارہے ہو؟'' اس نے جواب دیا ''میرا خیال ہے کہ جہنم

میں جارہا ہوں۔‘‘

میری ناڈ نے اپنا عروسی جوڑا مایوسی کے عالم میں کسی کو دے دیا تھا۔ اور اب اس کی شادی سادہ سفید ململ کے لباس میں ہو رہی تھی، بڑی عجلت کے ساتھ تمام تیاریاں کی گئیں۔ مسز ایڈورڈ کہتی ہے کہ ’’شادی کا کیک تیار کرنے کے لئے اسے صرف دو گھنٹے کی مہلت ملی۔ اور اس نے یہ کام بڑی پھرتی کے ساتھ سرانجام دیا، تاکہ گرمی کی شدت سے پہلے پہلے بروقت استعمال کیا جا سکے جب چارلس ڈریسر (Charles Dresser) نے شادی کی رسم ادا کی تو لنکن قطعاً خوش دکھائی نہیں دیتا تھا۔ اس کے بہترین ساتھی اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ اس کی حالت ایسی تھی جیسے اسے ذبح کرنے کے لئے لے جا رہا ہو۔ اس نے ایک کاروباری خط میں سیموئل مارشل (Samuel Marshall) کو تحریر کیا ’’کوئی خاص واقعہ یہاں پیش نہیں آیا سوائے اس کے کہ میری شادی ہو گئی ہے جو میرے لئے بڑی حیرانی کا موجب ہے۔‘‘ یہ خط شکاگو کی تاریخی سوسائٹی کے پاس اب بھی موجود ہے۔‘‘

☆☆☆☆☆☆☆

صابر خاوند اور شفیق باپ

جب میں یہ کتاب الی نائز میں مرتب کر رہا تھا، میرے دوست ہنری پانڈ۔۔۔۔۔۔جو مقامی سرکاری وکیل تھا، مشورہ دیا ''تمہیں چچا جمی۔۔۔۔کے پاس جانا چاہئے کیونکہ اس کا ایک چچا ہرن ڈن، لنکن کے ساتھ مشترکہ طور پر وکالت کرتا تھا۔ اور جس جگہ لنکن اور اس کی بیگم کچھ عرصہ قیام پذیر رہے وہاں ہرن ڈن کی بیوی گھر کا انتظام چلاتی تھی'' مجھے یہ مشورہ بہت بھلا معلوم ہوا۔ پس مسٹر پانڈ۔۔۔۔۔ اور میں ایک اتوار کو سہ پہر کے وقت نیو سلیم کے پاس کھیتوں میں مالنز کے پاس گئے۔ یہ وہ جگہ تھی جہاں لنکن قانون کی کتب مستعار لانے کے لئے سپرنگ فیلڈ کے راستے میں رکا کرتا تھا۔ اور شراب کا ایک پیگ غٹا غٹ پیتا تھا، اور کہانیاں سناتا تھا۔ جب ہم وہاں پہنچے، چچا جمی۔۔۔۔تین پہیوں والی ایک کرسی صحن کے سامنے ایک پیپل کے درخت کے سایہ میں لا رہا تھا۔ ننھی ننھی بطخیں اور ٹرکی۔۔۔۔۔۔۔گھاس میں پھرتے ہوئے شور کر رہے تھے ہم نے گھنٹوں گفتگو کی اس ملاقات کے دوران چچا جمی نے ایک نہایت ہی دلدوز واقعہ سنایا جو ابھی تک تحریر میں نہیں آیا۔

قصہ یوں ہے کہ ''مالنز کی چچی نے ایک معالج جیکب سے شادی کر لی۔ اس کے ایک سال بعد لنکن سپرنگ فیلڈ میں وارد ہوا۔ یہ 11 مارچ 1938ء کا واقعہ ہے۔ ایک گمنام آدمی گھوڑے پر سوار ڈاکٹر کے مکان پر آیا۔ ڈاکٹر کو دروازے تک بلایا۔ اپنی بارہ بور کی بندوق کی نالیاں اس کے جسم میں خالی کر کے گھوڑے پر سوار ہو کر رفو

چکر ہو گیا۔ اس زمانہ میں سپر نگ فیلڈ کی آبادی بہت کم تھی۔ کسی پر بھی قتل کا الزام نہ لگا، اور قتل آج تک صیغہ راز میں ہے۔ ڈاکٹر جیک کی چھوٹی سی جاگیر تھی اس لئے اپنا گزارہ کرنے کے لئے بیوی کو کھانے کا خرچ ادا کر کے رہائش اختیار کرنے والے مہمانوں کو خوش آمدید کہنا پڑا۔ شادی کے تھوڑا ہی عرصہ بعد لنکن اور اس کی اہلیہ ڈاکٹر کے مکان میں سکونت پذیر ہونے کے لئے آ گئے۔ چچا جمی مائلز۔۔۔۔۔ نے بتایا ہے کہ اس نے ڈاکٹر کی بیوہ کو اکثر یہ واقعہ بیان کرتے سنا ہے کہ ایک صبح لنکن اور اس کی بیگم ناشتہ کر رہے تھے اس وقت لنکن سے کوئی ایسی بات ہو گئی جس سے اس کی بیگم کا پارہ چڑھ گیا۔ اور اس نے غصے میں آ کر گرم کافی کا پیالہ اپنے خاوند کے منہ پر دے مارا۔ اس نے یہ حرکت ایسے ہی دوسرے مکینوں کی موجودگی میں کی۔ لنکن منہ سے کچھ نہ بولا۔ اس نے اس ذلت کو خاموشی سے برداشت کر لیا۔ ایسا واقعہ غالباً لنکن کی پچیس سالہ شادی شدہ زندگی میں اپنی نوعیت کا واحد واقعہ تھا۔"

سپر نگ فیلڈ میں گیارہ قانون دان تھے سب کی روزی کے لئے وہاں گنجائش نہ تھی۔ اس لئے جس جگہ جج ڈیوڈ ڈیوس۔۔۔۔۔ کی گشتی عدالت منعقد ہوتی تھی، وہاں اس کے پیچھے پیچھے جاتے تھے دوسرے وکلا تو سپر نگ فیلڈ میں واپس آ جاتے تھے۔ لیکن لنکن واپس نہ آتا تھا۔ اسے گھر کاٹنے کو دوڑتا تھا۔ وہ تین مہینے موسم بہار کے اور پھر تین مہینے موسم خزاں کے گھر سے باہر رہا، اور سپر نگ فیلڈ کے قریب بھی نہ پھٹکا۔ سالہا سال تک اس نے یہی رویہ اپنائے رکھا۔ اس وقت دیہاتی ہوٹلوں کی حالت ناگفتہ بہ تھی۔ لیکن وہ انہیں گھر پر ترجیح دیتا تھا۔ لنکن کی بیوی نے اسے اس قدر

پریشان کیا کہ اس سے زندگی کی روح ہی خارج ہوگئی۔ اس بات کی تصدیق اس کے پڑوسی بھی کرتے ہیں۔ وہ میری ناڈ کی زیادتی دیکھتے تھے، مگراس کی زبان درازی کی تاب نہ لاسکتے تھے اس لئے خاموش رہتے تھے۔

سنیٹر بیورج۔۔۔۔۔۔۔ کہتا تھا، کہ لنکن کی بیوی کی چیخ دار آواز بازار کے دوسری طرف بھی سنائی دیتی تھی۔ اور جب اس کے غصے کا اظہار ہوتا تھا، تو اڑوس پڑوس کے لوگ چونک پڑتیت ھے اس کے غصے کا اظہار اکثر الفاظ کے بجائے کسی اور رنگ میں ہوتا تھا۔ اس کے تشدد کے واقعات اتنے زیادہ ہیں کہ ان کی تردید کی قطعاً گنجائش نہیں۔ ہرن ڈن کو معلوم تھا کہ وہ ایسا کیوں کرتی ہے وہ غصیل اور ناکام فطرت کو آزاد چھوڑنا چاہتی تھی۔ اس طرح وہ بدلہ لے رہی تھی، کیونکہ لنکن نے اس کی (صنف نازک کی) روح کو نظر انداز کیا تھا، وہ سمجھتی تھی کہ وہ دنیا کی نگاہ میں ذلیل کی گئی ہے۔ پس جہاں بدلہ لینے کا سوال پیدا ہو جائے، وہاں محبت کہاں ٹھہر سکتی ہے وہ ہمیشہ اپنے خاوند سے شاکی رہتی اور اس پر تنقید کرتی رہتی تھی اس کے کندھے جھکے ہوئے تھے وہ ڈانواں ڈول چلتا تھا۔ اور اپنے پاؤں کو ایک انڈین کی طرح حرکت دیتا تھا اسے شکایت تھی کہ اس کے قدم میں کوئی لچک نہیں اور چال میں کوئی شائستگی نہیں وہ اس کی چال کی ہو بہو نقلیں اتارتی تھی۔ لنکن کے نوے درجے پر جھکے ہوئے کان اسے بالکل پسند نہ تھے۔ اس کی ناک بھی تو سیدھی نہ تھی اور اس کا نچلا ہونٹ باہر نکلا ہوا تھا۔ اور یوں دکھائی دیتا تھا، گویا اس کی تکمیل میں کوئی نقص رہ گیا ہے۔ اس کے ہاتھ بڑے بڑے تھے اور سر نسبتاً چھوٹا تھا۔

لنکن کا اپنی ذات میں تغافل میری کی حساس طبیعت پر بہت گراں گزرتا تھا۔ا وراس کے لئے بہت تکلیف کا باعث تھا۔ ہرن ڈن ۔۔۔۔ کہتا ہے کہ میری ناڈ بلا وجہ بھری ہوئی بلی نہیں بنی تھی کبھی تو اس کا خاوند اس حال میں بازار میں پھرتا کہ پتلون کا ایک پائنچہ بوٹ کے اندر ہوتا اور دوسرا باہر لٹک رہا ہوتا۔ اس کے بوٹ شاذ و نادر ہی صاف اور پالش کئے ہوئے ہوتے۔ اس کا کالر اکثر ایسا ہوتا تھا کہ اسے فوراً تبدیل کرنے کی ضرورت ہوتی تھی۔ اور اس کا کوٹ گرد آلود ہوتا تھا۔ جیمز گورلی ۔۔۔۔ جو کئی سال لنکن کا پڑوسی رہا لکھتا ہے "لنکن ہمارے ہاں آیا کرتا تھا اور وہ ڈھیلے ڈھالے سلیپر پہنے ہوتا تھا اور گیلس کا صرف ایک سرا پتلون کو تھامے ہوتا تھا۔ دوسرا لٹک رہا ہوتا تھا۔ گرمی کے موسم میں وہ باریک کپڑے کا گندا کوٹ پہنے ہوتا تھا۔ جس کی کمر پر پسینے کی وجہ سے رنگدار لکیریں دکھائی دیتی تھیں اور اس پر بر اعظم کے نقشے کا گمان ہوتا تھا۔"

ایک نوجوان وکیل کو جس نے لنکن کو جب وہ سونے کی تیاری کر رہا تھا ایک دیہاتی ہوٹل میں دیکھا اسے یقین ہو گیا کہ وہ نہایت ہی غلیظ شکل و شباہت کا مالک ہے۔

لنکن نے زندگی بھر کوئی استرا اپنے پاس نہیں رکھا۔ اور وہ مناسب موقعوں پر حجام کے پاس بالوں کی اصلاح کے لئے نہیں جاتا تھا۔ اور اپنے جھاڑو دار بالوں کو بالکل نہیں سنوارتا تھا۔ جو بالکل گھوڑے کے بالوں کی طرح دکھائی دیتے تھے۔ اس سے میری ناڈ کو زبردست چڑ تھی۔ جب وہ اس کے بالوں کو کنگھی کرتی تو جلد ہی وہ پھر

اصلی حالت میں دکھائی دیتے۔ کیونکہ لنکن اپنی تمام ڈاک اپنے ہیٹ میں رکھ کر سر پر رکھتا تھا۔ ایک دن وہ شکاگو میں اپنی تصویر اتروا رہا تھا فوٹوگرافر نے اسے کہا کہ بالوں کو ذرا چھپا لیجئے لنکن نے جواب دیا "اگر ایسا کیا گیا تو سپرنگ فیلڈ میں اسے کوئی نہیں پہچانے گا۔"

کھانا کھانے کے سلسلے میں بھی وہ بڑا لاپرواہ تھا۔ وہ چاقو درست طریقے سے نہیں پکڑتا تھا اور نہ پلیٹ میں ٹھیک طور سے رکھتا تھا کانٹے کے ساتھ مچھلی اور رپھا کا کھانے کی اسے بالکل تمیز نہ تھی۔ یہ سب باتیں میری ناڈ کو بہت بری معلوم ہوتی تھیں ایک دفعہ جب لنکن نے سلاد کی پلیٹ میں ہڈی رکھ دی تو وہ قریباً بے ہوش ہو گئی۔ وہ اس کا شکوہ کرتی اور لعنت ملامت بھی کرتی تھی۔ کیونکہ وہ عورتوں کے گھر آنے پر استقبال کے لئے کھڑا نہیں ہوتا تھا۔ وہ ان کی اشیاء پکڑنے کے لئے نہیں لپکتا تھا۔ اور جب مہمان واپس ہوتے تو مشایعت کے لئے دروازے تک نہیں جاتا تھا۔ وہ لیٹ کر پڑھنا پسند کرتا تھا۔ جب وہ دفتر سے گھر آتا، اپنا کوٹ، جوتے، کالر اور۔۔۔ اتار دیتا۔ ایک کرسی گھسیٹ کر ہال کے دروازے تک لے آتا۔ پچھلی جانب ایک تکیہ رکھتا اس پر اپنا سر اور کندھے ٹکا لیتا، اور فرش پر دراز ہو جاتا ایسی حالت میں وہ گھنٹوں پڑا رہتا۔ اور مطالعہ کرتا رہتا۔ وہ عموماً اخبارات کا مطالعہ کرتا تھا۔ لیکن بعض اوقات "فلش ٹائمز ان الباما ۔۔۔۔۔۔ سے پُر مذاق زلزلوں کی کہانیاں پڑھتا تھا وہ اکثر اوقات بلند آواز سے نظمیں پڑھتا تھا۔ یہ عادت اسے انڈیانا کے سکول سے پڑی تھی جہاں بلند آواز سے سبق کہلوایا جاتا تھا۔ وہ یہ سمجھتا تھا کہ بلند آواز

سے سبق پڑھنے سے اس کے ذہن میں بات نقش ہو جاتی ہے اس کی شنوائی اور بینائی پر بھی اچھا اثر پڑتا ہے اور اسکا حافظہ اسے دیر تک محفوظ رکھ سکتا ہے۔ بعض اوقات وہ فرش پر لیٹ جاتا، آنکھیں بند کر لیتا اور شیکسپیئر ۔۔۔۔۔ بائرن ۔۔۔۔۔ یا پوپ کی نظمیں پڑھتا تھا۔ ایک خاتون جو دو سال تک لنکن کے ساتھ رہی، کہتی ہے۔ ''ایک شام وہ ہال میں پڑا مطالعہ کر رہا تھا کچھ سہیلیاں آ گئیں، وہ اپنی قمیض کی آستینیں کالر کے اندر چڑھائے ہوئے تھا اسی حالت میں اٹھا اور سہیلیوں کو اندر لے آیا اور کہا'' میں ابھی عورتوں کو باہر نکال دیتا ہوں'' لنکن کی اہلیہ ساتھ والے کمرے میں تھی اس نے عورتوں کے داخل ہونے کی آواز سن لی اور اپنے خاوند کی بات بھی سن لی اسے غصہ آیا، اور اس نے اتنی گڑبڑ کی، کہ لنکن نے عافیت اس میں سمجھی کہ گھر سے باہر چلا جائے پھر وہ رات کو بہت دیر سے اور آہستگی سے عقبی دروازے سے مکان میں داخل ہوا۔ بیگم لنکن زبردست حاسد تھی۔ وہ جوشوا سپیڈ ۔۔۔ کو بے کار عورت خیال کرتی تھی۔ لنکن اس کے خاوند کا دوست رہا تھا۔ اسے شبہ تھا کہ اس نے لنکن کو اس کے ساتھ شادی کرنے سے باز رکھا۔ شادی سے پیشتر جب لنکن سپیڈ ۔۔۔ کو چٹھی لکھتا تو آخر پر یہ الفاظ لکھتا تھا۔ ''نینسی کو پیار'' لنکن شادی کے بعد میری ٹاڈ نے یہ مطالبہ کیا کہ وہ یہ الفاظ نہ لکھا کرے بلکہ اس کی بجائے مسز سپیڈ کو دعا کے الفاظ لکھا کرے۔

لنکن کسی کی عنایت کو نہیں بھولتا تھا۔ یہ اس کی خاص خوبی تھی اس لئے حوصلہ افزائی کے رنگ میں اس نے جوشوا سپیڈ سے وعدہ کیا تھا کہ جب اس کے ہاں لڑکا پیدا ہو گا۔ تو اس کا نام 'جوشوا سپیڈ لنکن' ۔۔۔۔۔۔ رکھے گا جب میری ٹاڈ کو یہ معلوم

ہوا تو اس نے گھر میں طوفان برپا کر دیا۔ اس نے کہا بچہ میرا ہے اور میں ہی اس کا نام رکھوں گی۔ جوشوا سپیڈ نام نہیں رکھا جائے گا۔ اس کا نام میرے والد کے نام پہ رابرٹ ٹاڈ ہوگا۔ وغیرہ وغیرہ، یہ بات بتانے کی ضرورت نہیں کہ لڑکے کا نام رابرٹ ٹاڈ ہی رکھا گیا۔ لنکن کے چودہ بچوں میں سے وہ اکیلا ہی سن بلوغت کو پہنچا۔ باقی چھوٹی عمر ہی میں فوت ہو گئے۔ رابرٹ ٹاڈ نے چھبیس جولائی 1928ء میں مانچسٹر کے مقام پر وفات پائی بیگم لنکن کو یہ شکوہ تھا کہ صحن میں پھول دار پودے نہیں ہیں اس پر لنکن نے گلاب کے چند پودے اگائے۔ لیکن ان میں کچھ زیادہ دلچسپی نہ لی اور وہ جلدی ہی لاپرواہی کی وجہ سے سوکھ گئے۔ ایک دفعہ میری نے اپنے خاوند کو باغ لگانے کی ترغیب دی اس پر اس نے موسم بہار میں باغ لگایا۔ لیکن دیکھ بھال نہ ہونے کی وجہ سے پودوں پر کائی چھا گئی لنکن مشقت کا کچھ زیادہ کام نہیں کر سکتا تھا۔ البتہ بوڑھی بطخوں کو دانہ کھلا دیا کرتا تھا۔ گائیوں کا دودھ دوہتا تھا۔ اور لکڑی چیر لیتا تھا اس قدر کام وہ پریذیڈنٹ منتخب ہونے کے بعد بھی کرتا رہا۔ تاوقتیکہ اس نے سپرنگ فیلڈ کو خیر باد کہا۔ جان ہینکس لنکن نے دوسرے چچا زاد بھائی کا خیال تھا۔" ایب۔۔۔ سوائے خیالی پلاؤ پکانے کے اور کوئی کام کرنے کے اہل نہیں میری لنکن نے اس کی تائید کی۔ وہ اپنے آپ میں کھویا رہتا تھا اور اپنے ماحول سے بالکل بے خبر ہوتا تھا۔ اتوار کے روز اپنے بچے کو گاڑی میں بٹھا کر سیر کراتا تھا۔ گاڑی ناہموار زمین پر اچھلتی تھی بعض اوقات بچہ زمین پر لڑھک جاتا اور وہ خالی گاڑی ہی کو دھکیلتا چلا جاتا تھا بچے کے رونے سے بھی اسے پتہ نہیں چلتا تھا کہ بچہ گر پڑا ہے۔ بیگم لنکن

دروازے میں کھڑی ہو کر سر باہر نکالتی تو بچے کو زمین پر پڑے دیکھ کر غصے سے چلاتی تھی۔ کبھی ایسا بھی ہوتا کہ شام کے وقت اپنے دفتر سے گھر آتا۔ اور اپنی اہلیہ کو دیکھتا۔ لیکن حقیقتاً وہ اسے دیکھ نہیں رہا ہوتا تھا۔''

اسے کھانے پینے کے ساتھ کوئی دلچسپی نہیں تھی کھانا تیار کرنے کے بعد میری کو یہ مشکل درپیش ہوتی کہ لنکن کو کھانے والے کمرے میں کیسے لے جایا جائے وہ پکارتی تھی، مگر معلوم ہوتا تھا اسے کچھ سنائی نہیں دیتا۔ وہ میز کے سامنے بیٹھ کر فضاؤں کو گھورتا رہتا اور کھانا کھانا بھول جاتا۔ بیگم لنکن کو کھانا کھانے کے متعلق یاد دلانا پڑتا تھا۔ جو سامنے پڑا ہوا ہوتا تھا رات کے کھانے کے بعد وہ آدھ گھنٹے تک بغیر کوئی بات کیئے آگ کے شعلوں کو ٹکٹکی باندھ کر دیکھتا رہتا تھا لڑکے اس کے اوپر چڑھ جاتے تھے، اس کے بال کھینچتے اور اس سے باتیں کرتے تھے۔ لیکن ان کی موجودگی کا اسے قطعاً کوئی شعور نہ ہوتا تھا۔ وہ پھر اچانک خیالات کی دنیا سے عالم عمل میں آتا تو ان کے ساتھ مذاق کرتا اور اشعار سناتا۔ مثلاً وہ پڑھتا'' اے فانی انسان کی روح! تو کیوں فخر کرتی ہے؟ تو تو تیزی سے جانے والا سیارہ ہے اور تیز رفتار بادل ہے تیری حیثیت تو ایک بجلی کی چمک یا ایک لہر کے مشابہ ہے جو تھوڑی دیر کے لئے علیحدہ ہوتی ہے۔''

بیگم لنکن اکثر شکوہ کرتی تھی کہ اس کا خاوند بچوں کی اصلاح سے غافل ہے۔ بلکہ وہ ان کے نقائص سے ہی بالکل بے خبر ہے۔ وہ ان کی تعریف کرنے سے تو کبھی تغافل نہیں برتتا تھا اور میری خوشی بھی اس بات میں ہے کہ میرے بچے آزادی اور

خوشی کے ماحول میں پرورش پائیں۔ شفقت کی زنجیر کے ساتھ ہی بچوں کا تعلق والدین سے پختہ ہوتا ہے جو آزادی لنکن اپنے بچوں سے روا رکھتا تھا۔ بعض اوقات عجیب رنگ اختیار کر لیتی تھی ایک دفعہ وہ سپریم کورٹ کے جج کے ساتھ شطرنج کھیل رہا تھا۔ رابرٹ آیا اور کہا ابا جان! یہ کھانے کا وقت ہے لنکن نے جواب دیا ہاں ہاں لیکن کھیل میں اشتیاق کی وجہ سے وہ بھول گیا اور کھیل میں مشغول رہا لڑکا دوبارہ نمودار ہوا، اور بیگم لنکن کا ضروری پیغام دیا، لنکن نے پھر وعدہ کیا اور پھر بھول گیا تیسری مرتبہ رابرٹ پھر پیغام لایا۔ تیسری مرتبہ لنکن نے وعدہ کر لیا، اور کھیل میں مشغول رہا۔ اس پر لڑکے نے شطرنج کا بورڈ الٹ دیا، اور شطرنج کے مہروں کو بکھیر دیا۔ لنکن نے مسکرا کر کہا ہمیں اب کھیل ختم کرنا پڑے گا۔ لنکن کو کبھی اپنے بیٹے کی اصلاح کا خیال پیدا نہیں ہوا۔ لنکن کے لڑکے شام کے وقت ایک جھاڑی کے سامنے ایک ڈنڈا لئے کھیلا کرتے تھے چونکہ وہاں بازاروں میں روشنیاں نہیں ہوتی تھیں۔ اس لئے بسا اوقات راہ گیروں کی پگڑیاں سر سے اتر جاتی تھیں۔

ایک دفعہ اس نے ہرن ڈن سے کہا، میرا اخلاقی ضابطہ یہ ہے کہ جب میں کوئی اچھا کام کرتا ہوں، تو اپنے آپ کو بڑا محسوس کرتا ہوں۔ جب بچے بڑے ہو گئے تو وہ انہیں اتوار کو چہل قدمی کے لئے لے جاتا تھا۔ ایک دفعہ وہ انہیں گھر پر چھوڑ گیا اور بیگم لنکن کے ساتھ ایک پریس بی ٹرین۔۔۔ گرجا میں گیا۔ نصف گھنٹہ بعد ٹیڈ۔۔۔ گھر پر آیا اس نے اپنے والد کو گھر پر نہ پایا، اور نیچے اتر کر بازار میں بھاگ گیا۔ اور وعظ کے دوران میں گرجا جا پہنچا۔ اس کے بال بکھرے ہوئے تھے اور

جوتے کھلے تھے۔ اس کی جرابیں نیچے لٹک رہی تھیں۔ چہرہ اور ہاتھ الی نائز کی سیاہ مٹی سے لتھڑے ہوئے تھے۔ بیگم لنکن لڑکے کو ایسی حالت میں دیکھ کر بہت گھبرائی۔ کیونکہ وہ نہایت نفیس لباس میں ملبوس تھی اور اس کے خراب ہونے کا خدشہ تھا لیکن لنکن نے بڑے خلوص کے ساتھ اپنے لمبے بازو پھیلا دیئے اور شفقت سے ٹیڈ۔۔۔ کو اپنی طرف کھینچ لیا، اور لڑکے کا سر اپنے سینے سے لگا لیا۔

بعض اوقات اتوار کو لنکن لڑکوں کو اپنے ساتھ دفتر لے جاتا تھا۔ وہاں ادھر ادھر بھاگنے کی انہیں کھلی چھٹی تھی۔ وہ چشم زدن میں کتابوں کے شیلف میں کتابوں کو الٹ پلٹ کر دیتے۔ دراز اور صندوق خالی کر دیتے پن کی نوک توڑ دیتے۔ پنسلیں اگال دان میں پھینک دیتے، قلمدان، کاغذوں پر انڈیل دیتے۔ کاغذ، خطوط تمام کمرے میں بکھیر دیتے اور ناچتے۔ لنکن کبھی بھی ان پر غصے کا اظہار نہ کرتا تھا۔ ہرن ڈن کی رائے یہ ہے کہ وہ نہایت ہی ناز برداری کرنے والا باپ تھا۔

بیگم لنکن شاذ ہی دفتر جاتی تھی، لیکن جب وہ دفتر جاتی، تو اسے سخت صدمہ ہوتا۔ اس کی وجہ معقول تھی دفتر میں کوئی چیز بھی ترتیب سے نہ ہوتی۔ ہر جگہ اشیاء کا ڈھیر لگا ہوا ہوتا تھا۔ لنکن نے بہت سے کاغذ ایک بنڈل میں باندھے ہوئے تھے اور ان کے اوپر یہ لیبل چسپاں کیا ہوا تھا ''جب کسی اور جگہ چیز نہ ملے تو یہاں تلاش کرو''

جیسے سپیڈ نے کہا ہے ''لنکن کی عادات باقاعدگی سے بے قاعدہ تھیں ایک دیوار پر سیاہ دھبے کی بہت بڑی لکیر تھی یہ وہ جگہ تھی جہاں ایک قانون کے طالب علم نے دوسرے کے سر پر ایک قلم دان دے مارا تھا۔ دفتر کی صفائی شاذو نادر ہی ہوتی تھی۔

اور گیلا کپڑا تو صفائی کے لئے کبھی بھی استعمال نہیں کیا گیا تھا۔ کتابوں کی الماری کے اوپر گھر پر بونے کے لئے کچھ بیج پڑے تھے۔ انہوں نے اسی جگہ گرد و غبار میں پھوٹنا اور اگنا شروع کر دیا تھا۔''

☆☆☆☆☆☆☆

میری ٹاڈ کے خصائل

اکثر معاملات میں سپرنگ فیلڈ بھر میں میری لنکن کی نسبت زیادہ کفایت شعار بیوی اور کوئی نہیں تھی۔ وہ فضول خرچی صرف ایسے کاموں میں کرتی تھی، جن کا تعلق نمود و نمائش کے ساتھ ہوتا تھا۔ اس نے ایک بگھی خرید لی۔ حالانکہ ان کی مالی حالت ایسی خریداری کی ہرگز اجازت نہیں دیتی تھی۔ اسے گاڑی چلانے کے لیے ایک ملازم پچیس سینٹ روزانہ اجرت پر رکھا۔ سہ پہر کے وقت وہ اپنے حلقہ احباب میں کسی نہ کسی سہیلی یا دوست کے پاس ملاقات کے لئے جاتی تھی اس زمانے میں سپرنگ فیلڈ ایک چھوٹا سا قصبہ تھا جہاں وہ بآسانی پیدل بھی پھر سکتی تھی۔ یا کرائے کی گاڑی پر جاسکتی تھی لیکن نہیں یہ بات اس کے وقار کے خلاف تھی اس لئے اس نے اس بات کی پروا نہیں کی کہ اس کی مالی حالت اجازت دیتی ہے یا نہیں اس کے نزدیک وقار بہر حال قائم رکھنا لازم تھا۔

اسی طرح "اچھے لباس پر ضرور خرچ کرتی تھی 1844ء میں لنکن نے پندرہ سو پاؤنڈ کی رقم چارلس ڈریسر ـــــــ کو ادا کی تھی اس شخص نے دو سال پیشتر اس کی شادی کی رسم ادا کی تھی، یہ مکان ایک رہائشی کمرے، باورچی خانہ بیٹھک اور سونے کے کمروں پر مشتمل تھا۔ عقب میں صحن تھا۔ گھر سے باہر کے حصے میں لکڑیوں کا ڈھیر تھا۔ اس کے علاوہ ایک گودام تھا۔ جہاں لنکن گائے یا اپنی بطخیں رکھتا تھا۔"

ابتدا میں تو یہ جگہ میری کو جنت ارضی معلوم ہوتی تھی واقعی یہ تاریک خالی کمروں

والے بورڈنگ ہاؤس کے مقابلے میں بہت بہتر قیام گاہ تھی علاوہ ازیں انہیں اس امر کی بھی تسکین حاصل تھی، کہ مکان ان کی اپنی ملکیت ہے لیکن جلد ہی اس کی نگاہ سے اس کی قدرو قیمت گرنا شروع ہو گئی۔ اور میری اس میں مسلسل نقص نکالنے لگی۔ اس کی ہمشیرہ ایک بہت بڑی دو منزلہ عمارت میں رہتی تھی جبکہ اس کی صرف ڈیڑھ منزل تھی۔ اس نے لنکن سے کئی دفعہ کہا کہ وہ ڈیڑھ منزلہ مکان میں رہنے کی عادی نہیں ہے۔ عموماً جب وہ کسی چیز کا مطالبہ کرتی، وہ نہیں پوچھتا تھا۔ کہ آیا یہ ضروری بھی ہے وہ صرف یہ کہہ دیتا جاؤ، اور خرید لو۔ لیکن مکان کے بارے میں اس نے ٹکا سا جواب دیا اس نے کہا ہمارا کنبہ چھوٹا ہے، اور یہ مکان ہمارے لئے کافی ہے۔ پھر میں ایک غریب آدمی ہوں۔ جب میں نے شادی کی تھی، تو میرے پاس 500 ڈالر تھے اور اب بھی ان میں کچھ اضافہ نہیں ہوسکا وہ جانتا تھا کہ اندریں حالت مکان کی توسیع ممکن نہیں میری سے بات ڈھکی چھپی نہ تھی لیکن وہ لنکن کو مجبور کرتی رہی، اور رات دن مکان کے متعلق شکوہ کرتی رہی، ایک دن اسے خاموش کرنے کے لئے لنکن نے ایک ٹھیکے دار سے مکان کی توسیع کے متعلق تخمینہ لگوایا۔ جو میری کے وہم وگمان سے بہت زیادہ تھا اس پر میری نے سرد آہ بھری لنکن نے خیال کیا کہ اب معاملہ ختم ہو گیا ہے لیکن اس کا خیال درست ثابت نہ ہوا۔ کیونکہ جب وہ ایک مقدمے کی پیروی کے لئے گشتی عدالت میں پیش ہونے کے لئے گیا، تو اس کی غیر حاضری میں میری نے ایک مستری کو بلایا اور پہلے کی نسبت کم تخمینہ لگوا کر مکان کی توسیع کرالی۔ جب لنکن سپرنگ فیلڈ واپس آیا، تو اسے اپنا مکان پہچاننے میں خاصی دقت پیش آئی اس نے

سنجیدگی سے مذاق کے رنگ میں اپنے ایک دوست سے پوچھا۔ اجنبی! کیا تم بتا سکتے ہو کہ مسٹر لنکن کہاں رہتا ہے۔

اسے وکالت سے بہت زیادہ آمدنی نہیں ہوتی تھی اس لئے اسے اکثر بلوں کی ادائیگی میں دقت پیش آتی تھی اور اب مستری کے بل کا غیر ضرری بوجھ بھی اس کے کندھوں پر تھا۔

میری اپنے خاوند پر خاص طرز سے تنقید کرتی تھی وہ کہتی تھی کہ اسے روپے کے متعلق صحیح شعور نہیں اور وہ اپنی خدمت کا مناسب معاوضہ حاصل نہیں کرتا یہ اس کی عام شکایت تھی، اور بہت سے لوگ اس بات میں اس کی تائید بھی کرتے تھے۔ دوسرے وکلاء بھی لنکن سے اس وجہ سے ناراض تھے اور کہتے تھے ''تم تمام وکلاء کو غربت کے عمیق غار میں دھکیل رہے ہو۔''

1853ء میں جب لنکن کی عمر چالیس سال تھی اور پریذیڈنٹ بننے میں صرف آٹھ سال باقی تھے اس نے چار مقدمات کی وکالت صرف تیس ڈالر میں کی وہ کہتا تھا کہ بہت سے موکل اس کی طرح غریب ہیں۔ اور اسے ان سے زیادہ رقم طلب کرنے کی جرأت نہیں ہوتی۔ ایک دفعہ ایک شخص نے اسے پچیس ڈالر ارسال کئے لیکن اس نے دس ڈالر واپس کر دیئے اور کہا یہ زیادہ ہیں ایک اور مثال لیجئے ایک ماؤف الذہن لڑکی کی دس ہزار ڈالر کی جائیداد کسی نے ہتھیا لی تھی۔ اس کی جائیداد اس نے واپس دلا دی۔ اس مقدمہ کی سماعت کے دوران ۔۔۔۔۔ لیمن (Lamon) اس کا شریک کار تھا اس نے مقدمہ کی فیس 250 ڈالر وصول کر لی لیکن

لنکن نے اسے بہت لعنت ملامت کی اور کہا ''اتنی زیادہ فیس کیوں وصول کی گئی ہے نصف رقم واپس کرو''لیمن ۔۔۔۔ نے جواب دیا ''لڑکی کا بھائی مطمئن ہے اور وہ خوشی سے اس قدر فیس ادا کر رہا ہے۔'' اس پر لنکن نے جواب دیا میں مطمئن نہیں ہوں میں اس لڑکی سے اس قدر رقم چھیننے کے بجائے فاقہ کرنا پسند کروں گا اگر آدھی رقم واپس نہیں کرو گے تو میں فیس کا اپنا حصہ نہیں لوں گا ایک اور کیس میں ایک سپاہی کی بیوہ کی پنشن کا جھگڑا تھا۔ اس نے مقدمے کی پیروی کی اور اسے پنشن دلائی لیکن کوئی فیس وصول نہیں کی بلکہ ہوٹل کے بل اور واپسی کرایہ بھی اپنی گرہ سے ادا کیا ایک دن آرم سٹرانگ کی بیوہ اس کے پاس آئی اور کہا کہ اس کے بیٹے سے قتل ہو گیا ہے وہ اس کے مقدمے کی پیروی کرے۔ لنکن کے تعلقات آرم سٹرانگ سے بہت دیرینہ تھے اب وہ فوت ہو چکا تھا وہ اس کے بیٹے ڈف (Duff) کو جب وہ ننھا سا تھا پنگھوڑے میں سلایا کرتا تھا۔

لنکن جیوری ۔۔۔۔۔ کے سامنے بلا تامل حاضر ہوا اور کیس کی پیروی ایسی عمدگی سے کی کہ لڑکا پھانسی کی سزا سے بچ گیا۔ اس بیوہ کے پاس صرف چالیس ایکڑ زمین تھی وہ اس مقدمے کی فیس کے طور پر لنکن کو پیش کر رہی تھی لیکن اس نے جواب دیا چچی حسینا ۔۔۔۔ جب میں غریب اور بے گھر تھا تو تم نے مجھے دو سال اپنے پاس رکھا تم نے مجھے کھلایا پلایا اور میرے کپڑے مرمت کئے اب میں ایک سینٹ بھی نہیں لوں گا۔

بعض اوقات وہ اپنے موکلوں سے کہتا کہ معاملہ عدالت سے باہر ہی طے کر لو۔

اس طرح وہ صلح صفائی کرانے کی کوئی فیس وصول نہیں کرتا تھا۔ ایسی مہربانی اور خوش اخلاقی سے لوگوں کے دل تو جیتے جا سکتے ہیں لیکن رقم وصول نہیں ہوتی۔ پس میری لنکن اسے برا بھلا کہتی۔ اور غصے کا اظہار کرتی رہتی تھی اس کا خاوند دنیاوی ترقی نہیں کر رہا تھا حالانکہ دوسرے وکلاء دولت کما رہے تھے ڈگلس نے بہت دولت کمائی تھی اور شکاگو یونیورسٹی کو دس ایکڑ زمین بطور عطیہ دے کر بہت مشہور ہو گیا تھا۔ اس کے علاوہ قوم کا بہت بڑا لیڈر بھی بن گیا تھا۔ کتنی مرتبہ میری لنکن نے ڈگلس کا تصور کیا اور اس سے شادی کی خواہش کی وہ سوچتی تھی کہ ڈگلس کی بیوی کی حیثیت سے وہ واشنگٹن میں سوشل لیڈر ہوتی۔ یورپ کی سیر کرتی ملکہ کے ساتھ کھانا کھاتی اور کسی روز وہائٹ ہاؤس۔۔۔۔ میں جو پریذیڈنٹ کے لئے مخصوص ہے سکونت اختیار کرتی وہ اس طرح خیالی پلاؤ پکاتی رہتی تھی پھر وہ سوچتی لنکن کی بیوی کی حقیقت سے اس کا مستقبل کیا ہے؟ وہ زندگی بھر اسی طرح رہے گا۔ چھ ماہ گشتی عدالت میں مقدمات کی پیروی کرتا رہے گا اور وہ گھر پر اکیلی رہے گی نہ اس کے ساتھ محبت کا اظہار کرے گا نہ اس کی طرف توجہ دے گا زندگی کے حقائق اس کے نزدیک ان رومانی خوابوں سے کس قدر مختلف اور دل آزار تھے۔ جو اس نے کسی زمانے میں میڈم میٹلی۔۔۔۔۔۔ کے پاس قیام کے دوران دیکھے تھے۔

☆☆☆☆☆☆☆

صبر کی انتہا

بیگم لنکن بیشتر معاملات میں کفایت سے کام لیتی تھی اور وہ اپنی قابلیت پر فخر کرتی تھی وہ بڑی احتیاط کے ساتھ رسد خریدتی تھی کھانا بالکل ضائع نہیں ہوتا تھا، بلکہ بعض اوقات بلیوں کے لئے بھی کافی ٹکڑے نہیں بچتے تھے۔ کتا تو ان کے پاس کوئی تھا ہی نہیں لیکن وہ خوشبو کی بہت رسیا تھی۔ کئی شیشیاں بطور نمونہ منگواتی، ان کی مہریں توڑتی، اور یہ کہہ کر واپس کر دیتی یہ گھٹیا قسم کی ہیں۔ جو خوبیاں بتائی جاتی ہیں وہ میں پائی نہیں جاتیں اس نے ایسی حرکت اتنی دفعہ کی کہ مقامی دکانداروں نے اسے مال بھیجنا بند کر دیا۔ اس کی حساب کی نوٹ بک میں جو سپرنگ فیلڈ میں موجود ہے، اب بھی یہ الفاظ درج ہیں "بیگم لنکن نے عطر واپس کر دیا۔ وہ بار بار تاجروں کے ساتھ جھگڑ پڑتی تھی" اس نے محسوس کیا کہ برف بیچنے والا مائیرز (Myers) کم وزن تولتا ہے وہ اس پر اتنی برسی کہ نصف بلاک کے فاصلے پر حالات معلوم کرنے اور ان کی گفتگو سننے کے لئے پڑوسی بھاگتے ہوئے اپنے دروازوں پر آ گئے۔ اس نے برف والے پر دوسری مرتبہ یہ الزام لگایا تھا اب اس نے قسم کھائی کہ آئندہ اگر اس کے پاس برف بیچے تو خدا اسے جہنم رسید کرے جو کچھ اس نے کہا اسی کے مطابق عمل بھی کیا یعنی اس نے برف دینے سے انکار کر دیا چونکہ برف کا ایک ہی ایجنٹ تھا اس لئے بیگم لنکن کو سخت مشکل پیش آئی لہذا اسے گھٹنے ٹیکنے پڑے اس نے ایک پڑوسی کی معرفت معذرت چاہی تب جا کر اسے دوبارہ برف ملنی شروع ہوئی۔

لنکن کے ایک دوست نے ایک مختصر سا اخبار ''سپرنگ فیلڈ ری پبلک'' ------ شائع کیا۔ اس نے اسکی خریداری کے لئے شہر میں کوشش کی اور لنکن نے بھی اس کا چندہ ادا کر دیا۔ جب اخبار کا پہلا پرچہ گھر پہنچا تو میری بہت برہم ہوئی اس نے کہا یہ کیا بے کار اخبار ہے؟ رقم ضائع کی گئی ہے جبکہ میں ایک ایک پینی پس انداز کرنے کی کوشش کر رہی ہوں اس نے اس موضوع پر لیکچر دیا اور لنکن کو برا بھلا کہا لنکن نے یہ کہتے ہوئے اسے ٹھنڈا کرنے کی کوشش کہ کہ اس نے اخبار بھیجنے کے لئے کوئی آرڈر نہیں دیا تھا۔ اور یہ بات جہاں تک الفاظ کا تعلق تھا درست تھی۔ اس نے تو صرف اس کا چندہ ادا کرنے کی پیش کش قبول کی تھی۔ اس نے خاص طور پر یہ نہیں کیا کہ اسے اخبار کی ضرورت ہے یہ وکیلوں جیسا قانونی نکتہ تھا۔

اس شام لنکن کو بتائے بغیر بیگم لنکن نے اخبار کے ایڈیٹر کو جلے کٹے الفاظ میں ایک چٹھی لکھی۔ اخبار کے متعلق اپنی رائے کا اظہار کیا اور اسے ان کے گھر بھیجنے سے منع کر دیا یہ خط اس قدر توہین آمیز تھا کہ اخبار کے ایڈیٹر نے اسے اپنے اخبار کے کالموں میں شائع کر دیا، اور ابراہام لنکن سے اس کی وضاحت چاہی۔ یہ خط اخبار میں شائع ہونے پر لنکن سخت پریشان ہوا اس نے نہایت ادب سے ایڈیٹر سے معافی مانگی اور اسے ایک فاش غلطی قرار دیتے ہوئے جس قدر ممکن تھا وضاحت کرنے کی کوشش کی۔

ایک دفعہ لنکن اپنی سوتیلی والدہ کو کرسمس کے تہوار پر اپنے ہاں مدعو کرنا چاہتا تھا۔ لیکن میری ٹاڈ اس پر رضامند نہ تھی۔ وہ بوڑھوں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتی تھی اور

خاص طور پر نام لنکن اور ہینکس قبیلہ کو بہت حقیر جانتی تھی لنکن کو یہ ڈر تھا کہ اگر وہ آ بھی گئے ، تو میری انہیں گھر میں گھسنے نہیں دے گی ۔ تیس سال سے اس کی سوتیلی والدہ سپر نگ فیلڈ سے ستر میل کے فاصلے پر مقیم تھی وہ اس سے ملاقات کے لئے گیا تھا لیکن اس کی والدہ کبھی نہیں آئی تھی ۔

شادی کے بعد اس کی ایک ہی رشتہ دار جس سے دور کا رشتہ تھا ۔ ہیرٹ ہینکس ۔۔۔۔۔ اس سے ملنے گئی تھی یہ نہایت معقول اور اچھی طبیعت کی لڑکی تھی لنکن اسے بہت چاہتا تھا ۔ جب وہ سپر نگ فیلڈ کے ایک سکول میں تعلیم حاصل کر رہی تھی ، تو اسے گھر پر بلایا تھا ۔ بیگم لنکن اس سے صرف خدمت ہی نہیں لیتی تھی بلکہ اسے صحیح معنوں میں لونڈی بنا رکھا تھا ۔ لنکن کو یہ بات پسند نہیں تھی اس نے میری (اپنی اہلیہ) کے اس رویہ کے خلاف احتجاج کیا جس کا نتیجہ ظاہر ہے کہ گھر کا سارا نظام بگڑ گیا ۔ گھر میں کام کرنے والی خادم لڑکیوں کے ساتھ میری کی اکثر چپقلش رہتی تھی ۔ ایک یا دو دفعہ جب وہ ان پر زور دار طریقہ سے برتی تو وہ اپنا سامان باندھ کر چل کھڑی ہوتیں یہ نہ ختم ہونے والا سلسلہ تھا ان کے دل میں میری کے متعلق سخت نفرت کے جذبات پیدا ہو جاتے تھے اور وہ اپنی سہیلیوں کو بھی اس سے آگاہ کر دیتی تھیں اس طرح نوکرانیوں کے نزدیک لنکن کا گھر بہت بدنام ہو گیا اس نے طیش میں آ کر ایک آئرلینڈ کی لڑکی کے متعلق ایک خط میں بتہ زہر اگلا اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ تمام آئرش لڑکیاں جو ان کے گھر میں کام کرتی تھیں ، آپے سے باہر ہو جاتی تھیں وہ بڑے فخر اور طمطراق سے کہتی تھی ، کہ اگر وہ اپنے خاوند کے بعد زندہ رہی ہو تو باقی زندگی کسی جنوبی

ریاست میں گزارے گی۔ جن لوگوں کے ساتھ اس نے لیگسنگٹن ۔۔۔۔ میں پرورش پائی تھی وہ ملازم کی کسی غلطی کو معاف کرنے کے لئے تیار نہ تھے۔

کسی حبشی کو برسرعام کوڑوں کی سزا دینے کے لئے بھیجنا کوئی بری بات نہیں سمجھی جاتی تھی۔ ناڈ کے پڑوسیوں نے چھ حبشیوں کو اس قدر کوڑے لگوائے کہ وہ جانبر نہ ہو سکے۔ لانگ جیک ۔۔۔۔ اس زمانے میں سپرنگ فیلڈ کی ایک مشہور شخصیت تھی اس کے پاس ایک بوسیدہ چھکڑا اور خچروں کی ایک جوڑی تھی۔ وہ اسے نہایت شان سے ''ایکسپریس سروس'' کہتا تھا۔ بدقسمتی سے اس کی بھتیجی میری کے پاس کام کرنے کے لئے مامور ہوئی۔ چند دنوں کے بعد خادمہ اور مالکہ کے درمیان جھگڑا ہو گیا۔ لڑکی نے ایپرن ۔۔۔۔۔ اتار دیا اپنا سامان اٹھایا اور مکان سے نکل کھڑی ہوئی اس شام لانگ جیک ۔۔۔۔۔ اپنی گاڑی پر لنکن کے مکان پر گیا اور بیگم لنکن سے اپنی بھتیجی کا سامان طلب کیا۔ بیگم لنکن غصے میں آ گئی اے اور اس کی بھتیجی کو صلواتیں سنانے لگی اور کہا'' اگر مکان کے اندر داخل ہوئے تو تمہارا سر پھوڑ دوں گی'' لانگ جیک ۔۔۔ پیچ و تاب کھا کر لنکن کے پاس اس کے دفتر چلا گیا، اور کہا کہ اس کی بیوی نے نہایت ناروا سلوک کیا ہے اسے معافی مانگنے کے لئے مجبور کیا جائے لنکن نے تمام ماجرا نہایت توجہ سے سنا اور کہا'' مجھے یہ واقعہ سن کر بہت افسوس ہوا ہے لیکن میں ادب سے التماس کرتا ہوں، کہ کیا آپ چند لمحوں کے لئے وہ برداشت نہیں کر سکتے جو میں پندرہ سال سے متواتر برداشت کرتا چلا آ رہا ہوں۔ یہ سن کر جیک (Jake) کو اپنا واقعہ بھول گیا اور لنکن کے ساتھ گہری ہمدردی پیدا ہو گئی۔ اس نے

لنکن سے اس کی دکھتی رگ چھیڑنے پر معافی مانگی اور چلا گیا۔"

ایک دفعہ ایسا ہوا کہ میری نے ایک خادمہ کو دو سال تک اپنے پاس رکھا۔ پڑوسیوں کے لئے یہ بڑی عجیب بات تھی انہیں سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ اتنے طویل عرصے تک کیسے ایک خادمہ اس کے پاس رہی اس کی وجہ بالکل واضح تھی لنکن نے لڑکی کو اپنے اعتماد میں لے لیا تھا اور اس کے ساتھ خفیہ سودا چکا لیا تھا۔ اس نے اسے صاف صاف بتا دیا تھا کہ اسے اس گھر میں ایسی ویسی باتیں برداشت کرنی پڑیں گی اور ان کے بدلے اسے ہر ہفتہ ایک ڈالر زائد اس کی طرف سے دیا جائے گا۔ چنانچہ خادمہ کو جھڑکنا اور اس پر برسنا حسب معمول جاری رہا، لیکن اس اخلاق اور مالی خفیہ معاہدے کی وجہ سے خادمہ ماریا۔۔۔۔۔ استقلال سے کام کرتی رہی۔ جب میری خادمہ پر قینچی کی طرح زبان چلاتی، تو اس کے بعد لنکن موقع پا کر اسے ایک طرف لے جاتا اور اس کے کندھوں پر تھپکی دیتے ہوئے اس کی دلداری کرتا۔ اور وہ کہتا ماریا پروا نہ کرو۔ حوصلہ رکھو۔ اور اس کے کام میں ہاتھ بٹاتی رہو۔ بعد میں اس نوکرانی نے شادی کر لی۔ اس کا خاوند گرانٹ کے ماتحت قتال میں شریک ہوا جب لی۔۔۔۔۔۔۔ نے ہتھیار ڈال دیئے تو ماریا۔۔۔۔ جلدی سے واشنگٹن گئی تا کہ فوراً اپنے خاوند کو آزاد کرائے۔ اس کی اسے اور بچوں کو از حد ضرورت تھی جب وہ لنکن کے پاس پہنچی تو لنکن اس سے ملاقات کر کے بہت خوش ہوا اور پرانے زمانے کی باتیں کرتا رہا۔ وہ کھانے کے لئے اسے روکنا چاہتا تھا لیکن میری اس کی بات پر کان نہ دھرتی تھی اسے اس نے ایک ٹوکری پھلوں کی اور کپڑے بنانے کے لئے کچھ رقم

دے کر رخصت کیا اور کہا کہ کل آنا۔ میں تمہیں فوجیوں کی صفوں کے لئے پاس دے دوں گا۔ لیکن اگلے روز وہ نہ آئی کیونکہ اسی روز لنکن قتل ہو گیا تھا۔

غرض میری ٹاڈ کا وقت اسی طرح گزرتا رہا۔ وہ دوسروں کا دل دکھاتی رہی، اور ان کے دل میں اپنے متعلق نفرت کے بیج بوتی رہی۔ بسا اوقات اس کا رویہ بالکل دیوانوں جیسا ہوتا تھا۔ میری ٹاڈ کا خاندان کچھ عجیب عادات کا مالک تھا اور میری نے ورثے میں ایسی طبیعت پائی تھی جس کا بہت کچھ اظہار اوپر ہو چکا ہے۔ ڈاکٹروں کا خیال تھا کہ اسے کوئی ذہنی عارضہ لاحق ہے۔

لنکن نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح جملہ تکالیف اور دل آزاریوں کو بڑے صبر اور تحمل کے ساتھ برداشت کیا۔ اور کبھی کسی کے ساتھ شکوہ تک نہیں کیا۔ لیکن اس کے دوست تو میری کے اطاعت گزار نہیں تھے۔ ہرن ڈن کی رائے میں میری ایک جنگلی بلی یا مادہ بھیڑیا تھی۔ ٹرٹر ـــــــ جو لنکن کے مداحوں میں سے تھا کہتا ہے کہ "اس کی بیوی میری ٹاڈ دوزخن اور شیطان تھی" اس نے بتایا کہ خود اس نے دیکھا کہ کئی مرتبہ اس نے لنکن کو گھر سے نکال دیا اور دروازے بند کر لئے۔

جان ہے (John Hay) کے نزدیک جو واشنگٹن میں پریذیڈنٹ کا سیکرٹری تھا۔ کہا کرتا تھا میری کا نام لینا بھی جائز نہیں میتھوڈسٹ چرچ (Methodist Church) کا پادری ابراہام کا پڑوسی تھا۔ اور دونوں کے تعلقات دوستانہ تھے اس کی بیوی کا کہنا ہے کہ لنکن اور اس کی بیوی کی گھریلو زندگی نہایت پریشان کن تھی۔ اور یہ کہ کئی مرتبہ اس کی بیوی اسے جھاڑو کی چھتری کے ساتھ باہر نکال دیتی تھی جیمز

گورلی (James Gourley) جو سولہ سال تک لنکن کے ساتھ والے مکان میں مقیم رہا، کہتا ہے کہ میری کے اندر شیطان بسیرا کئے ہوئے تھا اس پر دورے پڑتے تھے جن کے دوران میں وہ بدحواس ہو جاتی تھی وہ روتی اور بین کرتی تھی، اس کی آواز تمام محلے میں سنائی دیتی تھی وہ پکارتی تھی کہ کوئی حفاظت کرے وہ قسمیں کھاتی تھی کہ کوئی بدروح اس پر حملہ آور ہے جوں جوں وقت گزرتا گیا اس کا غصہ اور جوش ترقی کرتا گیا۔

لنکن کے دوست لنکن کی حالت پر رحم کھاتے تھے اس کی گھریلو زندگی نہایت خستہ تھی وہ اپنے عزیز ترین دوست کو بھی گھر پر دعوت نہ دے سکتا تھا۔ ہرن ڈن اور جج ڈیوس بھی اس سے مستثنیٰ نہیں تھے۔ کیونکہ وہ ڈرتا تھا کہ اگر اس نے کسی کو بلا لیا تو معلوم نہیں کیا سے کیا ہو جائے گا وہ خود بھی میری سے گریز کرتا تھا وہ شام کو باہر اپنے دوستوں میں یا ہم پیشہ حضرات کی مجلس میں وقت گزارتا تھا۔ یا قانون کی کتب کی لائبریری میں چلا جاتا اور مطالعہ کرتا۔ بعض اوقات وہ دیر تک رات کو بازاروں میں اکیلا گھومتا پھرتا۔ اس کا سر جھکا ہوتا، وہ نہایت غمزدہ ہوتا۔ اور زندگی کی روح سے عاری اور کبھی کہتا "مجھے گھر جانے سے نفرت ہے کوئی دوست جو حقیقت حال سے واقف ہوتا، اسے رات گزارنے کے لئے اپنے گھر لے جاتا۔"

اس کی گھریلو زندگی کے متعلق ہرن ڈن سے بہتر کوئی اور نہیں جان سکتا ابراہام لنکن کی سوانح عمری کی تیسری جلد کے صفحہ 434-430 پر وہ اس کی گھریلو زندگی کے متعلق یوں رقم طراز ہے "لنکن کو کسی پر اعتماد نہ تھا اس لئے وہ راز کی بات کسی سے نہ

کہتا تھا اس نے اپنے مصائب کا میرے ساتھ یا کسی اور دوست کے ساتھ ذکر نہیں کیا وہ یہ بوجھ بلا حیل و حجت خود ہی اٹھائے پھرتا تھا۔ اگر چہ وہ میرے ساتھ ذکر نہیں کرتا تھا پھر بھی میں اس کی حالت کا اندازہ کر لیتا تھا کہ وہ کس قدر پریشانی کے عالم میں ہے وہ سویرے بیدار نہیں ہوا کرتا تھا اس لئے عموماً نو بجے سے پہلے دفتر نہیں پہنچتا تھا اور میں اس سے ایک گھنٹہ پہلے پہنچتا تھا لیکن کبھی کبھی وہ سات بجے ہی دفتر چلا جاتا۔ مجھے یاد ہے کہ ایک دن وہ سورج نکلنے سے پہلے ہی دفتر میں موجود تھا اگر میں اسے دفتر میں موجود پاتا تو مجھے اندازہ ہو جاتا کہ کوئی ہوا چلی ہے، جس سے گھریلو سمندر میں طوفان آ گیا ہے۔ ایسے موقعوں پر آسمان کی طرف دیکھتا رہتا۔ یا کرسی پر دراز ہو جاتا اور اپنے پاؤں کھڑکی کی سل پر رکھ لیتا جب میں داخل ہوتا تو میری طرف نہیں دیکھتا تھا اور میرے سلام کا جواب نہایت لاپرواہی سے دیتا تھا میں کاغذ اور قلم لے کر کام میں مصروف ہو جاتا یا کسی کتاب کے ورق الٹنے لگتا لیکن اس کی بے چینی اور افسوس ناک حالت کا مجھ پر نہایت گہرا اثر ہوتا تھا اور میں بے چین ہو جاتا۔ اس لئے کسی نہ کسی بہانے کمرے سے باہر نکل جاتا تھا۔"

دفتر کا دروازہ ہال کی ایک تنگ گزرگاہ میں کھلتا تھا دروازہ کے نصف کواڑوں پر شیشے لگے تھے اور ان پر پردے پڑے ہوتے تھے جب میں گزرتا، تو پردے پھیلا دیتا تھا لیکن نچلی منزل پر جانے تک مجھے تالے میں چابی گھمانے کی آواز سنائی دیتی اور مغموم لنکن کمرے میں اکیلا ہوتا ایک گھنٹہ گزرنے کے بعد جب میں واپس آتا تو غم کے بادل چھٹ چکے ہوتے۔ اور وہ صبح کے واقعات کو ذہن سے محو کرنے کے

لئے کوئی شعر گا رہا ہوتا۔ کتاب سے کوئی قصہ پڑھ رہا ہوتا یا کسی موکل سے مصروف گفتگو ہوتا وہ پہر کے وقت میں کھانے کے لئے گھر چلا جاتا ایک گھنٹے کے بعد جب واپس آتا، تو لنکن کو وہیں پاتا۔ میری عدم موجودگی میں وہ سٹور سے کچھ پنیر اور خستہ بسکٹ لے آتا، اور انہی پر گزارہ کرتا جب میں شام کو پانچ بجے گھر واپس آتا تو لنکن کو اسی جگہ چھوڑ کر آتا۔ جہاں وہ مٹر گشت کرنے والوں کے ساتھ مصروف گفتگو ہوتا یا صبح کی طرح اپنا وقت کاٹ رہا ہوتا تھا۔ رات کے وقت جب روشنی اندھیروں کو چیرتی تو بھی لنکن وہاں دکھائی دیتا۔ اور بالآخر جب دنیا سو جاتی تو قوم کا پریزیڈنٹ بننے والا شخص درختوں اور عمارتوں کے سایوں میں خراماں خراماں چلتا چلا جاتا اور خاموشی کے ساتھ اپنے رسمی گھر میں داخل ہوتا۔ جس کو دنیا اس کا گھر کہتی تھی کچھ لوگ یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس کی تصویر جن الفاظ میں کھینچی گئی ہے مبالغہ آمیز ہے اس کا جواب یہی ہو سکتا ہے کہ لنکن کے حالات سے واقف نہیں ہیں۔

ایک دفعہ بیگم لنکن نے اس کی اتنی بری طرح گت بنائی اور اس پر اتنی دیر تک برسی کہ وہ جس کے دل میں کسی کے متعلق کوئی میل نہیں تھی ضبط نہ کر سکا۔ اور اسے بازو سے پکڑ کر باورچی خانے سے گزرتے ہوئے دروازے سے باہر دھکیل دیا اور کہا "تم میری زندگی تباہ کر رہی ہو۔ تم اس گھر کو دوزخ بنا رہی ہو۔ اب یہاں سے نکل جاؤ۔"

☆☆☆☆☆☆☆

میری ٹاڈ اور وائٹ ہاؤس

اگر لنکن این رٹلج سے شادی کر لیتا تو غالباً اس کی زندگی پر مسرت ہوتی لیکن وہ پریزیڈنٹ نہ بن سکتا، وہ سوچ بچار یا اور کوئی اقدام چستی سے نہیں کر سکتا تھا۔ وہ ایسے انسانوں کی طرح نہ تھا۔ جو سیاسی برتری حاصل کرنے کے لئے سب کچھ کر گزرتے ہیں۔ دوسری طرف میری ٹاڈ کا وائٹ ہاؤس تک پہنچنے کا ارادہ غیر متزلزل تھا وہ ہر قیمت پر ملک کے پریزیڈنٹ کی بیوی بننا چاہتی تھی اس لئے جونہی اس کی شادی ہوئی، اس نے وگ پارٹی کے ٹکٹ پر اس کے کاغذات نامزدگی برائے امیدوار کانگرس داخل کرا دیئے۔ مقابلہ ناقابل یقین حد تک سخت تھا۔ لنکن کا کسی بھی فرقہ سے تعلق نہیں تھا اس لئے اس پر کافر ہونے کا الزام لگایا گیا۔ اس کی بیوی ایک دولت مند خاندان سے تعلق رکھتی تھی اس وجہ سے اسے امراء کے طبقے میں شمار کیا گیا۔ اگرچہ یہ الزامات بے بنیاد تھے، لیکن لنکن خیال کرتا تھا کہ یہ اس کی سیاسی شہرت پر برا اثر ڈالیں گے۔ چنانچہ اس نے اپنے ناقدوں کو یوں جواب دیا "جب سے میں سپرنگ فیلڈ آیا ہوں صرف ایک رشتہ دار مجھ سے ملاقات کرنے آیا ہے۔ اس پر بھی واپس جانے سے پہلے ایک یہودی کا بربط چرانے کا الزام لگا۔ اگر ایسے امراء کے خاندان کا فرد ہونا باعث فخر ہے تو میں اس کا مجرم ہوں جب انتخاب ہوا تو لنکن کو شکست ہوئی یہ اس کے سیاسی افق پر پہلی کاری ضرب تھی۔ دو سال کے بعد اس نے دوبارہ انتخاب میں حصہ لیا اور اس دفعہ اس کی جیت ہوئی میری لنکن اس پر پاگل ہوئی جاتی تھی یہ یقین کرتے ہوئے کہ اس

کی کامیابی ابھی شروع ہوئی ہے اس نے شام کو سیر و تفریح کے لئے نیا گاؤن بنوانے کا آرڈر دے دیا۔ اور فرانسیسی الفاظ کو اور زیادہ شائستگی بخشی۔ جونہی اس کا خاوند شہر پہنچا اس نے اسے عزب ماب اے لنکن کے الفاظ سے نوازا۔ لیکن جلد ہی ان کا استعمال ترک کر دیا۔ وہ واشنگٹن میں سکونت اختیار کرنا چاہتی تھی، تاکہ وہاں مجلسی وقار حاصل کر سکے۔ اسے یقین تھا کہ ہاں جاہ و جلال اس کا منتظر ہے۔ لیکن جب وہ وہاں پہنچی، تو حالات دگرگوں پائے۔ لنکن کی مالی حالت اتنی کمزور تھی کہ اخراجات کو پورا کرنے کے لئے اسے ڈگلس سے رقم ادھار لینا پڑی جو اس نے گورنمنٹ سے پہلی تنخواہ ملنے پر ادا کرنے کا وعدہ کیا۔ اس لئے میری اور لنکن نے سپرنگ کے بورڈنگ ہاؤس ڈف گریز رو (Duff Greens RoW) ہی میں قیام کیا عمارت کے سامنے والی گلی کچی تھی۔ اور اطراف کی روش بجری سے تعمیر کردہ تھی کمرے تاریک اور دیواریں ٹیڑھی تھیں۔ مکان کے عقبی حصے میں بطخوں کا ڈربہ اور باغ تھا۔ چونکہ مسایوں کے سور سبزیاں کھانے کے لئے اکثر ادھر آ جاتے تھے، اس لئے چھوٹے بچے کو تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد اٹھی لے کر جانوروں کو ہانک کر باہر کرنا پڑتا تھا۔"

اس زمانے میں واشنگٹن کے شہر میں گلی سڑی اشیاء اور کوڑا کرکٹ اٹھانے کی تکلیف نہیں کی جاتی تھی۔ مسز سپرنگ اپنے گھر کی گندگی عقبی گلی میں جمع کر دیتی تھی گائیں سور اور بطخیں آزادانہ وہاں آتی تھیں اور اپنے مطلب کی اشیاء کھا جاتی تھیں۔

میری لنکن پر واشنگٹن کی مجلسی زندگی کا دروازہ بالکل بند تھا اس کی طرف التفات نہیں کی جاتی تھی وہ بورڈنگ ہاؤس کے تاریک کمرے میں اکیلی بیٹھی رہتی تھی۔ اس

کے بگڑے ہوئے بچے اور مسز سپرنگ کا لڑکا جو سبزیوں والے قطعے سے سور ہانکنے کے لئے آتا تھا سر دردی کا باعث تھے۔ یہ حالات نہایت مایوس کن تھے۔ لیکن اس مصیبت کے مقابلے میں جو سیاسی تباہی کی صورت میں نازل ہونے والی تھی۔ کچھ بھی نہ تھے جب لنکن کانگرس کا ممبر بنا، اس وقت بیس ماہ سے میکسیکو کے خلاف جنگ جاری تھی یہ جارحانہ جنگ غلامی کے حامی ممبروں نے عمداً شروع کی تھی۔ جس کا قطعاً کوئی جواز نہیں تھا اس کا مقصد صرف یہ تھا کہ غلامی کی ترویج اور ترقی کے لئے مزید علاقہ حاصل کیا جائے جہاں سے غلامی کے حامی سینٹر۔۔۔۔۔منتخب ہوں اس جنگ میں امریکہ کو دو چیزیں حاصل ہوئیں۔ ٹیکساس جو کسی زمانے میں میکسیکو کا حصہ تھا اب اس سے علیحدہ ہو گیا۔ میکسیکو کو اپنے نصب سے زیادہ علاقے سے ہاتھ دھونے پڑے اس نئے علاقے میں چار اور ریاستیں نیا میکسیکو اری زونا۔۔۔۔۔ نیویڈ۔۔۔۔۔اور کیلیفورنیا۔۔۔۔معرض وجود میں آئیں گرانٹ کی رائے تھی کہ تاریخ عالم میں یہ جنگ سب سے زیادہ شرارت اور بے انصافی پر مبنی تھی اور یہ کہ اس نے اس جنگ میں حصہ لے کر نا قابل معافی گناہ کیا ہے۔ امریکی فوج کے بڑے حصہ نے اس جنگ کے خلاف بغاوت کی سانٹا آنا کی فوج کی ایک بٹالین ان بھگوڑوں پر مشتمل تھی لنکن کانگرس کے لئے کھڑا ہو گیا۔ اور وہی پاٹ ادا کیا۔۔۔۔۔ جو وگ پارٹی کے بہت سے دوسرے ممبروں نے ادا کیا۔ اس نے پریذیڈنٹ پر قتل و غارت کرانے، لوٹ مار، اور ذلت کی جنگ کرنے کے الزامات لگائے اور کہا کہ آسمان کا خدا کمزوروں اور معصوموں کی امداد کرنا بھول گیا ہے۔ اور طاقتور وحشی

شیطانوں اور قاتلوں کے گروہ کو مردوں، عورتوں بچوں کو ذبح کرنے اور معصوموں کے علاقے لوٹنے کی کھلی چھٹی دے دی ہے۔ پریزیڈنٹ نے اس تقریر پر کوئی توجہ نہ دی کیونکہ لنکن اس وقت غیر معروف تھا لیکن جب لنکن، سپرنگ فیلڈ واپس آیا، تو اس کے خلاف طوفان اٹھ کھڑا ہوا۔ الی نائز کے علاقہ سے چھ ہزار سپاہی اپنے زعم میں آزادی کی خاطر جنگ کرنے گئے تھے اور ان کا نمائندہ ان کے سپاہیوں کو دوزخی شیطان اور قاتل کہہ رہا تھا پس ورکرز نے پبلک جلسے منعقد کیے اور لنکن سے نفرت کا اظہار کیا۔ اسے کمینہ اور بزدل جیسے خطابات سے نوازا۔ اسے کئی اور برے برے ناموں سے یاد کیا۔ ایک جلسے میں ایک قرارداد پاس کی گئی، جس میں کہا گیا کہ ان کی اس قدر ذلت کبھی نہ ہوئی، جتنی لنکن کے ہاتھوں ہوئی ایسے نفرین خلائق خیالات جو قوم کے بہادر ستاروں کی طرف منسوب کیے گئے ہیں لنکن کے خلاف غصے اور نفرت کے جذبات کو ہوا دے سکتے تھے۔ یہ نفرت اس قدر شدید تھی کہ تیرہ سال بعد بھی جب وہ پریزیڈنٹ کے عہدے کا امیدوار تھا اس کا رد عمل ہوا لنکن نے اپنے ایک شریک کار کے سامنے اعتراف کیا کہ اس نے سیاسی خودکشی کر لی ہے۔ وہ واپس گھر جانے اور اپنے حلقے کے ان عوام کا سامنا کرنے سے خوف کھاتا تھا، جن کے دل میں اس کے متعلق سخت نفرت پائی جاتی تھی اس نے اپنے آپ کو محفوظ کرنے کے لیے واشنگٹن ہی میں لینڈ آفس کے کمشنر کی آسامی حاصل کرنے کی کوشش کی، کہ اسے ''اورگن کے علاقے کا گورنر'' کا خطاب مل جائے۔ تاکہ جب یہ یونین میں شامل ہو، تو اولین ''سینیٹر'' بننے کا موقع مل سکے، لیکن اسے اس میں بھی کامیابی نصیب

نہ ہوئی۔ چاروناچار اسے سپرنگ فیلڈ واپس آنا پڑا۔ پھر وہی گندا دفتر تھا وہ ہچکولے کھاتی ہوئی بگھی اور وہی گشتی عدالت وہ الی نائز کے باشندوں میں سب سے زیادہ مایوسی کا شکار تھا اب اس نے فیصلہ کرلیا کہ ریاست کو خیر باد کہہ کر اپنے پیشے کی طرف پوری توجہ دے گا اسے معلوم ہوگیا کہ اس کے طریقے کار میں کوئی اصول مدنظر نہیں ہوتا۔ اور اسکی سوچ میں تنظیم کی کمی ہے اپنے خیالات ونظریات کو زیادہ منطقی بنانے کے لئے اس نے جیومیٹری کی ایک کتاب خریدی۔ جب وہ گشتی عدالت میں مقدمات کی سماعت کے لئے جاتا تھا تو یہ کتاب ساتھ لے جاتا تھا۔

ہرن ڈن اس کی سوانح عمری میں تحریر کرتا ہے ''دیہاتی سرائے میں ہم عموماً ایک ہی بستر میں سوتے تھے۔ اکثر دیکھا گیا کہ بستر لنکن کے قد کے لحاظ سے چھوٹے ہوتے تھے اور اس کے پاؤں اس سے باہر نکلے ہوئے تھے اور اسکی پنڈلی بھی نظر آتی تھی میز پر موم بتی جلا کر صبح دو بجے تک وہ مطالعہ کرتا تھا۔ اس وقت تک میں اور دوسرے ساتھی سو چکے ہوتے تھے۔ اس طرح گشت کے موقعہ پر اس نے اقلیدس کا اتنا مطالعہ کیا کہ وہ تمام مسائل وضاحت کے ساتھ ہمیں سمجھا سکتا تھا۔ جیومیٹری پر عبور حاصل کرنے کے بعد اس نے الجبرے، علم نجوم اور کئی زبانوں کی ترویج کی طرف توجہ کی شیکسپیئر کے لٹریچر کے ساتھ اسے بہت زیادہ دلچسپی تھی، جیک کیلسو۔۔۔۔۔ نے اس میں جو علمی مذاق پیدا کردیا تھا ابھی تک قائم تھا۔ سب سے بڑی خصوصیت جو لنکن میں پائی جاتی تھی اور جو زندگی بھر اس میں موجود رہی وہ گہرا رنج وغم تھا، جسے الفاظ میں بیان نہیں کیا جاسکتا جب جیسوک۔۔۔ ہرن ڈن کے ساتھ اافانی سوانح

عمری کی تیاری میں مدد کر رہا تھا۔ اس نے محسوس کیا کہ لنکن کے متعلق یاس والم کے واقعات غلو پر مبنی ہیں۔ چنانچہ وہ ان لوگوں سے پوچھ گچھ کرنے کے لئے خود گیا۔ جن کا میل ملاپ لنکن سے سالہا سال تک رہا تھا۔ ان میں سٹوئرٹ وائٹی سویٹ۔ میتھنی ۔۔۔۔۔۔ اور جج ڈیوس ۔۔۔ قابل ذکر ہیں۔ تب Weik کو یقین آ گیا کہ وہ لوگ جنہوں نے لنکن کو نہیں دیکھا، وہ اس کے غم کی حالت کا اندازہ نہیں لگا سکتے اس پر ہرن ڈن نے اس سے اتفاق کرتے ہوئے یہ بیان درج کیا'''' آیا بیس سال کے عرصے میں لنکن کو کسی دن خوشی نصیب ہوئی اس کے متعلق میں بالکل نہیں جانتا سب سے اہم خصوصیت اس کی غمناک نگاہیں تھیں۔ اور جب وہ چلتا تھا تو غم و اندوہ کے قطرات زمین پر گرتے تھے۔ جب وہ گشتی عدالت میں جاتا تھا، تو اپنے خاص کمرے میں دو تین اور وکلاء کے ساتھ قیام کرتا تھا وہ اس کی آواز کی وجہ سے سویرے ہی اٹھ بیٹھتے تھے جب وہ بیدار ہوتے تو اسے بستر کے کنارے پر بیٹھے بے ربط جملے بولتا ہوا پاتے تھے جب وہ بیدار ہوتا تھا، تو آگ جلا کر گھنٹوں اس کے شعلوں کو ٹکٹکی باندھ کر دیکھتا رہتا۔ کئی دفعہ وہ ایسے موقعوں پر مصرعہ پڑھتا تھا'' اوہ! فانی کی روح کس بات پر فخر کرے'' بعض اوقات وہ بازاروں میں غم میں ایسا ڈوبا ہوا پھرتا تھا کہ لوگ اس کے ساتھ مصافحہ کرتے تھے، لیکن اسے کچھ شعور نہیں ہوتا تھا۔''

جوناتھن ۔۔۔۔ جو لنکن کی یادگار کا دلدادہ تھا، لکھتا ہے کہ بلومنگٹن ۔۔۔۔۔ کی عدالت میں دفتر میں یا بازار میں کبھی اپنے سامعین کے ساتھ قہقہے لگا کر وہ مصروف گفتگو ہوتا تھا اور کبھی خیالات میں ایسا گھر جاتا کہ کسی کو اسے شعور کی دنیا میں لانے

کی جرات نہیں ہوتی تھی وہ دیوار کے ساتھ اٹھی ہوئی کرسی پر دراز ہوتا۔ اس کے پاؤں نچلے ڈنڈے پر ہوتے۔ ٹانگیں سکیڑی ہوئی اور گھٹنے ٹھوڑی کے ساتھ لگے ہوتے۔ اور پیٹ سامنے کی طرف جھکا ہوا ہوتا تھا وہ ہاتھوں سے گھٹنے پکڑے ہوئے ہوتا تھا اس طرح وہ غم کی تصویر بنا بیٹھا رہتا تھا۔ وہ گھنٹوں اسی حالت میں رہتا اس کے قریبی دوست بھی مداخلت کرنے سے گریز کرتے تھے۔ سینیٹر بیورج۔۔۔ نے لنکن کی شخصیت کا نہایت گہرا مطالعہ کرنے کے بعد یہ رائے قائم کی ہے کہ اس کے غم کی گہرائی اس قدر تھی کہ عام ذہن کا آدمی اس کا اندازہ لگانے سے قاصر ہے لیکن اس کا مزاح اور کہانیاں بیان کرنے کا دلچسپ انداز بھی ایسا ہے جسے اس کی شخصیت سے جدا نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے گرد لوگوں کے ٹھٹھ کے ٹھٹھ لگ جاتے تھے۔ اور وہ قہقہے لگا رہے ہوتے تھے ایک عینی شاہد کا بیان ہے کہ جب لنکن کہانی کا مرکزی نقطہ بیان کرتا تو لوگ ہنستے ہوئے اپنی کرسیوں سے اچھل اچھل پڑتے تھے جو لوگ لنکن کے قریبی حلقے سے تعلق رکھتے ہیں، جانتے ہیں کہ اس کی یاس اور تاسف کی دو بڑی وجوہات تھیں ایک سیاسی میدان میں مایوسی دوسری ناکام شادی، اس کے سیاسی افق پر چھ سال تک متواتر گھٹاٹوپ اندھیرا چھایا رہا پھر اچانک ایک ایسا واقعہ پیش آیا، جس نے لنکن کی زندگی میں انقلاب پیدا کر دیا اور اس کا سفر وائٹ ہاؤس کی طرف جاری کر دیا۔ اس عظیم واقعہ کا محرک میری لنکن کا دل جانی سٹیفن اے ڈگلس تھا۔

☆☆☆☆☆☆

لنکن اور ڈگلس

1854ء میں لنکن کے ساتھ ایک بڑا اہم واقعہ عہد نامہ مسوری (Missouri) کے ٹوٹنے کے نتیجے میں پیش آیا۔ مسوری کا عہد نامہ مختصراً یہ تھا۔

1819ء میں مسوری یونین میں شامل ہونا چاہتا تھا لیکن غلامی کو بھی ریاست میں برقرار رکھنا چاہتا تھا اس کے برعکس شمالی ریاستوں نے اس کی مخالفت کی، کیونکہ وہ غلامی کے حق میں نہ تھیں۔ اس لئے حالات بڑے خطرناک ہو گئے آخر کار دونوں کے لیڈر جمع ہوئے اور انہوں نے معاملے کو یوں سلجھایا کہ شمال اور جنوب دونوں کا مقصد پورا ہو گیا۔ مسوری کو غلامی کی حامی ریاست ہونے کی حیثیت سے یونین میں شامل کر لیا گیا۔ لیکن مسوری کی جنوبی حدود میں غلام رکھنے کی آئندہ اجازت نہیں مل سکتی تھی، لوگوں کا خیال تھا کہ اب جھگڑا ختم ہو گیا ہے لیکن یہ حل عارضی ثابت ہوا۔ کیونکہ ایک تہائی صدی گزرنے پر ڈگلس یہ معاہدہ ختم کرانے میں کامیاب ہو گیا اور مس پی دریا کے جنوبی علاقہ میں غلام رکھنے کی۔۔۔۔ پھر سے۔۔۔۔ اجازت مل گئی۔ عہد نامہ مذکورہ کو ختم کرانے کے لئے ڈگلس کو بڑی جدوجہد کرنی پڑی کانگرس میں یہ مسئلہ مہینوں تک معلق رہا زبردست مباحثے ہوئے ممبر ایک دوسرے پر رکیک حملے کرتے رہے، کبھی کبھی جوش میں آکر ڈیسکوں پر کھڑے ہو جاتے چاقو نکال لیتے اور بندوقوں کی نالیاں سیدھی کر لیتے۔ لیکن ڈگلس کی جذباتی تقاریر کے نتیجے میں جو رات بھر جاری رہیں۔ 4 مارچ 1854ء کو عہد نامہ مسوری کالعدم ہو گیا۔ یہ حیران کن

واقعہ تھا واشنگٹن شہر میں پیغامبر رات بھر بھاگتے پھرے نیوی یارڈ میں توپوں نے سلامی دی۔ نیا دور شروع ہو گیا لیکن یہ خون میں نہایا ہوا دور تھا ڈگلس نے ایسا کیوں کیا؟ معلوم نہ تھا یہ کوئی نہیں جانتا تھا بوڑھے تاریخ دان ابھی تک اس کے متعلق دلائل ڈھونڈ رہے ہیں البتہ ایک بات یقینی تھی کہ ڈگلس 1856ء میں پریذیڈنٹ بننے کی امید کر رہا تھا، اور وہ جانتا تھا کہ اس عہدنامے کے خاتمے کی وجہ سے جنوبی ریاستیں اس کی ہمنوا بن جائیں گی، لیکن شمالی علاقے میں اس کا کیا ردعمل تھا اس نے خود بتا دیا۔ خدا کی قسم وہاں ایک طوفان برپا ہو گیا۔ اس کی بات درست تھی چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اس طوفان سے دونوں پارٹیوں کے پرخچے اڑ گئے۔ اور قوم خانہ جنگی کا شکار ہو گئی نفرت اور احتجاج کے لئے کئی شہروں اور دیہاتوں سے لوگ خود بخود نکل کھڑے ہوئے انہوں نے جلسے منعقد کئے اور ڈگلس کو باغی قرار دیا۔ اسے زمانے کا یہودہ اسقریوطی کہا گیا۔ اور اسے تیس چاندی کے سکے پیش کئے گئے یہودہ اسقریوطی وہ شخص تھا، جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لایا تھا مگر اس نے تیس پنس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو رومیوں کے ہاتھوں میں پکڑوا دیا تھا اسے ایک رسہ پیش کیا گیا۔ اور خودکشی کرنے کی ترغیب دی گئی۔

مذہبی دنیا میں بھی اس کے خلاف جوش پیدا ہو گیا تھا۔ انگلینڈ میں تین ہزار پادریوں نے اس کے خلاف احتجاج کیا۔ اور یہ احتجاج سینٹ۔۔۔۔ کے روبرو پیش کیا۔ جوشیلے اداروں نے پبلک کے جذبات کو خوب بھڑکایا۔ شکاگو میں ڈیمو کریٹک اخبارات نے ڈگلس کے خلاف متمردانہ رویہ اختیار کیا۔ کانگریس کا اجلاس

اگست پر ملتوی ہو گیا اور ڈگلس اپنے وطن روانہ ہوا جو نظارے اس نے راستے میں دیکھے وہ حیران کن تھے بعد میں اس نے بتایا کہ بوسٹن سے الی نائز تک وہ اپنی ہی پتلیوں کے جلانے کی روشنی میں سفر کر سکتا تھا یعنی اس نے دیکھا کہ عام راستے میں لوگوں نے اس کے بے شمار پتلے جلائے اور اس کے ساتھ شدید نفرت کا اظہار کیا لیکن وہ جرأت مند اور نڈر آدمی تھا اس نے اعلان کیا کہ وہ شکاگو میں ایک جلسہ عام سے خطاب کرے گا اس کے اپنے وطن ہی میں نفرت نے تعصب کا رنگ اختیار کر لیا تھا۔ اخبارات اس پر حملہ آور تھے، اور وزراء نے یہ اعلان کیا کہ عوام کو اسے اجازت دینی چاہیے کہ وہ اپنے گندے سانس سے الی نائز کی فضا کو ناپاک کرے۔ لوگ اسلحہ کی دکانوں پر چڑھ گئے اور سورج غروب ہونے تک شہر میں ایک بھی پستول بکنے کے لئے نہ رہا اس کے دشمنوں نے قسم کھائی کہ وہ اسے نیا گل کھلانے کی ہرگز اجازت نہیں دیں گے۔ جونہی ڈگلس شہر میں داخل ہوا بندرگاہ کی تمام کشتیوں نے اپنے جھنڈے جھکا دیئے اور آزادی کی موت کا ماتم کرنے کے لئے بیسیوں گرجوں میں گھنٹیاں بجنے لگیں۔ جس رات اس نے تقریر کی، وہ شکاگو کی تاریخ میں گرم ترین رات تھی جب لوگ کرسیوں پر بیکار بیٹھے تھے ان کے سروں سے پاؤں تک پسینہ بہہ رہا تھا جب ایک عورت نے جھیل کے ساحل پر ٹھنڈی ریت پر لیٹنے کے لئے جانے کی کوشش کی تو وہ بے ہوش ہو گئی۔ جتے ہوئے کئی گھوڑے بازاروں میں گر کر مر گئے اتنی گرمی کے باوجود جوشیلے لوگ ہزاروں کی تعداد میں اپنی جیبوں میں ریوالور ڈالے، ڈگلس کی تقریر سننے کے لئے جمع ہو گئے۔ شکاگو میں کوئی ہال اتنا بڑا نہیں تھا۔

جو اس ہجوم کے لئے کافی ہوتا وہ کھلے چوک میں جمع ہو گئے گیلریوں اور قریب کے مکانوں کی چھتوں پر چڑھ گئے۔ ڈگلس کے پہلے جملے پر ہی لوگوں نے کراہنا اور شی شی کرنا شروع کر دیا۔ اس نے تقریر جاری رکھنے کی کوشش کی لیکن سامعین چیختے چلاتے رہے اور ذلت آمیز گانے گاتے تھے۔ وہ اسے ایسی بے ہودہ گالیاں بکتے تھے جو تحریر میں نہیں آسکتیں اس کے کٹر حامی لڑائی کرنا چاہتے تھے لیکن اس نے انہیں خاموش رہنے کی ہدایت کی وہ عوام کو قابو میں لانے کے متعلق پر اعتماد تھا، وہ کوشش کرتا رہا۔ لیکن انہیں خاموش کرانے میں ناکام رہا، جب اس نے شکاگو، ٹرایبون۔۔۔۔۔ سے نفرت کا اظہار کیا تو عوام نے اس اخبار کے حق میں نعرے بلند کئے۔ جب اس نے دھمکی دی کہ اگر وہ اسے بولنے کی اجازت نہیں دیں گے تو وہ رات بھر کھڑا رہے گا۔ تو آٹھ ہزار آوازیں بلند ہوئیں کہ ہم بھی صبح تک گھر ہرگز نہیں جائیں گے۔

یہ اتوار کی رات تھی انجام کار اس نے چار گھنٹے کاوش اور بے عزتی کے بعد اپنی گھڑی نکالی، اور چیختے چلاتے اور سیٹیاں بجاتے عوام کے مجمع کو پکار کر کہا ''اب اتوار کی صبح شروع ہو گئی ہے میں گرجے جاتا ہوں اور تم جہنم میں جا سکتے ہو۔ وہ مقرر کے سٹینڈ سے رخصت ہو گیا۔''

''ننھا جن'' زندگی میں پہلی مرتبہ ذلت اور شکست سے دوچار ہوا۔

اگلی صبح اخبارات میں تمام واقعات شائع ہو گئے ایک مغرور ادھیڑ عمر کانپتی ہوئی شخصیت نے عجیب اطمینان کے ساتھ یہ واقعات پڑھے پندرہ سال پیشتر وہ ڈگلس کی بیوی بننے کے خواب دیکھتی تھی اس نے کئی سال تک دیکھا کہ ڈگلس پروں پر سوار

ہے، اور وہ قوم کا نہایت مقبول اور طاقتور لیڈر بن گیا ہے جبکہ اس کے اپنے خاوند کو ذلت اور شکست کا سامنا رہا۔ اور دل کی گہرائیوں کے ساتھ اس سے نفرت کرتی رہی لیکن اب خدا کا شکر تھا کہ مغرور ڈگلس تباہ ہو گیا تھا اس کی اپنی ریاست میں اس کی پارٹی بٹ چکی تھی۔

اب لنکن کے لئے موقعہ تھا اور یہ میری لنکن بھی جانتی تھی 1848ء میں لنکن کی جو مقبولیت ختم ہو گئی تھی اسے بحال کرنے کا سنہری موقعہ تھا اب ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں سینٹ کا ممبر بننے کے لئے اس کے لئے خاص موقعہ تھا۔ یہ بات درست تھی کہ ڈگلس کو ابھی چار سال تک اپنے عہدے پر قائم رہنا تھا، لیکن اس کا ہم رکاب چند مہینوں میں دوبارہ انتخاب کے میدان میں کودنے والا تھا۔ اس کا ہم رکاب کون تھا؟ یہ ایک جھگڑالو اور تحکمانہ انداز اختیار کرنے والا آئرش تھا جس کا نام شیلڈز تھا میری لنکن کو بھی شیلڈز سے ایک پرانا قرض چکانا تھا۔ جب 1842ء میں اس نے شیلڈز کو ذلت آمیز خطوط لکھے تھے تو اس نے لنکن کو کشتی کا چیلنج دیا تھا، لیکن آخری لمحے پر دوستوں نے مداخلت کی، اور اس خون خرابے سے بچا لیا۔ اس زمانے میں شیلڈز سیاست کے میدان میں ترقی کر رہا تھا لیکن لنکن تنزل کی طرف جا رہا تھا اب موقعہ پا کر لنکن نے اس کی جڑ کاٹ دی تھی اور خود ترقی کی راہ پر گامزن ہو گیا تھا۔ مسوری کے عہدنامے کے کالعدم ہونے پر اس میں جوش پیدا ہو گیا اور اب وہ خاموش نہیں رہ سکتا تھا اس نے پوری قوت اور یقین کے ساتھ ضرب لگانے کا پروگرام بنا لیا وہ اپنی لائبریری میں دو ہفتوں سے تقریر تیار کر رہا تھا۔ وہ تاریخ کا مطالعہ کرتا۔ حقائق پر

مہارت حاصل کرتا۔ جو مباحثہ ایوان میں ہوا تھا۔ اس کے دلائل کو سمجھتا اور نوٹ کرتا تھا۔

تین اکتوبر کو سپرنگ فیلڈ میں قومی میلہ منعقد ہوا، ہزاروں کسان اپنے نمائشی گھوڑے سور اور دوسرے جانور لئے ہوئے میلے میں پہنچے عورتیں اپنی مصنوعات لے کر نمائش میں رکھنے کے لئے آئیں لیکن ان کی توجہ ان چیزوں کے علاوہ کسی اور طرف تھی کئی ہفتوں سے یہ پراپیگنڈہ ہو رہا تھا کہ ڈگلس میلے کے افتتاح کے موقع پر خطاب کرے گا۔ ریاست کے اطراف سے سیاسی لیڈر اس کی تقریر سننے کے لئے وہاں جمع تھے اس سہ پہر ڈگلس نے تین گھنٹے سے بھی زیادہ دیر تک تقریر کی، اس نے اس میں اپنی پوزیشن واضح کی ان اعتراضات کا جواب دیا، جو اس پر کئے جاتے تھے، اور اپنے مخالفین پر حملے کئے۔ اس نے بڑے جوش کے ساتھ غلامی کو قانونی حیثیت دینے سے انکار کیا، اور کہا کہ علاقے کے لوگ جو بھی غلامی کے متعلق رویہ اختیار کرنا چاہیں کر سکتے ہیں پھر اس نے پکار کر کہا کہ اگر کنساس (Kansas) اور ''نبراسکہ'' (Nebraska) کے لوگ اپنے اوپر حکومت کر سکتے ہیں تو وہ چند بدحال حبشیوں پر بھی حکومت کر سکتے ہیں لنکن سٹیج کے پاس بیٹھا تھا ہر لفظ غور سے سن رہا تھا اور ہر دلیل کا وزن کر رہا تھا جب ڈگلس نے تقریر ختم کی، تو لنکن نے کھڑے ہو کر اعلان کیا ''میں کل اس تقریر کا جواب دوں گا اور ڈگلس کی اچھی طرح سے خبر لوں گا''

اگلی صبح تمام قصبے اور میلے میں اشتہارات بانٹے گئے جن میں یہ اعلان کیا گیا کہ لنکن ڈگلس کی تقریر کا جواب دے گا عوام کی دلچسپی انتہا کو پہنچی ہوئی تھی وہ دو بجے سے

پہلے ہی ہال کی تمام سیٹوں پر بیٹھ چکے تھے اسی وقت ڈگلس بھی آ پہنچا وہ نہایت صاف ستھرا لباس پہنے ہوئے تھا جس میں کسی قسم کا نقص نظر نہ آتا تھا میری لنکن پہلے ہی سامعین میں موجود تھی۔ اس صبح گھر سے رخصت ہونے سے پہلے اس نے اچھی طرح لنکن کا کوٹ برش سے صاف کیا تھا۔ نیا کالر تیار کیا تھا اور احتیاط سے اس کی نکٹائی استری کی تھی اس کا جی چاہتا تھا کہ اسے دوران تقریر ان چیزوں کا بھی کچھ فائدہ پہنچے لیکن اس روز گرمی تھی اور لنکن جانتا تھا کہ حال میں کتنا حبس ہوگا۔ اس لئے وہ سٹیج پر بغیر کوٹ، ٹائی اور کالر کے پہنچا اس کی لمبی بھورے رنگ کی گردن اس کے بے ڈول جسم پر قمیض سے باہر نظر آتی تھی اس کے بال بکھرے ہوئے تھے اور بوٹ بوسیدہ تھے اس کی ڈھیلی ڈھالی پتلون پر گیلس لگا ہوا تھا۔ جس نے اسے سہارا دیا ہوا تھا میری لنکن اسے دیکھ کر شرما گئی۔ اسے بہت غصہ آیا اور وہ سخت پریشان ہوئی وہ مایوسی کی وجہ سے رونی صورت بنائے ہوئے تھی، کوئی شخص اندازہ نہیں لگا سکتا کہ وہ شخص جس کی بیوی اسے دیکھ کر شرم محسوس کرتی تھی اس شام ایسا مقام حاصل کرلے گا جس کی وجہ سے اسے ہمیشہ کی زندگی مل جائے گی۔ اس شام اس نے اپنی زندگی کی عظیم ترین تقریر کی اگر اس کی اس سے پہلے کی تمام تقریروں کو ایک کتاب میں جمع کیا جائے اور بعد کے زمانے کی دوسری کتاب میں جمع کی جائیں تو کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ دونوں کتابوں کی تقاریر ایک ہی شخص کی ہیں۔

اس روز لنکن کسی اور ہی حیثیت سے گفتگو کر رہا تھا اس کے دل میں بہت بڑے ظلم کی وجہ سے جوش پیدا ہو گیا تھا۔ وہ ایسی قوم کے حق میں بول رہا تھا جس پر ہر قسم کا

ظلم روا رکھا جاتا تھا اس کے دل پر اخلاقی عظمت اور بلندی کی وجہ سے نہایت گہرا اثر تھا اس نے غلامی کی تاریخ کا جائزہ لیا اور اپنی شعلہ نوا تقریر میں اس سے نفرت کرنے کی پانچ وجوہات بیان کیں لیکن اس نے عظیم رواداری کا ثبوت دیتے ہوئے اعلان کیا کہ جنوبی ریاستوں کے عوام کے متعلق اس کے دل میں کوئی تعصب نہیں۔ اگر ہمارے حالات بھی ان جیسے ہوتے تو ہم بھی ویسے ہوتے اگر ان میں غلامی کا رواج نہ ہوتا ہم فوری طور پر اسے ترک نہیں کریں گے جب جنوبی علاقوں کے لوگ یہ کہتے ہیں کہ وہ غلامی کی ابتدا کے ذمہ دار نہیں ہیں تو میں اس حقیقت کا اعتراف کرتا ہوں جب یہ کہا جاتا ہے کہ اس سے نجات حاصل کرنا آسان کام نہیں ہے تو میں ان کی تکلیف کو بھی سمجھتا ہوں، جو کام کرنے میں مجھے دشواری پیش نہ آئے۔ اس کے نہ کرنے کی وجہ سے میں کسی کو مورد الزام نہیں ٹھہراؤں گا۔ اگر مجھے دنیا کی تمام قوت حاصل ہو جائے تو پھر بھی میں نہیں کہوں گا کہ موجودہ غلامی کے دور میں اسے فوراً یکسر ختم کیا جا سکتا ہے تین گھنٹے تک اس نے ڈگلس کے سوالوں کا جواب دیا، اور اس کی مغالطہ آمیزی اور فریب کاری کا پردہ چاک کیا۔ یہ عظیم تقریر تھی اور اس کا عظیم اثر ہوا ڈگلس اسے سن کر چیں و جبیں ہوتا رہا۔ کبھی کبھی وہ کھڑا ہو جاتا اور لنکن کی تقریر میں مداخلت کرتا تھا۔

انتخاب کے انعقاد میں زیادہ عرصہ باقی نہ تھا۔ ترقی یافتہ ڈیموکریٹک پارٹی ڈگلس پر زبردست اعتراضات کر رہی تھی، اور جب الی نائز میں ووٹ ڈالے گئے تو ڈگلس مغلوب ہو گیا۔ اس زمانے میں ''سینیٹرز'' ۔۔۔۔ کا انتخاب قومی اسمبلی سے

ہوتا تھا اور الی نائز کی اسمبلی اس مقصد کے لئے 8 فروری 1855ء کو جمع ہوئی بیگم لنکن نے اس موقع پر اپنے لئے نیا لباس اور ہیٹ خریدا، اور اپنے نسبتی بھائی کے لئے بھی یہ اشیاء خریدیں تاکہ جب لنکن سینیٹر بنے تو وہ اس کی عزت افزائی اور استقبال کریں ایک حلقے میں لنکن نے تمام امیدواروں سے زیادہ ووٹ حاصل کئے کامیاب ہونے کے لئے اسے صرف چھ ووٹوں کی ضرورت تھی لیکن اس کے بعد وہ دوسرے حلقوں میں ہار گیا۔ اور ٹرمبل ۔۔۔۔۔ سینیٹر منتخب ہو گیا۔ ٹرمبل کی بیوی کے ساتھ میری لنکن کے بہت دیرینہ تعلقات تھے لیکن جب اس کے خاوند کی کامیابی کا اعلان کیا گیا، تو میری اپنی طبیعت پر قابو نہ رکھ سکی۔ اور عمارت سے باہر نکل گئی اور اتنی غصیل اور حاسد تھی کہ اس دن کے بعد اس نے ٹرمبل ۔۔۔۔ کی بیوی جولیا ۔۔۔۔۔ سے کبھی ملاقات نہ کی۔

لنکن بوجھل طبیعت کے ساتھ اپنے پرانے تاریک دفتر میں آ گیا۔ جس کی دیواروں پر روشنائی کی لکیریں تھیں اور جہاں کتابوں کی الماری پر مٹی میں بیج پھوٹ آئے تھے۔ ایک ہفتہ کے بعد اس نے اپنی گاڑی کو پھر دھکا لگایا۔ اور پریری کے میدانوں میں گھومنے لگا وہ گھر گھر پھرتا تھا سیاست اور غلامی کی باتیں کرتا تھا۔ اس کی طبیعت اپنے پیشے کی طرف نہ آتی تھی اب افسوس اور افسردگی کا غلبہ تھوڑے تھوڑے وقفے پر ہوتا تھا اور زیادہ دیر رہتا تھا ایک رات وہ ایک دیہاتی سرائے میں ایک اور وکیل کے ساتھ قیام کئے ہوئے تھا اس کا ساتھی صبح کے وقت اٹھا۔ اور لنکن کو چارپائی کے کنارے بیٹھا ہوا پایا وہ پریشان حال تھا اور کچھ بڑبڑا رہا تھا بالآخر جب وہ بولا تو اس

کے الفاظ یہ تھے ''میں تمہیں واضح طور پر بتاتا ہوں کہ یہ ملک زیادہ دیر تک ایسی حالت میں قائم نہیں رہ سکتا کہ آدھا حصہ تو آزاد ہو اور باقی نصف حصہ میں غلامی رائج ہو۔''

اس کے تھوڑے عرصے کے بعد ایک حبشی عورت سپرنگ فیلڈ میں اپنی قابل رحم کہانی سنانے اور امداد طلب کرنے کے لئے لنکن کے پاس آئی اس کے بیٹے کو کسی جرم میں جیل بھیج دیا گیا تھا وہ آزاد پیدا ہوا تھا۔ اور اب اسے جیل کے اخراجات ادا نہ کرنے کی وجہ سے غلام کی حیثیت سے بیچا جا رہا تھا۔ لنکن الی نائز کے گورنر کے پاس گیا اور اسے یہ واقعہ بتایا، لیکن اس نے جواب میں کہا کہ مداخلت کا نہ مجھے اختیار ہے اور نہ حق پہنچتا ہے اسی موضوع پر لوئی سی آنا۔۔۔۔کے گورنر نے ایک خط میں لنکن کو لکھا کہ وہ اس معاملے میں کچھ نہیں کر سکتا جب لنکن دوسری دفعہ الی نائز کے گورنر کے پاس گیا اور اسے اس معاملے میں مداخلت کی ترغیب دی، تو اس دفعہ بھی اس نے نفی میں سر ہلا دیا اس پر لنکن اپنی کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا اور غیر معمولی جوش کے ساتھ گورنر کو مخاطب کر کے کہا۔ ''خدا کی قسم! اس غریب لڑکے کو چھڑانے کے لئے تمہارے پاس قانونی اختیارات ہوں یا نہ ہوں، لیکن میں نے پختہ ارادہ کر لیا ہے کہ اس ملک کی سرزمین غلاموں کے مالکوں کے لئے اس قدر گرم کر دوں گا کہ وہ اس پر قدم نہیں رکھ سکیں گے'' اگلے سال لنکن کی عمر چھیالیس سال کی ہو گئی اس نے اپنے دوست وہاٹنی (Whitney) کو اعتماد میں لیتے ہوئے بتایا کہ اسے چشمے کی ضرورت پڑ گئی ہے اور اس نے ایک چشمہ ساڑھے سینتیس سینٹ میں خرید لیا۔

☆☆☆☆☆☆

امریکہ کا درخشندہ ستارہ

اب ہم 1858ء کے موسم گرما میں آ پہنچے ہیں اور ابراہام لنکن کو اپنی زندگی کا پہلے سے بڑے معرکے میں سرگرم پاتے ہیں ہم دیکھیں گے کہ وہ کس طرح صوبائی حدود سے نکل کر سیاسی جنگ میں ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی تاریخ کا درخشندہ ستارہ بنتا ہے۔

اب اس کی عمر انچاس برس ہے، اور اس وقت جدو جہد کے میدان میں اس نے کیا حاصل کیا تھا؟ کاروبار میں وہ ناکام رہا۔ شادی شدہ زندگی تیرہ و تاریک رہی۔ وکالت کے پیشے میں وہ خاصا کامیاب تھا۔ اور اس کی آمدنی ایک سال میں تین ہزار ڈالر تک تھی۔ لیکن سیاست میں جس میں کامیابی اس کی دلی خواہش تھی، وہ ناامیدی اور یاس کا شکار رہا۔ اس نے خود اقرار کیا ہے کہ ترقی کی دوڑ میں اسے ناکامی اور مکمل ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ اس زمانے کے بعد واقعات و حالات عجیب سرعت کے ساتھ تبدیل ہوئے۔ اس کی زندگی صرف سات سال باقی تھی۔ لیکن اس قلیل عرصے میں اس نے اس قدر شہرت اور عظمت حاصل کر لی جو رہتی دنیا تک قائم رہے گی۔

سیاسی میدان میں اس کا مقابلہ اے ڈگلس سے تھا۔ جس کے متعلق ہم جانتے ہیں کہ قوم اس کی پرستش کرتی تھی۔ بلکہ وہ بین الاقوامی شہرت کا مالک تھا۔ گزشتہ چار برسوں میں، جب سے مسوری کا عہد نامہ کالعدم ہوا تھا۔ اس نے حیرت انگیز ترقی کر لی تھی۔ اس نے ڈرامائی انداز میں سیاست کے میدان میں کارنامے سرانجام دیئے

تھے۔ واقعات نے یوں پلٹا کھایا کہ کینساس کی ریاست نے غلامی کی ایک طرفدار ریاست کی حیثیت سے یونین میں شامل ہونے کی درخواست کی۔ اسے اس حیثیت سے اجازت دی جا سکتی تھی، لیکن ڈگلس نے کہا نہیں۔ ایسا نہیں ہو سکتا کیونکہ جس اسمبلی نے قانون بنایا تھا۔ اس کے ممبر تو دھاندلی اور بندوق کی گولی کی مدد سے کامیاب ہوئے تھے۔ کینساس۔۔۔۔۔۔ کی نصف آبادی کا ووٹ نہیں بنا تھا۔ جس کے نتیجے میں وہ اپنی رائے کا اظہار نہیں کر سکے تھے۔ اس کے علاوہ پانچ ہزار غلامی کے حامی مغربی مسوری میں آباد تھے۔ جنہیں ووٹ ڈالنے کا حق نہیں دیا گیا تھا۔

وہ ریاست کے اسلحہ خانہ میں جا پہنچے اور اپنے آپ کو مسلح کر لیا۔ جھنڈے ہاتھوں میں لئے، بینڈ بجاتے ہوئے کینساس میں داخل ہوئے اور غلامی کے حق میں ووٹ دیا۔ سب انتخاب ہی بے حقیقت ہو کر رہ گیا تھا۔ اور یہ انصاف کی مسخ شدہ صورت تھی۔ جو غلامی کے حامی نہ تھے انہوں نے کیا کیا؟ وہ بھی اقدام کے لئے تیار ہو گئے۔ انہوں نے بھی اپنی بندوقیں صاف کیں رائفلوں کو تیل دیا اور چاند ماری کی مشق شروع کر دی، تا کہ ان کا نشانہ بہتر ہو سکے۔ وہ مارچ کرتے۔ ڈرل کرتے۔ اور شرابیں پیتے تھے انہوں نے خندقیں کھودلیں جال بچھا دیئے اور ہوٹلوں کو قلعوں میں تبدیل کر لیا۔ وہ ووٹ کے ذریعے انصاف حاصل نہ کر سکے تھے۔ اس لئے اب وہ میدان جنگ میں انصاف حاصل کرنے پر تلے ہوئے تھے۔

شمالی علاقے کے تقریباً ہر قریے اور گاؤں میں پیشہ ور مقررین نے چندہ جمع کرنا شروع کر دیا، تا کہ کینساس کے لئے اسلحہ خریدا جا سکے۔ ہنری وارڈ بیچر۔۔۔۔ نے

اعلان کیا کہ اس وقت کینساس کی نجات کے لئے بائبل کی نسبت بندوقوں کی زیادہ ضرورت ہے۔ صندوقوں میں اسلحہ بند کر کے مشرقی علاقوں سے بحری راستے سے لایا گیا۔ اور ان کے اوپر لکھا تھا۔ ''بائبل''

جب آزادی کی حامی ریاستوں کے پانچ آبادکار قتل کیئے گئے، تو ایک بوڑھا گڈریا جو انگوروں کی کاشت کرتا اور شراب بناتا تھا، جس کے مذہبی نظریات دیوانگی کی حد تک پہنچ گئے تھے ایک رات اٹھا اور کہا اب میرے لئے کوئی اور چارہ کار نہیں ہے۔ خدا کا فرمان یہی ہے کہ میں غلامی کے حامیوں کے لئے ایک مثال پیش کروں۔ اس کا نام جان براؤن ۔۔۔۔۔۔ تھا اور وہ اوساواٹومی ۔۔۔۔۔۔ میں رہتا تھا۔ ایک رات مئی کے مہینے میں اس نے کتاب مقدس کھولی۔ اپنے کنبے کو حضرت داؤد کی مناجاتیں پڑھ کر سنائیں۔ پھر وہ نماز کے لئے جھک گیا کچھ دعائیں پڑھنے کے بعد اپنے بیٹوں اور داماد کے ساتھ گھوڑے پر سوار ہوا۔ وہ پریری کے میدانوں کو پاٹتے ہوئے ایک شخص کے مکان میں جا پہنچے۔ جو غلامی کا حامی تھا۔ اس شخص اور اس کے دو بیٹوں کو ان کے بستروں سے گھسیٹ کر باہر نکالا، اور کلہاڑیوں کے ساتھ ان کے سر کھول دیئے۔ صبح ہونے سے پہلے بارش ہو گئی۔ اس لئے ان کے مغز کا کچھ حصہ پانی کے ساتھ بہہ گیا۔ اس واقعے کے بعد فریقین نے ایک دوسرے پر وار کرنے شروع کر دیئے۔ خنجر زنی اور قتل کی اتنی وارداتیں ہوئیں کہ تاریخ کے اس دور کو کینساس میں ''خون خرابہ کا دور'' کہا جاتا ہے۔

سٹیفن اے ڈگلس یہ بات اچھی طرح جانتا تھا کہ فریب کاری سے جو قانون بنایا

گیا ہے، وہ اس سیاہی چوس کے ٹکڑے کی حیثیت بھی نہیں رکھتا، جس کے ساتھ اس کی روشنائی خشک کی گئی تھی۔ اس لئے ڈگلس نے یہ مطالبہ کیا کہ کینساس کے عوام کو بذریعہ استصواب یہ فیصلہ کرنے کی اجازت ملنی چاہئے کہ وہ غلامی کے حامی رہ کر یونین میں شریک ہونا چاہتے ہیں یا غلاموں کی آزادی کے حق میں ہیں۔ یہ مطالبہ بالکل درست اور مبنی برحق تھا لیکن امریکہ کے پریذیڈنٹ جیمز بچنن۔۔۔ کو ایسا طریق کار گوارا نہ تھا۔ اس پر Buchnan اور ڈگلس میں جھگڑا ہو گیا۔ پریذیڈنٹ نے ڈگلس کو دھمکی دی کہ وہ اسے سیاسی اکھاڑے میں دھکیل دے گا۔ اور ڈگلس نے بھی اس کا ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا۔ ”خدا کی قسم! میں نے تمہیں اٹھایا تھا۔ اور میں ہی تمہیں گراؤں گا“ جب ڈگلس نے یہ بات کہی تو اس نے صرف دھمکی ہی نہیں دی بلکہ تاریخ کا رخ موڑ دیا۔ اس وقت اسے غلامی کو پوری قوت حاصل تھی اور اس کے بعد ڈرامائی انداز میں اس کا زوال شروع ہو گیا۔ جو مقابلہ شروع ہوا وہ صرف ایک انجام کی ابتدا تھی۔ اس کی اپنی پارٹی دو واضح حصوں میں بٹ گئی۔ جس کی وجہ سے 1860ء میں ڈیموکریٹک پارٹی مٹ گئی، اور لنکن کے لئے انتخاب نہ صرف ممکن بلکہ اٹل ہو گیا۔ جیسا کہ شمالی ریاستوں کے لوگ خیال کرتے تھے ڈگلس نے اصول اور بے غرض جدوجہد کی خاطر اپنے سیاسی مستقبل کو خطرے میں ڈال دیا تھا۔ الی نائز کے عوام اس وجہ سے اس کے گرویدہ تھے۔ اب وہ اپنی ریاست میں واپس آ گیا تھا۔ لوگ اس کی بے حد تعریف کرتے تھے۔ قوم کے نزدیک وہ بالکل قابل پرستش سمجھا جاتا تھا۔ شکاگو کے وہی عوام جو اس کے خلاف نعرے لگاتے اور

اس پر آوازے کستے تھے اور اس کی آمد پر ٹیڑھے جھنڈے لہراتے تھے۔ اور نفرت کے اظہار کے لئے گرجوں میں گھنٹیاں بجاتے تھے اب انہوں نے استقبالیہ کمیٹیاں ترتیب دے لی تھیں۔ اس کی آمد پر ایک سو بچاس توپیں داغی گئیں۔ سینکڑوں اس کے ساتھ مصافحہ کرنے کے لئے آپس میں الجھ پڑے۔ اور ہزاروں عورتوں نے اس کے قدموں میں پھول نچھاور کئے۔ عورتوں نے اس کے نام پر نوزائیدہ بچوں کے نام رکھے اور اس میں کوئی مبالغہ دکھائی نہیں دیتا کہ اس کے کچھ کٹر حواری اس کی خاطر تختہ دار پر چڑھنے کے لئے بھی تیار تھے۔ چالیس سال بعد بھی لوگ فخر سے "ڈگلس ڈیموکریٹس" کہتے تھے چند ماہ بعد ڈگلس فاتحانہ انداز میں شکاگو میں وارد ہوا۔ الی نائز کے لوگوں کو ایک سینیٹر کا انتخاب کرنا تھا۔ قدرتی طور پر ڈیموکریٹس نے ڈگلس کو امیدوار نامزد کیا۔ اور ریپبلکنز نے اس کے مقابلے میں ایک گمنام شخص "لیعنی لنکن" کو کھڑا کیا۔ انتخابی مہم کے دوران لنکن اور ڈگلس کا کئی جگہ مباحثہ ہوا۔ ان کے جھگڑے کی جڑ ایسا مسئلہ تھا جس کے متعلق ان میں بڑا جوش پایا جاتا تھا۔ ان کی تقاریر سننے کے لئے اتنا بڑا مجمع ہوتا تھا کہ تاریخ اس کی نظیر پیش نہیں کر سکتی تھی۔ کسی ہال میں اتنے سامعین نہیں سما سکتے تھے اس لئے جلسے شام کو درختوں کے نیچے میدانوں میں ہوتے تھے رپورٹر اور اخبار نویس ان کے تعاقب میں رہتے تھے اور ہیجان خیز خبریں اور رپورٹیں شائع کرتے تھے اب تمام قوم کی حیثیت سامعین کی تھی۔

دو سال بعد لنکن وائٹ ہاؤس میں پہنچ گیا تھا۔ ان مباحثوں نے اس کے لئے راستہ ہموار کر دیا تھا۔ اور اس کی شہرت کا موجب بن گئے تھے۔ مقابلے سے کئی ماہ

پہلے لنکن خیالات، نظریات، اور الفاظ کی تیاری کرتا رہا تھا۔ اور کاغذ کے ٹکڑوں، اخباروں کے حاشیوں اور کاغذی لفافوں پر لکھ لکھ کر مشق کرتا تھا وہ انہیں اپنے اونچے ہیٹ میں رکھ کر لئے پھرتا تھا اور بالآخر انہیں باقاعدہ کاغذ پر درج کر لیتا تھا ہر جملے کو بلند آواز سے پڑھتا۔ دوہراتا دوبارہ غور کرتا اور ان میں مناسب ترمیم کرتا رہتا تھا۔ جب تقریر کا مسودہ مکمل ہو جاتا، تو چند قریبی دوستوں کو دعوت دیتا اور سٹیٹ ہاؤس لائبریری میں ان کے سامنے تقریر کرتا تھا۔ ہر پیراگراف کے بعد اپنے دوستوں کی رائے لیتا۔ ان سے تنقید اور تشریح طلب کرتا تھا ان خطابات میں پیشین گوئیوں کا رنگ ہوتا تھا جیسے جس گھر میں اتفاق نہ ہو، وہ قائم نہیں رہ سکتا میں یقین سے کہتا ہوں کہ اس طرح یہ گورنمنٹ جس میں نصب ممبر غلامی کے حق میں ہیں اور نصف اس کے خلاف ہیں مستقل طور پر قائم نہیں رہ سکتی مجھے اس بات کی توقع نہیں کہ یونین ختم ہو جائے گی۔ مجھے یہ بھی توقع نہیں کہ کانگریس کا خاتمہ ہو جائے گا۔ لیکن مجھے یہ امید ضرور ہے کہ اب یہ منقسم نہیں رہیں گی یہ ایک ہی بات کے حق میں ہوں گی یعنی غلامی کے حق میں یا اس کے خلاف، جب اس نے یہ الفاظ پڑھے تو اس کے دوست چونکے ہو گئے اور بڑے حیران ہوئے کہ یہ کیسے بے ہودہ الفاظ ہیں۔ یہ الفاظ سن کر ووٹر بھاگ جائیں گے لنکن آہستگی سے اٹھا اور اس نے دوستوں کو بتایا کہ مضمون کے کس حصہ پر اس نے زیادہ توجہ دی ہے اور تقریر کے آخر پر اس نے یہ لکھا ہے کہ " جس گھر میں نفاق ہو وہ قائم نہیں رہ سکتا" یہ ایک ابدی حقیقت ہے جس میں کوئی تبدیلی ممکن نہیں اس سے لوگ خطرات سے پوری طرح آگاہ ہوں گے۔ میں نے اس

میں ترمیم کرنے اور نہ اسے تبدیل کرنے کے لئے تیار ہوں۔ اگر اس تقریر کی وجہ سے میرا زوال مقدر ہے تو میں سچائی کا ساتھ دیتے ہوئے اسے بخوشی قبول کرلوں گا۔ اگر میں سچائی اور انصاف کی وکالت کرتے ہوئے مر جاؤں، تو اپنے آپ کو خوش قسمت سمجھوں گا۔

کسانوں کے چھوٹے سے قصبہ اوناوہ میں 21 اگست کو پہلا مباحث ہوا۔ یہ شہر شکاگو سے پچھتر میل کے فاصلے پر ہے۔ ایک رات پہلے ہی لوگ آنا شروع ہو گئے ہوٹل پرائیویٹ مکانات اور اصطبل بھی کھچا کھچ بھرے ہوئے تھے اور وادی میں ایک میل کے رقبے میں کیمپوں کی آگ کے شعلے دکھائی دیتے تھے یوں معلوم ہوتا تھا گویا فوج پڑاؤ ڈالے ہوئے ہے اور حملہ کی تیاری کر رہی ہے جب دن چڑھا تو ٹریفک کا پھر سے تانتا بندھ گیا بے شمار لوگ بگھیوں پر، گھوڑا گاڑیوں پر اور پیدل چلے آرہے تھے اس روز شدید گرمی تھی۔ کئی ہفتوں سے موسم خشک تھا گردوغبار کے بگولے اٹھ کر فصلوں اور چراگاہوں کو اپنی لپیٹ میں لے رہے تھے دوپہر کے وقت سترہ کاروں کا ایک خاص قافلہ شکاگو سے آیا۔ یہ کاریں کھچا کھچ بھری ہوئی تھیں اور شوقین چھتوں پر بھی سوار تھے۔ تقریباً چالیس میل کے فاصلے سے ٹولیاں اپنے ساتھ بینڈ، ڈھول اور نرسنگھے لائی ہوئی تھیں ایک گروپ مارچ کر رہا تھا غیر سند یافتہ معالج مختلف قسم کے سانپوں کا مفت نظارہ کرا رہے تھے اور درد کو آرام پہنچانے والی ادویات بیچ رہے تھے۔ گداگر اپنے فن کا مظاہرہ کر رہے تھے ہوٹلوں کے سامنے مداری اور نٹ اپنے کرتب دکھا رہے تھے۔ جب آتش باز پٹاخے چھوڑتے، تو گھوڑے بدک کر بھاگ

کھڑے ہوتے بعض قصبوں میں ڈگلس کو چھ گھوڑوں کی شاندار بگھی میں بٹھا کر بازاروں میں گھمایا گیا۔ جگہ جگہ اس کی بگھی کے نمودار ہونے پر لوگ نعرے لگاتے اور پھر لگاتے ہی چلے جاتے تھے۔ لنکن کے ساتھیوں نے اس شان وشوکت کے ساتھ نفرت کا اظہار کرنے کے لئے اپنے امیدوار (لنکن) کو ایک گھاس کے چھکڑے پر سوار کرایا۔ جسے خچریں کھینچ رہی تھیں۔ اس سے پچھلے چھکڑے میں بتیس عورتیں سوار تھیں۔ ہر عورت ایک ریاست کی نمائندگی کر رہی تھی ان کے اوپر یہ ماٹو تھا ''سلطنت کا ستارہ مغرب کی طرف رواں ہے لڑکیوں کا لنکن کے ساتھ وہی تعلق ہے جو ان کی ماؤں کا وطن کی مٹی کے ساتھ ہے۔'' چبوترے تک پہنچنے کے لئے مقررین کمیٹی کے ممبران اور اخباروں کے رپورٹروں کو ہجوم میں سے راستہ بنانے میں نصف گھنٹہ لگا۔ لکڑی کے سائبان کی وجہ سے میں سورج کی تپش سے محفوظ رہا۔ کئی لوگ سائبان پر چڑھ گئے یہ ان کے بوجھ تلے دب گیا جو ڈگلس کی کمیٹی پر آ رہے۔

دونوں مقرر ہر لحاظ سے ایک دوسرے سے مختلف تھے۔ ڈگلس پانچ فٹ چار انچ، لنکن چھ فٹ چار انچ تھا۔ لنکن کی آواز میں ارتعاش تھا۔ لیکن چھوٹے آدمی کی آواز درمیانی تھی مگر اس میں لوچ تھا۔ ڈگلس کی شخصیت شاہانہ تھی لنکن بھدا اور بے ڈول تھا۔ ڈگلس کی شخصیت پرکشش تھی اور وہ بے حد مقبول تھا۔ لنکن کا پیلا زرد چہرہ افسردگی کی تصویر تھا۔ اور اس میں جسمانی پھرتی کی کمی تھی ڈگلس جنوبی نوآبادکار امیر تھا۔ اس نے صاف ستھری قمیض گہرے نیلے رنگ کا کوٹ، سفید پتلون اور سفید چوڑے

کنارے کا ہیٹ پہن رکھا تھا۔ اس کے مقابلے میں لنکن ایک گنوار معلوم ہوتا تھا اس کا لباس مضحکہ خیز تھا۔ اس کے بوسیدہ سیاہ کوٹ کی آستین بہت چھوٹی تھی۔ اس کی ڈھیلی ڈھالی پتلون بھی چھوٹی تھی۔ اور اس کا ہیٹ میلا، غلیظ اور زمانے کے اثرات سے متاثر تھا۔ ڈگلس کے مزاج میں مزاح کے لئے کوئی جگہ نہ تھی۔ لیکن لنکن اپنے زمانے کا سب سے بڑا دلچسپ قصہ گو تھا۔ ڈگلس جہاں کہیں جاتا اپنی پہلی تقریر ہی کو دہرا دیتا تھا۔ لیکن لنکن نفس مضمون پر بار بار غور کرتا تھا، یہاں تک کہ پرانی تقریر دہرانے کی نسبت نئی تقریر کرنا اس کے لئے آسان ہوتا تھا۔ ڈگلس مغرور تھا۔ شان و شوکت، شہنائیوں کا دلدادہ تھا۔ وہ خاص گاڑی میں سفر کرتا تھا، جو جھنڈیوں سے سجی ہوئی تھی اور اس کے پچھلے حصے میں پیتل کی ایک توپ رکھی ہوتی تھی جب وہ کسی شہر میں جاتا، اس کی توپ کے گولے چھوٹتے اور لوگوں کو معلوم ہو جاتا کہ ایک بڑا آدمی ان کے یہاں آ رہا ہے لیکن لنکن ایسی حرکات کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتا تھا، اور اسے آتش بازی قرار دیتا تھا۔ وہ دن کے وقت سامان لادنے والی گاڑیوں میں سفر کرتا تھا۔ جن میں پرانی چٹائیاں بچھی ہوتی تھیں اس کے پاس ایک چھتری ہوتی تھی جس کا دستہ نہیں تھا اور اسے رسی کے ساتھ باندھا ہوتا تھا ڈگلس موقع پرست تھا اس کا کوئی سیاسی اصول نہ تھا اس کا مقصد صرف انتخاب جیتنا تھا لیکن لنکن ایک بلند اصول کی خاطر جدوجہد کر رہا تھا اور ہار جیت اس کے نزدیک زیادہ اہمیت نہ رکھتی تھی۔ وہ صرف انصاف، رحم اور انجام کار فتح چاہتا تھا، لنکن کہتا ہے ''میری طرف یہ بات منسوب کی جاتی ہے کہ مجھے اقتدار اور ترقی کی خواہش ہے، لیکن خدا بہتر جانتا ہے کہ

اگر عہد نامہ مسوری پھر سے قائم ہو جائے اور غلامی کا مسئلہ ہو جائے تو میں بخوشی اس بات کو قبول کر لوں گا کہ جس وقت تک ہم دونوں زندہ رہیں، ڈگلس برسر اقتدار رہے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے سینیٹ (Senate) میں میں ممبر بنتا ہوں یا ڈگلس ممبر بنتا ہے۔ جو مسئلہ درپیش ہے، وہ ذاتی مفاد اور سیاسی طالع آزمائی سے کہیں بڑا ہے، اور یہ مسئلہ اس وقت بھی موجود ہوگا جب میں اور ڈگلس اس دنیا میں موجود نہیں ہوں گے اور ہماری زبانیں گنگ ہوں گی۔''

اس مباحثے کے موقعے پر ڈگلس اپنے نقطۂ نگاہ کو یوں واضح کرتا تھا کہ ہر ریاست کو یہ حق ہے کہ وہ غلامی کے حق میں یا اس کے خلاف کثرت رائے سے فیصلہ کرے اس کا رسمی نعرہ یہ تھا کہ ہر ریاست کو اپنی ذمہ داری کا خود خیال رکھنا چاہیے، اور پڑوسیوں کو اس کے معاملات میں دخل اندازی نہیں کرنی چاہیے اس کے برخلاف لنکن اپنے نقطۂ نگاہ کی یوں وضاحت کرتا تھا۔ ''جج ڈگلس کے خیال میں غلامی درست ہے، اور میرے خیال میں یہ درست نہیں ہے اس جھگڑے کا فیصلہ درکار ہے وہ کہتا ہے کہ جو لوگ پسند کریں وہ غلام رکھ سکتے ہیں لیکن اگر غلامی صحیح ہے تو انہیں ایسا کرنے کا حق پہنچتا ہے۔ اگر غلامی ہی درست نہیں تو لوگوں کو غلط چیز اختیار کرنے کا کوئی حق نہیں۔ اس بات کی کوئی حیثیت نہیں کہ ایک ریاست غلاموں سے کھیتی باڑی کا کام لیتی ہے یا مویشیوں کا کام لیتی ہے۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ بنی نوع انسان کا بیشتر طبقہ غلامی کو بہت بڑا اخلاقی روگ سمجھتا ہے۔''

ڈگلس نے ریاست میں جگہ جگہ دورے کیے اور چیخ چیخ کر لوگوں کو بتایا کہ لنکن

حبشیوں کو برابری کا درجہ دیتا ہے لنکن نے اس کا ترت جواب دیا اس نے کہا کہ یہ بات بالکل غلط ہے میں تو صرف یہ کہتا ہوں کہ اگر تم غلاموں کو اچھا نہیں سمجھتے تو انہیں آزاد چھوڑ دو۔ اگر خدا نے انہیں تھوڑا رزق دیا ہے تو انہیں اسی سے مطمئن ہونے دو کئی لحاظ سے وہ میرے برابر نہیں، لیکن زندہ رہنے، آزادی کے ساتھ پھرنے اور خوشحالی چاہنے کی کوشش کرنے میں انہیں میرے برابر درجہ حاصل ہے۔ انہیں حق پہنچتا ہے کہ وہ اپنے ہاتھ سے اپنے منہ میں نوالہ ڈالیں جو انہوں نے کمایا ہے۔ اس لحاظ سے وہ کسی بھی آزاد شخص کے برابر ہیں اور جج ڈگلس کے بھی برابر ہیں۔

کئی مباحثوں میں ڈگلس نے لنکن پر الزام لگایا کہ وہ سفید فام اور سیاہ فام کے رشتے ناطوں اور شادیوں کے حق میں ہیں لنکن کو بار بار اس الزام کی تردید کرنی پڑی اس نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے چونکہ مجھے ایک غلام عورت پسند نہیں، اس لئے مجھے اس کے ساتھ شادی کرنی چاہئے میری عمر پچاس سال ہو چلی ہے میں نے نہ کبھی حبشی عورت کو غلام بنایا ہے، نہ اس کے ساتھ شادی کی ہے۔ سفید فام لوگوں کے لئے شادی کے لئے سفید فام عورتیں کافی ہیں۔ اور سیاہ فام لوگوں کے لئے سیاہ فام عورتیں کافی ہیں۔ اور خدا کے لئے انہیں اس طرح شادی کرنے کی اجازت دے دو۔

ڈگلس اپنے دلائل سے لوگوں کو دانا فریب میں لانا چاہتا تھا۔ لنکن نے کہا کہ " اس کے دلائل کی حیثیت کبوتر کے سایہ کی مانند ہے جسے ابال کر سوپ بنایا گیا۔ وہ مغالطہ آمیز دلائل دیتا تھا۔ اور غلط بات کو صحیح ثابت کرنے کی کوشش کرتا تھا۔ ایسے

دلائل کے متعلق لنکن نے کہا کہ ان دلائل کا جواب دینا گویا بے وقوف بننا ہے ڈگلس جو باتیں کہتا تھا وہ سچی نہیں تھیں اسے علم ہے کہ وہ سچی نہیں ہیں۔ پھر بھی وہ لوگوں کو کہے جاتا ہے لنکن کہتا تھا اگر کوئی شخص یہ کہتا چلا جائے کہ دو اور دو چار نہیں ہوتے، تو میں اسے ایسا کہنے سے روک نہیں سکتا۔ میں جج ڈگلس کو جھوٹا نہیں کہتا لیکن جب میں اس کے روبرو ہوتا ہوں مجھے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ اس کے علاوہ میں اسے کیا کہوں۔"

اس طرح کشمکش جاری رہی، روز بہ روز لنکن ڈگلس پر حملے کرتا رہا۔ ایک شخص فریڈرک ڈگلس جو مشہور سیاہ فام خطیب تھا۔ الی نائز پہنچا۔ اور وہ بھی ابراہام لنکن کے ساتھ شامل ہو گیا۔ ری پبلی کن پریس میں اسے ملمع ساز کے نام سے یاد کیا گیا۔ ڈگلس کی اپنی پارٹی میں بھی انتشار پیدا ہو گیا۔ جس کی وجہ سے اسے سخت مشکلات کا سامنا ہوا۔ مایوسی کے عالم میں اس نے اپنے دوست لنڈر (Lnider) کو لکھا کہ دوزخ کے شکاری کتے میرا راستہ روکے ہوئے ہیں، اور ان کا مقابلہ کرنے میں میری مدد کرو۔ اس تار کی ایک نقل آپریٹر نے ری پبلکن پارٹی کو دے دی۔ اور یہ تار بیسیوں اخباروں میں شائع ہو گیا۔ ڈگلس کے دشمن بے حد مسرور تھے اور جس وقت تک وہ زندہ رہا اسے "خدا کے لئے لنڈر" کے نام سے یاد کیا جاتا رہا۔ انتخاب کی رات لنکن تار گھر کے دفتر میں رہا۔ اور وہاں انتخاب کے نتائج پڑھتا رہا۔ جب اس نے دیکھا کہ وہ ہار گیا ہے، تو وہ گھر کی طرف چل پڑا۔ اس وقت گھٹا ٹوپ اندھیرا تھا اور ہر طرف تاریکی چھائی ہوئی تھی اس کے گھر کے راستے میں پھسلن تھی اور یہاں کثرت سے سور پائے جاتے تھے اچانک ایک پاؤں دوسرے سے جا ٹکرایا لیکن جلد

ہی اس نے اپنا توازن قائم کرلیا اس نے کہا یہ پھسلاہٹ ہے، زوال نہیں ہے۔

چند دنوں کے بعد اپنے متعلق الی نائز کے اخبار میں ایک اداریہ پڑھا۔ جس میں درج تھا کہ عزت ماب لنکن بال شبہ نہایت بدقسمت سیاستدان ہے جس نے ترقی کے لئے الی نائز میں کوشش کی اس نے جو قدم سیاسی رنگ میں اٹھایا۔ اس میں بری طرح ناکام رہا۔ اپنی سیاسی سکیموں میں وہ اتنی دفعہ پٹ چکا ہے کہ اگر کوئی معمولی آدمی ہوتا تو وہ زندہ ہی نہ رہ سکتا۔ بہت سے لوگ جو اس کے لیکچر سنا کرتے تھے اسے کہتے تھے کہ وہ مختلف عنوان پر لیکچر تیار کرے اور اس طرح کچھ رقم کما لے۔ اس نے ایک لیکچر دریافتوں اور ایجادوں کے عنوان سے تیار کیا ''بلومنگٹن'' میں ایک ہال کرائے پر لیا۔ ایک نوجوان لڑکی کو ٹکٹ بیچنے پر دروازے پر کھڑا کیا۔ لیکن کوئی شخص بھی اس کا لیکچر سننے نہ آیا اب وہ اپنے تاریک اور گندے دفتر میں آ گیا جہاں دیواروں پر سیاہی کی لکیریں پڑی تھیں اور پودوں کے بیج کتابوں کی الماری کے اوپر گردوغبار میں پھوٹ رہے تھے اس کا واپس آنا بروقت ثابت ہوا کیونکہ اس نے چھ ماہ سے اپنے پیشے کی طرف دھیان نہیں دیا تھا اور کچھ نہیں کمایا تھا اس کے پاس کوئی رقم نہ تھی اور اسے قصاب اور پنساری کے بل کی ادائیگی کرنا تھی۔ اس نے پھر سے اپنا پرانا کاروبار شروع کر دیا وہ اپنی گاڑی میں بیٹھ کر گشتی عدالت کا پیچھا کیا کرتا۔ نومبر کا مہینہ تھا ہوا کی سرد لہر آ رہی تھی اس کے سامنے خاکستری آسمان پر جنگلی بطخیں جنوب کی طرف اڑتی ہوئی دکھائی دیتیں۔ کبھی کوئی خرگوش تیزی سے سڑک عبور کر جاتا دور جنگل میں کہیں کوئی بھیڑیا چیختا۔ لیکن یہ اداس انسان اپنی بگھی میں چلتا چلا جاتا۔ وہ

کسی کی آواز نہیں سنتا تھا۔ اور نہ اپنے ماحول سے باخبر تھا وہ گھنٹوں تک اپنا سفر جاری رکھتا۔ اس کی ٹھوڑی اس کے سینے کے ساتھ لگی ہوتی۔ وہ خیالات میں کھویا ہوا اور افسردگی کے سمندر میں غرق ہوتا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆

لنکن کی پہلی کامیابی

1860ء میں جب پریذیڈنٹ کے عہدہ کے لئے امیدوار نامزد کرنے کی غرض سے شکاگو میں نو تشکیل کردہ ری پبلکن پارٹی کا اجلاس ہوا تو ابراہام لنکن کی کامیابی کا کسی کو وہم و گمان بھی نہ تھا۔ تھوڑا ہی عرصہ پیشتر اس نے نہایت صفائی سے ایک اخبار کے ایڈیٹر کو تحریر کیا کہ میں اپنے آپ کو اس عہدے کے لئے مناسب خیال نہیں کرتا۔ 1860ء تک یہ بات زبان زد خلائق تھی کہ یہ عزت نیویارک کے ولیم ایچ سیورڈ۔۔۔۔۔ کے حصے میں آنے والی ہے۔ اس کے خلاف رائے رکھنے کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں تھی۔ کیونکہ غیر رسمی استصواب میں اسے باقی تمام امیدواروں سے بھی دگنے ووٹ ملے تھے بعض نمائندے تو ابراہام لنکن کو بالکل جانتے ہی نہیں تھے۔

اتفاق سے کنونشن سیورڈ۔۔۔۔۔ کی انسٹھویں یوم پیدائش پر منعقد ہوا اسے پورا یقین تھا کہ اس اہم موقعے پر نامزدگی اس تحفے کے طور پر پیش کی جائے گی اسے اپنی کامیابی کا اس قدر یقین تھا کہ اس نے ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے سینٹ۔۔۔۔ کے ممبروں کو نظر انداز کر کے اپنے دلی دوستوں ہی کو ضیافت پر بلایا۔ اس موقعے کے لئے ایک توپ کرائے پر لے کر اپنے مکان کے سامنے والے صحن میں نصب کر لی اس کی نالی آسمان کی طرف تھی اور یہ بارود سے بھری ہوئی پر مسرت خبر شہر کی فضا میں بکھیرنے کے لئے تیار تھی اگر جمعرات کو ووٹ ڈالے جاتے تو لازماً یہ توپ داغی جاتی اور قوم کی تاریخ موجودہ تاریخ سے مختلف ہوتی۔ لیکن صبح ووٹ نہ

ڈالے جا سکے۔ کیونکہ وہ پرنٹرز کنونشن میں جاتے ہوئے راستے میں غالباً ایک پیگ شراب کے لئے رک گیا۔ اور وہ لیٹ ہوگیا نتیجہ یہ نکلا کہ کنونشن کوئی کام نہ کرسکی۔ ہال میں مچھر بہت زیادہ تھے اور گرمی بھی شدت کی تھی، فضا میں گھٹن تھی اس کے علاوہ نمائندے بھوکے اور پیاسے بھی تھے کسی نے مجلس ملتوی کرنے کی تجویز پیش کی جسے سب نے منظور کرلیا اس طرح مجلس ملتوی ہوگئی۔ دوبارہ کنونشن کے منعقد ہونے میں سترہ گھنٹے کا وقفہ پڑ گیا بادی النظر میں سترہ گھنٹے کا وقفہ کوئی زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔ لیکن یہ سترہ گھنٹے سیورڈ کی زندگی تباہ کرنے اور لنکن کو تاریخی حیثیت دینے کے لئے کافی ثابت ہوئے۔ سیورڈ (Seward) کی زندگی کو تباہ کرنے کا باعث ہارس گریلی (Harce Greely) تھا جو عجیب وغریب شخصیت کا مالک تھا وہ لنکن کے حق میں کچھ نہیں کر رہا تھا۔ وہ تو صرف ولیم سیورڈ (William Seward) کے ساتھ پرانا حساب چکانا چاہتا تھا۔ لیکن بعد میں سیورڈ نے اسے بری طرح نظر انداز کردیا تھا۔ جس کا اسے بہت دکھ تھا۔ اس نے نیویارک کا پوسٹ ماسٹر بننے کی خواہش کی، لیکن سیورڈ کے منیجر ویڈ (Weed) نے اس کی سفارش نہ کی۔ پھر اس نے نیویارک کا لیفٹیننٹ گورنر بننے کے لئے اپنی خدمات پیش کیں تو ویڈ نے نہ صرف انکار کردیا بلکہ ایسے رنگ میں جواب دیا، جو اس کے دل میں ہمیشہ کھٹکتا رہا بالآخر جب معاملہ ہارس۔۔۔۔ کی برداشت سے باہر ہوگیا، تو وہ ایک دن ڈٹ کر بیٹھ گیا۔ اور سیورڈ کو ایک طویل خط لکھا۔ جو کتاب کے سات صفحات سے کم نہ تھا۔ اس کے ہر پیراگراف سے نفرت اور تلخی ٹپکتی تھی یہ دل جلانے والا پیغام 11 نومبر 1854ء کی رات کو قلم بند

کیا گیا اب 1860ء تھا گویا پورے چھ سال بعد گری لی۔۔۔۔۔۔کو بدلہ لینے کا موقع ملا ظاہر ہے کہ جس موقعے کے لئے وہ ایک لمبے عرصے سے منتظر تھا اس نے پورا پورا فائدہ اٹھایا ہوگا اس نے جمعرات کو جب کنونشن کے ممبران شکاگو میں تفریح کر رہے تھے بالکل آرام نہیں کیا بلکہ سورج غروب ہونے سے طلوع آفتاب تک یکے بعد دیگرے ہر ممبر کے پاس پہنچا۔اس کے ساتھ بحث مذاکرہ کرتا رہا، اور اپنے دلائل کا جادو چلاتا رہا اس کا اخبار نیویارک ''ٹریبون'' تمام شمالی علاقے میں پڑھا جاتا تھا اس سے زیادہ کسی اور اخبار کا عوام کے اذہان پر اثر نہیں تھا۔وہ ایک مشہور ترین آدمی تھا وہ جہاں بھی جاتا، لوگ خاموش ہو جاتے۔اور نمائندے عزت و احترام سے اس کی باتیں سنتے تھے اس نے سیورڈ۔۔۔۔۔۔کے خلاف ہر قسم کے دلائل دیئے اس نے بار بار فراطیشی نظام کو ناکارہ قرار دیا تھا۔

1830ء میں سینیٹ میں وہ اینٹی فراطیشی ٹکٹ پر کامیاب ہوا تھا۔جس کی وجہ سے اس کے خلاف سخت نفرت نے جنم لیا پھر جب وہ گورنر بنا تو اس نے عوامی سکول کے فنڈ کو برباد کیا اور اسی طرح غیر ملکی اور کیتھولک کے علیحدہ سکول بنانے کی مخالفت کی اس کی وجہ سے اس کے خلاف نفرت کا طوفان اٹھ کھڑا ہوا Greeley نے واضح طور پر بتا دیا کہ جو نمائندے سیورڈ کو منتخب کرنا چاہتے ہیں، وہ عوام کے جذبات سے بالکل ناواقف ہیں۔عوام تو اس کی بجائے ایک شکاری کتے کو ووٹ دینا پسند کریں گے۔مزید برآں (Greeley) نے بتایا کہ سیورڈ زبردست ہنگامہ پرور ہے۔اور اس کا پروگرام خون خرابہ کرانے کا ہے۔قوانین سے متعلق اس کی آئین سے بالا

گفتگو سرحدی ریاستوں کو خوف زدہ کردے گی۔ اور وہ اس کے خلاف ہو جائیں گی ان ریاستوں میں جو لوگ ملازمت کے امیدوار ہیں۔ انہیں آپ کے سامنے پیش کروں گا اور وہ میری باتوں کی تصدیق کریں گے۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا جس کی وجہ سے اشتیاق انتہا تک پہنچ گیا۔

پنسلوینیا ۔۔۔۔ اور انڈیانا ۔۔۔۔۔ کے چمکیلی آنکھوں والے گورنری کے امیدواروں نے مٹھیاں بھینچتے ہوئے اعلان کیا کہ سیورڈ کی نامزدگی ریاستوں کی مکمل تباہی کا باعث ہوگی۔ اس پر ریپبلکنز نے محسوس کیا کہ اگر کامیابی درکار ہے تو ان ریاستوں کو ساتھ ملانا ضروری ہے۔ چنانچہ جو سیلاب اچانک سیورڈ کی طرف بہہ رہا تھا، ختم گیا۔ اس موقع پر لنکن کے دوست پہنچ گئے اور جو نمائندے سیورڈ کے خلاف ہو گئے تھے انہیں لنکن کے حق میں ہموار کرنے لگے۔ ڈیموکریٹس نے تو ڈگلس ہی کو نامزد کرنا تھا اور ڈگلس کا مقابلہ کرنے کے لئے لنکن سے بہتر اور کوئی شخص نہیں ہو سکتا تھا۔ لنکن کینٹکی میں پیدا ہوا تھا۔ اس لئے وہ سرحدی ریاستوں کی حمایت حاصل کر سکتا تھا۔ وہ ایسا شخص تھا جس کی شمال مغربی علاقوں کو ضرورت تھی۔ اس نے ادنی سے ادنی کام بھی اپنے ہاتھ سے کیا تھا وہ عوام میں سے تھا اور عوام کے مسائل او رحالات سے خوب واقف تھا۔ جب اس قسم کے دلائل نے کام نہ کیا۔ تو انہوں نے انڈیانا کے نمائندگان کو خرید لیا۔ ان سے وعدہ کر لیا کہ کیلب بی سمتھ (Caleb. B. Smith) کو کیبنٹ میں عہدہ دیں گے اس کا مقام لنکن کا دایاں پہلو ہوگا۔

جمعہ کے روز صبح کے وقت ووٹ ڈالنے کا کام شروع ہوا۔ چالیس ہزار شائقین

شکاگو میں جمع تھے ان میں سے دس ہزار ہال کے اندر تھے تیس ہزار باہر بازاروں اور گلیوں میں مجسمہ انتظار بنے کھڑے تھے پہلے بکس میں سیورڈ جیت گیا دوسرے میں پنسلوینیا نے پچاس ووٹ لنکن کے حق میں ڈالے۔ اس کے بعد تعطل شروع ہو گیا تیسرے میں تو زبردست بھگدڑ مچی تھی ہال کے اندر دس ہزار افراد جوش و خروش میں نیم پاگل ہو کر، اپنی سیٹوں سے اچھلتے، چیختے چلاتے۔ اور ایک دوسرے کے سروں پر ہیٹ مارتے تھے۔ اس وقت چھت پر رکھی ہوئی توپ داغی گئی اور باہر 30000 ہزار کے ہجوم نے نعرے لگانے شروع کر دیئے۔ لوگ ایک دوسرے سے گلے ملتے اور آپے سے باہر ہو کر ناچتے، روتے، ہنستے اور چیختے تھے۔ Termont House پر سو توپوں نے دہانے کھول دیئے۔ ہزاروں گھنٹیاں ایک ساتھ بجنے لگیں۔ ریلوے انجنوں دخانی کشتیوں اور فیکٹریوں کے سائرن اکٹھے گونجنے لگے اور تمام دن چیختے رہے۔ شکاگو ''ٹربیون'' نے لکھا کہ جب سے جیری چو ۔۔۔۔۔ کی فصیل گری ہے۔ اس قیامت خیز شور کی مثال نہیں ملتی۔ ہوریس جیلے نے جرلوویڈ ۔۔۔ کو آنسو بہاتے دیکھا آخر Greeley نے عقل مندی سے اپنا بدلہ لے ہی لیا۔

اس عرصے میں سپرنگ فیلڈ کا کیا حال تھا؟ اس صبح حسب معمول لنکن اپنے دفتر گیا اس نے ایک مقدمہ کی تیاری کی بے قراری کی وجہ سے وہ اپنی توجہ اس مقدمے کی طرف مبذول نہ کر سکا۔ اس لئے اس نے سٹور کے پیچھے جا کر نٹ ۔۔۔۔۔ لگایا اور بلیرڈ ۔۔۔۔ کی ایک یا دو بازیاں لگائیں۔ اس کے بعد وہ ''سپرنگ فیلڈ جرنل'' کے دفتر میں نامزدگی کی خبر سننے چلا گیا۔ ٹیلی گراف کا دفتر بالا خانے میں تھا۔ وہ

دوسرے بکس کے متعلق گفتگو کر ہی رہا تھا کہ اپریٹر سیڑھیوں سے آ دھمکا اور چیختے ہوئے کہا لنکن تم نامزد ہو گئے ہو۔ لنکن کے نچلے ہونٹ میں معمولی سا ارتعاش پیدا ہوا۔ اس کا چہرہ دمک اٹھا۔ اور چند سیکنڈ کے لئے اس نے سانس لینا بند کر دیا یہ اس کی زندگی کا سب سے زیادہ ڈرامائی لمحہ تھا انیس برسوں کی مایوس کن شکستوں کے بعد وہ اچانک کامیابیوں کی خمیدہ بلندیوں تک جا پہنچا تھا۔ لوگ بازاروں میں ادھر ادھر دوڑتے پھرتے تھے میئر ۔۔۔۔ نے توپ کے ایک سو گولے چھوڑنے کا حکم دیا۔ بہت سے پرانے دوست لنکن کے گرد جمع ہو گئے انہوں نے لنکن سے ہنستے اور چیختے ہوئے مصافحہ کیا جذبات سے مغلوب ہو کر فضا میں اپنے ہیٹ اچھالنے لگے۔ لنکن نے ان سے کہا! نوجوان ساتھیو! معاف کیجئے مجھے ایک چھوٹے قد کی عورت سے بھی ملاقات کرنی ہے جو ایتھ سٹریٹ ۔۔۔۔ میں مقیم ہے اسے یہ خبر سننے کی زیادہ ضرورت ہے اس پر وہ روانہ ہو گیا۔ اس کے عشائیہ لباس کا دامن اس کے پیچھے لٹکتا جا رہا تھا۔

رات بھر سپرنگ فیلڈ کے بازار روشن رہے اور دکانیں کھلی رہیں۔ زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ ساری قوم یہ گانا گا رہی تھی۔

''بوڑھا ایب لنکن جنگل سے نکل آیا ہے اور الی نائز میں وارد ہو گیا ہے۔''

☆☆☆☆☆☆

وائٹ ہاؤس کا سفر

سٹیفن اے ڈگلس لنکن کو وائٹ ہاؤس تک پہنچانے میں سب سے زیادہ مددگار ثابت ہوا۔ اس نے اپنی پارٹی کے تین حصے کر دیئے، اور تینوں کے لئے لنکن کے مقابلے میں الگ الگ امیدوار کھڑے کر دیئے۔ چونکہ مدمقابل تقسیم ہو گئے تھے اس لئے لنکن کو فائدہ پہنچا اور وہ کامیاب ہو گیا۔ تاہم اسے یہ خدشہ تھا کہ اس کے اپنے حلقہ میں سے کامیابی نہیں ہو سکے گی۔ اس نے قبل از وقت ہی ایک کمیٹی بنائی، اور اس کے ممبران کو گھر گھر بھیجا یہ کمیٹی لنکن کے لئے رائے عامہ کو ہموار کرتی تھی اس کی رپورٹ کے مطابق سپرنگ فیلڈ میں تئیس وزیر اور مذہبی علوم کے فاضل تھے جو آخر دم تک اس کے مخالف رہے۔ اس طرح ان کے بہت سے کٹر پیروکار بھی لنکن کے حق میں رائے دینے کو تیار نہ ہوئے۔ لنکن نے بڑے تلخ الفاظ میں اس حقیقت کی وضاحت کی ہے "وہ سمجھتے ہیں کہ ان کا ایمان بائبل پر ہے اور وہ خدا ترس عیسائی ہیں جب کہ انہیں اس بات کی پرواہ نہیں کہ غلامی قائم رہتی ہے یا ختم ہوتی ہے۔" لیکن میں جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اور بنی نوع انسان کو اس مظلوم طبقے کا ضرور پاس ہے اگر انہیں اس کا پاس نہیں، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے بائبل کی تعلیم کو ہرگز نہیں سمجھا۔ آپ یہ سن کر حیران ہوں گے کہ لنکن کے جملہ رشتہ داروں نے (والدہ اور والد کی طرف سے) سوائے ایک کے سب نے اس کے خلاف ووٹ دیا۔ اس لئے کہ وہ سب ڈیموکریٹک پارٹی سے منسلک تھے لیکن لنکن قلیل ووٹوں کے باوجود جیت

گیا اس کے مخالفوں کے ووٹ اس کے دو کے مقابلے میں تین تھے، یہ گروہی کامیابی تھی اس کے دو لاکھ ووٹوں میں سے اسے جنوبی ریاستوں سے صرف چوبیس ہزار ووٹ ملے۔ اگر بیس ووٹوں پر ایک کی کمی ہو جاتی تو انتخاب کا ادارہ مجلس قانون ہوتا ایسی صورت میں ڈگلس کامیاب ہوتا۔ نو جنوبی ریاستوں میں سے ایک ووٹ بھی لنکن کے حصہ میں نہ آیا بلاشبہ یہ بہت برا شگون تھا۔

لنکن کے انتخاب کے فوراً بعد کیا ہوا؟ یہ جاننے کے لئے ہمارے لئے مناسب ہے کہ شمالی علاقہ کی اس تحریک کا جائزہ لیں، جو طوفان کی مانند اٹھی۔ تیس سال سے جنوبی لوگوں کا ایک گروہ غلامی کے خلاف جوش و خروش سے سرگرم عمل تھا۔ اور یہ ملک کو جنگ کے لئے تیار کر رہا تھا اس عرصے میں بے انتہا جذباتی لٹریچر پریس کے ذریعہ شائع ہوا۔ لیکچرار معاوضہ لے کر شہروں، قصبوں اور دیہاتوں کا دورہ کرتے رہے، اور شمالی علاقوں میں غلاموں کے لباس کے غلیظ چیتھڑے، ان کی بیڑیاں اور زنجیریں خون آلود کوڑے نوکدار کالر اور دیگر اذیت پہنچانے والے آلات لوگوں کو دکھاتے اور ان پر کئے جانے والے ظلم و ستم کی داستان، دردانگیز انداز میں سناتے رہے۔ 1839ء میں امریکہ کی غلامی کی مخالف سوسائٹی نے ایک کتاب ''امریکی غلامی'' کے نام سے شائع کی، جس میں ایک ہزار شاہدین کے بیانات درج تھے جن میں بتایا گیا تھا کہ غلاموں پر کس قدر بہیمانہ مظالم روا رکھے جاتے رہیں۔ گرم لوہے کے ساتھ جو آگ کے انگارے کی طرح سرخ ہوتا انہیں داغ دیا جاتا۔ ان کے دانت اکھاڑ دیئے جاتے انہیں چاقوؤں سے زخمی کیا جاتا اور انہیں خونی کتوں سے

نچوایا جاتا تھا۔ بچوں کو ماؤں سے جدا کر دیا جاتا۔ اور انہیں منڈی میں بیچ دیا جاتا جو عورتیں زیادہ بچے پیدا نہیں کرتی تھیں انہیں کوڑوں کی سزا دی جاتی۔ طاقت ور بڑے کٹے سفید فام مردوں کو ان کے ساتھ چسپد کیا جاتا تھا۔ کیونکہ نکھرے ہوئے رنگ کے بچوں کے دام منڈی میں زیادہ مل سکتے تھے غلامی کے خلاف سب سے زیادہ جذبہ پیدا کرنے والی چیز مخلوط نسل پیدا کرنے کا طریق کار تھا کیونکہ اس سے بداخلاقی اور بے حیائی کا بند ٹوٹ گیا تھا۔

Wendell Phillips نے اعلان کیا کہ جنوبی حصہ ایسا ادارہ ہے جہاں نصف لاکھ عورتوں کو مجبوراً بدکار بننا پڑتا ہے اس سلسلے میں ایسی نفرت انگیز کہانیاں شائع ہوئیں جنہیں دوبارہ شائع کرنے کی تہذیب اجازت نہیں دیتی غلاموں کے مالکوں پر بھی یہ الزام تھا کہ وہ مخلوط النسل لڑکیوں کے ساتھ بدکاری کرتے ہیں اور داشتہ بنانے کے لئے دوسرے لوگوں کے پاس فروخت کر دیتے ہیں سٹیفن ایس فاسٹر (Stephen. S. Foster) نے انکشاف کیا کہ جنوب میں پچاس ہزار عورتیں میتھوڈسٹ چرچ (Methodist Church) کی ممبر ہیں اور انہیں بد اخلاقی کی زندگی گزارنے کے لئے مجبور کیا جاتا ہے۔ اور میتھوڈسٹ مبشرین اس لئے غلامی کی حمایت کر رہے ہیں کہ وہ خود ان عورتوں کو داشتہ بنانا چاہتے ہیں۔

1850ء میں لنکن نے بھی ڈگلس کے ساتھ ایک مباحثے کے دوران میں بتایا تھا کہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں مخلوط النسل لوگوں کی آبادی 405751 ہے اور یہ سب سیاہ فام غلام اور سفید فام آقا کے تخلط کی پیداوار ہیں۔ آ ئین غلاموں کے

آقاؤں کی طرف داری کرتا تھا۔ اس لئے غلامی ختم کرنے والے آئین کو موت کا پروانہ اور دوزخ کا عہد نامہ قرار دیتے تھے غلامی کے خاتمے سے متعلق جو لٹریچر موجود ہے، اس میں سب سے زیادہ موثر وہ کتاب ہے جو دینیات کی ایک پروفیسر نے تصنیف کی اس کا نام ''چچا ٹام کیبن'' ہے اس کتاب نے غلاموں کی زندگی کی ہو بہو تصویر کھینچ کر رکھ دی ہے۔ اور لاکھوں قارئین کے جذبات کو برانگیختہ کیا اور ان پر جادو کا سا اثر کیا ہے۔ جب لنکن کی ملاقات Harriet Beecher Stowe سے کرائی گئی جو اس کتاب کی مصنف ہے تو اس نے کہا ''تم چھوٹی عورت ہو مگر تم نے بڑی جنگ شروع کر دی ہے۔'' غلامی کو ختم کرنے والوں کی اس مہم کا کیا نتیجہ نکلا؟ کیا اس سے جنوبی علاقہ کے لوگوں نے تسلیم کر لیا کہ وہ غلطی پر تھے؟ نہیں نتیجہ وہی نکلا جس کی توقع تھی یعنی نفرت پیدا کرنے کے نتیجہ میں نفرت پیدا ہوئی۔ اس سے جنوبی ریاستوں نے ارادہ کر لیا کہ وہ شمالی حصہ سے جدا ہو جائیں گے سیاست اور جذبات کی رو میں سچائی کبھی نہیں پھیلتی میسن اور ڈکسن لائن کے دونوں طرف فتنہ فساد کی راہیں ہموار ہو گئیں۔

1860ء میں جب سیاہ فام ریپبلکنز نے لنکن کو منتخب کیا تو انہیں پختہ یقین تھا کہ اب غلامی کے خاتمے کا وقت آ پہنچا ہے اس لئے انہوں نے دو باتوں میں سے ایک کو اپنایا تھا وہ تھیں غلامی کا خاتمہ یا علیحدگی اس لئے انہوں نے کہا کہ کیوں نہ علیحدگی اختیار کر لی جائے لیکن یہ سوچنے کی بات تھی کہ انہیں ایسا کرنے کا حق بھی ہے یا نہیں۔ اس مسئلے پر گزشتہ پچاس سال سے بحث و تمحیص ہو رہی تھی اور کئی ریاستوں

نے کبھی کبھی علیحدہ ہونے کی ٹھانی تھی 1812ء میں نیو انگلینڈ نے نئی قوم بننے کا ارادہ کیا تھا اور کینٹکی کٹ ۔۔۔۔ نے اعلان کر دیا تھا کہ یہ آزاد اور خودمختار ریاست ہے 1848ء میں لنکن نے بھی اس حق کو تسلیم کر لیا تھا کہ کسی علاقے اور جگہ کے لوگوں کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ موجودہ حکومت سے علیحدگی اختیار کر کے اپنی مستقل حکومت قائم کر لیں یہ حق پوری ریاست کے لوگوں کے لئے ہی نہیں بلکہ ریاست کا کوئی حصہ بھی ویسا ہی اختیار رکھتا ہے اور اپنی الگ حکومت قائم کر سکتا ہے لیکن یہ باتیں 1848ء کی تھیں اور اب 1860ء تھا اس وقت لنکن کا یہ نظریہ نہیں تھا جنوبی ریاستوں کا بھی نظریہ تھا کہ وہ یونین سے علیحدہ ہو کر اپنی حکومت الگ بنا سکتی ہیں لنکن کے انتخاب کے چھ ہفتے بعد کرولینا ۔۔۔۔ کی ریاست نے ایک حکم نامہ جاری کیا اور اس کے ذریعے سے وہ علیحدہ ہو گئی ۔۔ چارلیسٹن نے آزادی کا اعلان کرتے ہوئے موسیقی اور راگ رنگ کے ساتھ اس موقع کو تہوار کے رنگ میں منایا۔ اس کے بعد چھ اور ریاستوں نے آزادی کا اعلان کر دیا۔ واشنگٹن روانہ ہونے سے دو روز قبل (Jefferson Duals) کو نئی قوم کا پریذیڈنٹ منتخب کیا گیا۔ اور غلامی کو غلاموں کی فطری حالت قرار دیا گیا Buchanan کی انتظامیہ نے ان حالات میں خاموشی اختیار کئے رکھی۔ لنکن تین ماہ تک سپرنگ فیلڈ میں بے بسی کی حالت میں بیٹھا رہا۔ اور یونین کی تباہی کا مشاہدہ کرتا رہا اس نے دیکھا کہ وفاق میں اسلحہ خریدا جا رہا ہے اور سپاہی جنگ کی تیاریاں ہو رہی ہیں اسے معلوم ہو گیا کہ اسے ملک میں خانہ جنگی کرانا پڑے گی۔ اسے اس قدر پریشانی تھی کہ وہ سو نہیں سکتا تھا اسی پریشانی میں اس کا

وزن چالیس پونڈ کم ہو گیا۔ لنکن شگون لینے کا عادی تھا وہ یقین رکھتا تھا کہ آنے والے واقعات خوابوں کے ذریعہ منکشف ہو جاتے ہیں 1860ء میں انتخاب کے بعد وہ گھر چلا گیا اور سہ پہر کو وہ اپنے بالوں والے صوفہ پر لیٹ گیا اس کے سامنے ایک میز تھا اور اس پر آئینہ پڑا تھا۔ جب اس نے آئینے میں دیکھا، تو اپنا ایک بدن اور دو چہرے نظر آئے ان میں اس کا چہرہ زرد تھا وہ بے چین ہو گیا اور لیٹ گیا پھر اس نے ایک بھوت دیکھا جو پہلے کی بہ نسبت صاف دکھائی دیتا تھا اس واقعے سے اسے بہت پریشانی ہوئی یہ نظارہ اس کے ذہن سے محو نہیں ہوتا تھا اس کا ذکر اس نے اپنی بیوی سے کیا، تو اسے یقین ہو گیا کہ لنکن دوسری مرتبہ بھی پریذیڈنٹ منتخب نہ ہو سکے گا لیکن زرد چہرے کا تو یہ مطلب تھا کہ وہ دوسرے انتخاب سے پہلے ہی فوت ہو جائے گا لنکن کو جلد ہی اس بات کا پختہ یقین ہو گیا کہ اس کی موت اسے واشنگٹن لے جا رہی ہے۔ دشمنوں نے اسے بہت سی چٹھیاں بھیجیں جس میں اسے مار ڈالنے کی دھمکیاں دی گئی تھیں انتخاب کے بعد لنکن نے اپنے ایک دوست سے کہا "مجھے یہ غم ہے کہ میں اپنے گھر کا کیا کروں۔ میں اسے خود بیچنا نہیں چاہتا اگر میں اسے کرایہ پر دوں تو میرے آنے تک اس کا کچھ باقی نہیں رہے گا۔ لیکن خوش قسمتی سے اسے ایک آدمی مل گیا جو اس کے مکان کی حفاظت کرتا اس نے نوے ڈالر سالانہ کرائے پر یہ مکان اس کے حوالے کر دیا اور سپرنگ فیلڈ کے ایک رسالہ میں اس نے یہ اعلان کرایا "ہر قسم کا گھریلو سامان، فرنیچر، ڈرائنگ روم، کمروں کے لئے الماریاں اور دیگر اشیاء فرداً فرداً بیچنے کے لئے موجود ہیں مزید معلومات کے لئے موقعے پر تشریف لائیں چنانچہ

پڑوسی آئے اور انہوں نے اشیاء کا جائزہ لیا ایک کو چند کرسیوں اور سٹوو کی ضرورت تھی دوسرے نے بستر کی قیمت پوچھی لنکن نے جواب دیا جو کچھ چاہتے ہو لے جاؤ اور جو قیمت مناسب سمجھتے ہو دے جاؤ۔ انہوں نے تھوڑی سی قیمت ادا کر دی ریلوے کے سپر نٹنڈنٹ ٹلٹن (Tilton) نے زیادہ فرنیچر خریدا۔ اور اسے شکاگو لے گیا جہاں یہ 1871ء میں آگ کی نظر ہو گیا۔ چند میزیں سپرنگ فیلڈ میں رہ گئیں کتابوں کا ایک بیوپاری ہر سال کچھ چیزیں خریدتا۔ اور واشنگٹن لے جاتا وہاں اس مکان میں رکھ دیتا جہاں لنکن فوت ہوا تھا یہ مکان فورڈ تھیٹر کے بالمقابل ہے اور اب گورنمنٹ کے قبضے میں ہے یہ ایک قومی عمارت اور عجائب گھر ہے پرانی کرسیاں جو لنکن کے پڑوسی ڈیڑھ ڈالر فی کرسی خرید سکتے تھے۔ آج ان کی قیمت ان کے وزن کے برابر سونے اور پلاٹینم جتنی ہے۔ ہر چیز جس کو لنکن نے چھوا تھا اس کی قیمت پڑ گئی ہے۔ اور اس کی خاص عظمت ہے سیاہ اخروٹ کی متحرک کرسی، جس میں وہ آخری وقت بیٹھا تھا۔ 1929ء میں دو ہزار پانچ سو ڈالر میں فروخت ہوئی اور ایک خط جس کے ذریعے اس نے میجر جنرل ہکر (Hooker) کو فوج کا کمانڈر ان چیف بنایا، بر سرعام نیلامی میں دس ہزار ڈالر میں فروخت ہوا۔ چار سو پچاسی تاروں کا مجموعہ جو اس وقت براؤن (Brown) یونیورسٹی کی ملکیت ہیں پچیس ہزار ڈالر میں فروخت ہوئیں اس کی تقریر کا ایک مسودہ حال ہی میں اٹھارہ ہزار ڈالر میں خرید ا گیا۔ اس کے خطاب کی دستی نقل ہزاروں ڈالر میں فروخت ہوئی 1861ء میں سپرنگ فیلڈ کے عوام لنکن کی حیثیت کو بالکل نہیں سمجھ سکتے تھے نہ وہ یہ جانتے تھے کہ اس کی قسمت میں

کتنی عظمت لکھی ہے کئی سال تک عظیم پریذیڈنٹ بننے والا شخص روزانہ صبح کے وقت سبزی لانے کے لئے ٹوکری ہاتھ میں پکڑے ہوئے منڈی جاتا تھا بازار سے روزانہ ضرورت کی اشیاء خریدتا تھا کئی سال تک شام کے وقت شہر کے دوسری طرف اپنی گائے کو گلے سے علیحدہ کر کے گھر ہانک کر لاتا رہا اور اس کا دودھ دوہتا رہا۔ وہ اپنے گھوڑے کی صفائی خود کرتا تھا اور اصطبل کو بھی صاف کرتا تھا جنگل میں جا کر لکڑیاں کاٹتا اور اٹھا کر گھر لاتا تھا۔

واشنگٹن روانہ ہونے سے تین ہفتے پیشتر لنکن نے پہلے افتتاحی خطاب کی تیاری کی اسے علیحدگی اور خلوت نشینی کی ضرورت تھی وہ ایک جنرل سٹور کے بالا خانے میں جا بیٹھا۔ اور کام شروع کر دیا۔ اس کے پاس بہت کم کتابیں تھیں اس لئے اس نے اپنے شریک کار کے ذریعے سے بعض کتابیں منگوائیں ۔ اور بعض کتابیں لائبریری سے حاصل کیں اس طرح مختلف طریقوں سے کتب حاصل کر کے لنکن نے تاریک اور گندے ماحول میں جنوبی ریاستوں کے لئے نہایت عمدہ خطبہ تحریر کیا، جس میں اس نے لکھا ''ہم دشمن نہیں بلکہ دوست ہیں ہمیں ہرگز ایک دوسرے کا دشمن نہیں بننا چاہئے اگرچہ جذبات اس وقت مشتعل ہیں لیکن اس وجہ سے ہمارے تعلقات ختم نہیں ہو جانے چاہئیں پرانی یادوں کے تار جو میدان جنگ، شہیدوں کی قبروں اور لوگوں کے دلوں تک پھیلے ہوئے ہیں جب بھی انہیں چھوا جائے گا ہمیشہ ایک ساتھ آواز پیدا کریں گے۔''

الی نائز (Alli Noise) سے رخصت ہونے سے پہلے اس نے چارلسٹن

(Charliston) پہنچنے کے لئے ستر میل کا سفر طے کیا یہاں اس کی سوتیلی والدہ تھی، جسے وہ الوداع کہنا چاہتا تھا اسے وہ ہمیشہ ماما کہتا تھا جب ان کی ملاقات ہوئی تو اس نے آہیں بھرتے اور ہچکیاں لیتے ہوئے کہا" میں نہیں چاہتی کہ تم پریذیڈنٹ کے عہدے کے لئے انتخاب لڑو۔ اور نہ یہ چاہتی ہوں کہ تمہیں اس انتخاب میں کامیابی ہو میرا دل کہتا ہے کہ تمہارے ساتھ کوئی واقعہ پیش آئے گا اور میں اس دنیا میں تمہارے ساتھ ملاقات نہیں کر سکوں گی۔"

سپرنگ فیلڈ میں آخری ایام کے دوران وہ اکثر ماضی کے واقعات یاد کیا کرتا تھا اسے نیو سلیم ۔۔۔۔ میں گزارے ہوئے دن اور این رٹلج کے واقعات یاد آتے تھے اور وہ ایسے خوابوں میں کھو جاتا تھا جن کا دنیاوی حقائق کے ساتھ دور کا واسطہ بھی نہیں ہوتا تھا واشنگٹن روانہ ہونے سے چند دن پیشتر اس نے سپرنگ فیلڈ میں نیو سلیم کے نو آباد کار سے این کے متعلق گفتگو کی سپرنگ فیلڈ سے روانہ ہونے سے ایک رات قبل وہ اپنے پرانے تاریک دفتر میں آخری بار گیا اور وہاں چند معاملات طے کئے جب وہ اپنا کام کر چکا تو کمرے کی دوسری طرف گیا اور پرانے صوفہ سیٹ پر لیٹ گیا جسے سہارا دینے کے لئے دیوار کے ساتھ لگایا ہوا تھا وہ وہاں چند لمحے لیٹا رہا اور خاموشی سے چھت کی طرف دیکھتا رہا اس پر اس نے اپنے شریک کار ہرن ڈن ۔۔۔۔ سے کہا "ہم کتنا عرصہ اکٹھے کام کرتے رہے ہیں؟" اس نے جواب دیا "سولہ سال" اس عرصے میں کیا ہمارے درمیان کوئی تلخ کلامی ہوئی؟ ہرن ڈن نے اس کا جواب بالکل نفی میں دیا اور کہا حقیقتاً ہمارے درمیان کوئی تلخ کلامی نہیں ہوئی پھر اس نے اپنی

وکالت کے متعلق بعض اوائل کے واقعات کا تذکرہ کیا جو دلچسپ اور مضحکہ خیز تھا۔ پھر اس نے کچھ کتابیں اور کاغذات اکٹھے کیے اور ان کی گٹھڑی بنائی اب وہ روانہ ہونے کے لئے تیار تھا لیکن جانے سے پہلے اس نے ایک درخواست کی اس نے کہا کہ ہمارے نام کی تختی اسی طرح دفتر کے سامنے لٹکتی رہے۔ اگر میں زندہ رہا تو واپس آؤں گا اور پہلے کی طرح پھر وکالت کروں گا اس نے چند لمحے توقف کیا تاکہ اپنے پرانے کوارٹر کو جی بھر کے دیکھ لے پھر وہ سیڑھیوں سے نیچے اترا اور ہرن ڈن کے ساتھ پریذیڈنٹ کے عہدے کی مشکلات کا ذکر کرتا رہا۔ اس نے کہا جو فرائض در پیش ہیں ان کے متعلق سوچ کر میں کانپ جاتا ہوں لنکن کی حیثیت اس وقت دس ہزار ڈالر تھی۔ لیکن اس کے پاس رقم کی اس قدر کمی تھی کہ واشنگٹن کا چکر لگانے کے لئے اسے دوستوں سے ادھار لینا پڑا۔ لنکن نے آخری ہفتہ سپرنگ فیلڈ کے چینز ی ہاؤس میں گزارا روانگی سے ایک رات پیشتر اس کے ٹرنک اور صندوق ہوٹل کے کمرے میں رکھے گئے جنہیں اس نے اپنے ہاتھ سے رسیوں کے ساتھ باندھا تھا۔ پھر اس نے ہوٹل کے کلرک سے کارڈ طلب کئے، جن پر اس نے اپنا پتہ لکھا تھا۔ اور انہیں سامان کے ساتھ باندھ دیا اگلی صبح ساڑھے سات بجے ایک ٹوٹی پھوٹی بس ہوٹل کے پچھواڑے آئی اور لنکن کو وباش (Wabash) سٹیشن کی طرف ہچکولے کھاتی ہوئی لے گئی۔ جہاں سپیشل ٹرین انہیں واشنگٹن لے جانے کے لئے تیار کھڑی تھی یہاں اندھیرا تھا اور برسات کا موسم تھا لیکن سٹیشن کے پلیٹ فارم پر ڈیڑھ ہزار مزدور موجود تھے وہ قطار میں کھڑے تھے اور باری باری لنکن کے پاس آرہے تھے

لنکن ان کے ساتھ ہاتھ ملا رہا تھا آخر کار انجن کی گھنٹی نے لنکن کو متوجہ کیا اب گاڑی میں بیٹھنے کا وقت تھا وہ اپنی مخصوص کار میں بیٹھ گیا اور ایک منٹ کے بعد پلیٹ فارم کی دوسری طرف نمودار ہوا وہ اس وقت کوئی تقریر نہیں کرنا چاہتا تھا اس نے اخبار کے رپورٹر کو بتا دیا تھا کہ سٹیشن پر پہنچنا ان کے لئے ضروری نہیں ہے کیونکہ وہ کوئی بات نہیں کرے گا تاہم جب اس نے اپنے پڑوسیوں کے چہروں پر نگاہ ڈالی اس نے محسوس کیا کہ اسے ضرور کچھ کہنا چاہئے یہاں اس نے جو الفاظ کہے وہ پہلے خطبوں سے بالکل اور نوعیت کے ہیں یہ الفاظ ذاتی حیثیت کے ہیں اس خطاب میں اس کے گہرے ذاتی جذبات اور ہمدردی کا اظہار ہوتا ہے اس کی زندگی میں صرف وہی مواقع آئے جب وہ گفتگو کرتا ہوا رو پڑا تھا ان میں سے ایک واقعہ یہ تھا اس نے اپنے پرانے پڑوسیوں سے کہا ”میرے دوستو! کوئی شخص بھی جو میری حیثیت میں نہیں ہے اس الوداعی موقعہ پر میرے غم کے احساسات کا اندازہ نہیں کرسکتا اس جگہ اور اس جگہ کے لوگوں کا مجھ پر بڑا احسان ہے یہاں میں نے پچیس سال گزارے ہیں، اور جوانی سے بڑھاپے کو پہنچا ہوں یہاں خدا نے مجھے بچے عطا کئے اور ان میں سے ایک یہاں دفن ہے۔“

اب میں آپ سے رخصت ہو رہا ہوں، اور میں نہیں جانتا کہ میں کب آپ کے پاس واپس آؤں گا۔ یا دوبارہ آسکوں گا یا نہیں کیونکہ جو کام میرے سپرد کیا گیا ہے، وہ بہت بڑا ہے اور خدا کے فضل کے بغیر میں اس سے عہدہ برا نہیں ہوسکتا اور اگر اس کی مدد شامل حال رہے، تو میں ناکام نہیں ہوسکتا۔ میرا اسی پر توکل ہے جو ہمارے اور

تمہارے ساتھ رہتا ہے، ہم پر اعتماد ہیں۔ سب معاملات درست ہو جائیں گے میں تمہارے لئے اس کے حضور دعا کرتا ہوں۔ اور امید کرتا ہوں کہ تم بھی میرے لئے دعا کرو گے میں تم سب کو محبت بھرا الوداعی سلام کہتا ہوں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

افتتاحی رسم

جب لنکن پریذیڈنٹ کے عہدے کی افتتاحی رسم ادا کرنے کے لئے واشنگٹن کو روانہ ہوا تو حکومت کی خفیہ پولیس اور پرائیویٹ سراغ رسانوں کو معلوم ہوا کہ اسے بالٹی مور۔۔۔۔۔۔ سے گزرتے ہوئے قتل کرنے کی سازش مکمل کر لی گئی ہے۔ لنکن کے دوستوں نے پریشان ہو کر اسے مشورہ دیا کہ وہ اپنے سابقہ پروگرام کو نظر انداز کرے اور واشنگٹن میں رات کے وقت بھیس بدل کر داخل ہو۔ یہ بزدلی کی بات معلوم ہوتی تھی اور لنکن جانتا تھا کہ اس نصیحت پر عمل کرنے سے لوگوں کو تمسخر اور مذاق کا موقعہ ملے گا۔ اس لئے اس نے اس مشورے پر عمل کرنے سے لوگوں کو تمسخر اور مذاق کا موقعہ ملے گا۔ اس لئے اس نے اس مشورے پر عمل کرنے سے پہلے تو انکار کر دیا۔ لیکن بعد میں بار بار کے اصرار پر، رضامند ہو گیا۔ بعد ازاں باقی سفر رازدارانہ طور پر طے کرنے کا فیصلہ ہوا۔ جب میری لنکن کو نئے پروگرام کا علم ہوا تو اس نے بھی لنکن کے ساتھ جانے پر اصرار کیا لیکن اسے واضح طور پر بتایا گیا کہ وہ پچھلی گاڑی پر جائے گی اس پر اس نے اپنی فطرت کے مطابق زوردار احتجاج شروع کر دیا۔ معاملے کی نزاکت بڑی مشکل سے اس کی سمجھ میں آئی۔ اس بات کا اعلان کیا جا چکا تھا کہ لنکن 22 فروری کو ہیرس برگ۔۔۔۔۔ اور پنسلوینیا۔۔۔۔۔ میں خطاب کرے گا رات وہیں گزارے گا اور پھر اگلی صبح بالٹی مور۔۔۔۔۔۔ اور واشنگٹن کی طرف اپنا سفر جاری رکھے گا چنانچہ اس نے ہیرس برگ۔۔۔۔۔ میں پروگرام کے

مطابق تقریر کی لیکن رات وہاں گزارنے کے بجائے شام کو چھ بجے ہوٹل کے عقبی دروازے سے نکل گیا اور بھیس بدل کر ایک ایسی گاڑی میں سوار ہوا۔ جس کی بتیاں گل کی ہوئی تھیں چند منٹ میں گاڑی فلاڈلفیا ۔۔۔۔ کی طرف رواں دواں تھی اس وقت ٹیلی گراف کی تاریخ بھی کاٹ دی گئی تھیں تا کہ اس کے دشمنوں کو جو اسے قتل کرنا چاہتے تھے اطلاع نہ مل سکے۔ فلاڈلفیا ۔۔۔۔ میں لنکن اور اس کی پارٹی کو گاڑی تبدیل کرنے کے لئے ڈیڑھ گھنٹے تک انتظار کرنا پڑا۔ رازداری قائم رکھنے کے لئے لنکن اور اس کا سراغ رساں تاریک گاڑی میں سارے شہر میں گھومے پھرے 10,50 بجے لنکن پنکرٹن ۔۔۔۔ کے بازو کے سہارے گردن جھکائے (تا کہ کسی کو اس کے قد و قامت سے شبہ نہ ہو سکے) پہلو کے ایک دروازے سے نکلا اس نے پرانی شال اس طرح اوڑھی ہوئی تھی کہ اس کا چہرہ اچھی طرح دکھائی نہیں دیتا تھا۔ اس حالت میں وہ انتظار گاہ سے گزرا اور گاڑی کے پچھلے حصے کے ایک ڈبے میں سوار ہو گیا، جو ایک عورت کے زخمی بھائی کے لئے مخصوص تھا۔ لنکن کو سینکڑوں دھمکی آمیز خطوط موصول ہوئے تھے جن میں لکھا تھا کہ وہ وہائٹ ہاؤس میں زندہ نہیں پہنچ سکے گا۔ اور فوج کا کمانڈر انچیف ڈرتا تھا کہ کوئی اسے افتتاحی خطاب کے موقع پر گولی مار دے گا اس طرح اور بھی ہزاروں لوگوں کو یہی خدشہ لاحق تھا اس لئے بوڑھے جنرل سکاٹ ۔۔۔۔۔ نے ساٹھ سپاہی سٹیج کے نیچے کھڑے کر دیئے تھے اسی طرح سٹیج کے چاروں طرف مسلح فوجی متعین کر دیئے تھے افتتاحی رسم کے خاتمے پر پریزیڈنٹ پنسلوینیا ایونیو ۔۔۔۔ کی عمارتوں کی اوٹ میں سبز

وردیوں والے سپاہیوں کی قطاروں میں سے گزر گیا۔ جنہوں نے رائفلوں کے ساتھ سنگینیں لگا رکھی تھیں اس کا صحیح سلامت وائٹ ہاؤس پہنچ جانا بہت سے لوگوں کے لئے حیرانی کا موجب تھا اور دشمنوں کے لئے مایوسی کا باعث ہوا۔

1861ء سے کئی سال پیشتر قوم مالی بحران کا شکار ہو رہی تھی عوام اس قدر بے قابو ہوئے جا رہے تھے کہ گورنمنٹ سرکاری خزانے کی حفاظت کے لئے نیویارک کے شہر میں فوج بھیجنی پڑی۔ جب لنکن نے اپنا عہدہ سنبھالا تو ہزاروں نحیف و نزار لوگ ابھی تک کام کی تلاش میں تھے اور وہ جانتے تھے کہ ری پبلکن پارٹی برسر اقتدار آئے گی، تو ڈیموکریٹک پارٹی کے ممبران کو ان کی ملازمت سے سبکدوش کر دیا جائے گا۔ یہاں تک کہ ہفتہ میں دس ڈالر تنخواہ لینے والا کلرک بھی برخاست ہو جائے گا۔ پس بے شمار لوگ ملازمت کی تلاش میں مارے مارے پھرتے تھے ابھی لنکن کو وائٹ ہاؤس میں وارد ہوئے دو گھنٹے ہی ہوئے تھے کہ یہ لوگ عمارت میں گھس آئے اور ہال میں جمع ہو گئے گزرگاہوں پر تل دھرنے کو جگہ نہ تھی یہاں تک کہ پرائیویٹ کمروں میں بھی گھس گئے گداگر کھانے کے لئے پیسے مانگتے تھے ایک شخص نے لنکن سے ایک پرانی پینٹ کا مطالبہ کیا ایک بیوہ ایک شخص کے لئے ملازمت حاصل کرنے کو آئی، تاکہ بعد میں اس سے شادی کر سکے، اور وہ شخص اس کے کنبے کا سہارا بنے۔ سینکڑوں لوگ لنکن کا آٹوگراف لینے آئے ایک آئرش خاتون کا ایک ہوٹل تھا وہ لنکن کے پاس امداد طلب کرنے آئی، تاکہ وہ ادھاری ہوئی اشیاء کا بل وصول کر سکے۔ اگر کسی دفتر کا اہلکار بیمار پڑ جاتا تو سینکڑوں درخواستیں ملازمت کے لئے پہنچ جاتیں۔

تاکہ اس کے مرنے پر ان پر غور کیا جائے۔ درخواست دہندہ کے پاس سندات ہوتی تھیں۔ لیکن ان میں سے دسواں حصہ بھی نہیں پڑھ سکتا تھا۔ ایک دن ملازمت کے لئے دو اشخاص آئے ان کے پاس درخواستیں اور سندات لفافوں میں بند تھیں۔ لنکن نے یہ دونوں پیکٹ میزان میں پھینک دیئے جس امیدوار کا پیکٹ زیادہ وزنی تھا اسے ملازم رکھ لیا گیا بہت سے لوگ اس کے پاس ملازمت کے لئے آتے تھے اور جب جواب انکار میں ملتا تھا تو فحش گالیاں بکتے ہوئے واپس چلے جاتے تھے ایک عورت اپنے خاوند کو ملازمت دلانے آئی اور عذر کیا کہ شراب زیادہ پی جانے کی وجہ سے وہ خود حاضر نہیں ہو سکا۔ لنکن لوگوں کی تنگ دلی۔ خود غرضی اور ندیدہ پن سے سخت گھبرا گیا۔ جب وہ کھانے کے وقت دفتر سے گھر آتا، تو لوگ راستے میں اسے گھیر لیتے اس کی گاڑی میں سوار ہو جاتے اور بازاروں میں لئے پھرتے اور یہاں ملازمت کے لئے اپنے کاغذات اس کے سامنے پیش کرتے اسے پریذیڈنٹ کے عہدے پر سرفراز ہوئے ایک سال گزر گیا تھا اور دس ماہ سے قوم خانہ جنگی میں مبتلا تھی۔

ہجوم اس کا پیچھا کرتا تو لنکن بے ساختہ پکار اٹھتا "کیا وہ کبھی ختم نہ ہوں گے؟" اس کے پریذیڈنٹ کا عہدہ سنبھالنے سے ڈیڑھ سال پیشتر انہوں نے مذ چری مبلر۔۔۔۔ کو ختم کر دیا تھا اور ان کی پریشانی نے چار ہفتوں میں ہیرلیسن۔۔۔۔۔ کی جان لے لی تھی لیکن لنکن کو انہیں برداشت کرنا تھا اور جنگ بھی جاری رکھنی تھی تاہم اس کا آہنی آئین حالات کے بوجھ تلے قائم نہ رہ سکا۔ اس اثناء میں اس پر

چیچک کا حملہ ہوا اس نے کہا تمام ملازمت ڈھونڈ نے والوں سے کہہ دو کہ اب وہ آ ئیں اب وہ انہیں کچھ دے سکتا ہے اس کی مراد چیچک کی بیماری سے تھی جو چھوت کی بیماری ہے، جو بیمار کے پاس جائے وہ اس میں مبتلا ہو سکتا ہے۔

لنکن نے وائٹ ہاؤس میں ابھی چوبیں گھنٹے ہی گزارے ہوں گے کہ اسے ایک نہایت اہم معاملے سے نپٹنا پڑا۔جو گیری زن ۔۔۔فورٹ سمر ۔۔۔۔۔۔کی حفاظت کرتا ہوا محصور ہو گیا تھا اس کے پاس کوئی رسد نہیں تھی فیصلہ طلب امر یہ تھا کہ اس فوج کو رسد بھیجی جائے یا علیحدگی پسندوں کے سپرد کر دیا جائے۔اس کے افسروں نے یہ مشورہ دیا کہ رسد نہ بھیجی جائے کیونکہ رسد بھیجنے کا مطلب مزاحمت اور جنگ ہے کیبنٹ ۔۔۔۔۔۔کے سات میں سے چھ ممبروں نے یہی مشورہ دیا لیکن لنکن چاہتا تھا کہ ۔مسٹر۔۔۔۔۔خالی کر دینے کا مطلب علیحدگی کی توثیق ہے اور یہ یونین سے علیحدگی پسندی کی حوصلہ افزائی ہے اس نے اپنے افتتاحی خطاب میں قسم کھا کر یہ اعلان کیا تھا کہ یونین کو قائم رکھے گا اور ہر طرح اس کی حفاظت کرے گا۔وہ اپنی قسم پر قائم رہنا چاہتا تھا اس لئے اس نے رسد بھیجنے کے احکامات جاری کر دیئے، اور جہاز رسد لے کر روانہ ہو گیا لیکن کوئی اسلحہ اور فوج نہ بھیجی گئی۔جب جیفرسن ڈیوس کو اطلاع ملی، تو اس نے اپنے جنرل بیوری گارڈ۔۔۔۔کو حملے کا حکم دیا۔لیکن میجر اینڈرسن ۔۔۔۔۔نے جو مہم کا انچارج تھا چار دن کی مہلت طلب کی اور کہا چار یوم تک محصورین کا راشن ختم ہو جائے گا اور وہ خود بخود قلعہ خالی کرنے پر مجبور ہو جائیں گے بیوری گارڈ۔۔۔۔انتظار کے حق میں نہیں تھا کیونکہ اس کے مشیروں نے محسوس

کرلیا تھا کہ اگر خون نہ بہایا گیا تو علیحد گی عارضی ثابت ہو گی اس لئے اس نے حملے کا حکم دے دیا بارہ اپریل کو ساڑھے چار بجے صبح توپ کا ایک گولا چھوٹا اور فضا کو چیرتا ہوا قلعے کی دیواروں کے نزدیک سمندر میں جا گرا۔ بمباری چوبیس گھنٹے تک جاری رہی۔علیحد گی پسندوں نے معاملے کو معاشرتی رنگ دے دیا خوبصورت وردیوں میں ملبوس نوجوان سمندر کے کنارے سیر گاہ پر متر گشت کرنے والوں کو صرف تماشا دکھا رہے تھے اتوار کی سہ پہر کو اتحاد کے حامیوں نے ہتھیار ڈال دیئے اور گاتے بجاتے ہوئے عازم نیویارک ہوئے۔ایک ہفتہ تک چارلسٹن میں رنگ رلیاں منائی گئیں گرجوں میں گانے گائے گئے ہجوم شرابیں پی کر گلیوں اور بازاروں میں ناچتا پھرتا تھا۔شراب خانوں اور سراؤں میں تو شراب نوشی اور بلا کی عیش کوشی جاری تھی۔ جہاں تک جانی نقصان کا تعلق ہے، ایک اس معرکے میں ایک متنفس بھی ضائع نہیں ہوا۔لیکن جہاں تک بعد کے واقعات کا تعلق ہے۔ یہ تاریخ کا نہایت اہم واقعہ ثابت ہوا اور اس کے نتیجہ میں ایسی خونی جنگ لڑی گئی جس کی مثال تاریخی اعتبار سے اس دنیا میں کہیں نہیں ملتی۔

☆☆☆☆☆☆☆

خانہ جنگی کا آغاز

لنکن نے پچھتر ہزار سپاہیوں کو اپنی خدمات پیش کرنے کا اعلان کیا، اور ملک میں حب الوطنی کا جنون پیدا کر دیا۔ ہزاروں مقامات پر اجتماعات ہوئے بینڈ کے مظاہرے ہوئے جھنڈے لہرائے گئے دھواں دھار تقریریں ہوئیں اور آتش بازی چھوڑی گئی۔ لوگ اپنے کاروبار چھوڑ کر یونین کے جھنڈے تلے جمع ہو گئے۔ دس ہفتوں میں ایک لاکھ نوے ہزار افراد بھرتی ہو گئے اور ان کی تربیت شروع ہو گئی وہ گا رہے تھے "جان براؤن کی لاش تو بے حس پڑی ہے، لیکن اس کی روح ابھی مارچ کر رہی ہے۔" اس فوج کی کمان کون کرے؟ یہ بڑا مسئلہ تھا فوج میں صرف ایک قابل شخصیت تھی۔ جس کا نام رابرٹ ای لی (Robert. E. Lee) تھا وہ جنوبی علاقے کا رہنے والا تھا تاہم لنکن نے اسے یونین کی فوج کے کمانڈر انچیف کے عہدے کی پیش کش کی تھی اگر رابرٹ پیش کش قبول کر لیتا تو لڑائی کی تمام تاریخ ہی مختلف ہوتی اس نے پیش کش قبول کرنے سے متعلق سنجیدگی سے سوچا اس نے بائبل کا مطالعہ کیا اس کے بعد رکوع کیا اور اس معاملے کے متعلق دعا کی۔ وہ تمام رات اپنے کمرے میں پریشانی کے عالم میں ٹہلتا رہا۔ وہ دیانت داری سے صحیح نتیجے پر پہنچنے کی کوشش کر رہا تھا۔ بہت سے معاملات میں اسے لنکن سے اتفاق تھا وہ لنکن کی مانند غلامی سے نفرت کرتا تھا عرصہ ہوا اس نے اپنے غلاموں کو آزاد کر دیا تھا۔ وہ یونین سے اتنی ہی محبت کرتا تھا جتنی لنکن کو تھی وہ سمجھتا تھا کہ ریاستوں کے اتحاد کی حیثیت دائمی ہے اور

علیحدگی پسندی بغاوت کے مترادف ہے اور یہ ایک آفت ہے جو قوم پر نازل ہو سکتی ہے لیکن مشکل یہ ہے کہ وہ ورجینیا کا باشندہ تھا اور وہ اپنی ریاست کا مفاد کو قوم پر ترجیح دیتا تھا دو سو سال سے اس کے آباؤ اجداد نے اس آبادی کی قسمت جگائی تھی، اور اس کے والد نے جارج واشنگٹن کے ساتھ مل کر جنگ آزادی میں بھرپور حصہ لیا تھا۔ اور کنگ جارج کے سپاہیوں کا تعاقب کیا تھا۔ اس کے بعد وہ ورجینیا کا گورنر رہا تھا اس نے اپنے بیٹے رابرٹ ای لی کی اسی رنگ میں تربیت کی تھی اس لئے یونین کی نسبت ورجینیا سے زیادہ محبت کرتا تھا چنانچہ جب ورجینیا نے دوسری ریاستوں کا ساتھ دینے کا اعلان کر دیا، تو رابرٹ نے بھی فیصلہ کیا کہ وہ گھر، بچوں اور رشتہ داروں کے خلاف چڑھائی نہیں کرے گا۔ وہ اپنی ریاست کے لوگوں کے مصائب میں برابر کا شریک ہوگا۔ اس فیصلے نے جنگ کو دو یا تین سال تک طول دے دیا۔ اب لنکن امداد اور رہنمائی کے لئے کس طرف متوجہ ہوتا؟

جنرل ون فیلڈ سکاٹ ـــــــ اس وقت فوج کا کمانڈر تھا۔ وہ ایک بوڑھا آدمی تھا 1812ء میں لنڈے لینز ـــــــ کے مقام پر اس نے قابل قدر فتح حاصل کی لیکن اب تو 1861ء تھا اس واقعہ کو انچاس سال گزر گئے تھے اس وقت وہ جسمانی اور ذہنی طور پر تھک چکا تھا اس میں جوانی کے زمانے کا حوصلہ اور کام کرنے کی قوت نہ رہی تھی اس کے علاوہ اس کی ریڑھ کی ہڈی میں تکلیف تھی وہ تین سال سے گھوڑے پر سوار نہیں ہوا تھا۔ اور اس سے بغیر تکلیف محسوس کئے چند قدم بھی نہیں چلا جاتا تھا اس کے علاوہ اس کے بدن میں پانی پڑ چکا تھا اور اس کا سر چکراتا تھا۔ لنکن کو فتح کی

راہ پر ڈالنے کے لئے فوج کی کمان ایسے شخص کے سپرد کرنی پڑی ایسے بوڑھے بیمار سپاہی کو تو ہسپتال میں ہونا چاہئے تھا۔

لنکن نے اپریل کے مہینے میں تین ماہ کے لئے پچھتر ہزار سپاہیوں کو اپنی خدمات پیش کرنے کو کہا۔ ان کی بھرتی جولائی کے مہینے میں ختم ہونا تھی۔ اس لئے ماہ جون کے آخری حصے میں انہوں نے لڑائی کرنے کے لئے بہت زور شور سے مطالبہ کیا ہارلیس گریلے۔۔۔ نے اپنے اخبار کے ذریعے سے سپاہیوں میں جوش و خروش قائم رکھا۔ حالات بڑے خراب تھے بنک قرض دینے سے ڈرتے تھے گورنمنٹ کو ادھار پر بارہ فیصد سود دینا پڑتا تھا لوگ پریشان تھے اور سپاہیوں نے صاف صاف کہہ دیا کہ ہمیں مزید بے وقوف نہیں بنایا جا سکتا۔ ہمیں حملہ کرنے کی اجازت دی جائے، تاکہ ایک ہی دفعہ جنگ کا خاتمہ کر دیں۔ یہ بات بڑی دلکش معلوم ہوتی تھی اس لئے سب اس پر رضامند ہو گئے لیکن فوج کے افسر رضامند نہ تھے، کیونکہ وہ جانتے تھے کہ فوج کی مناسب تیاری نہیں لیکن پریذیڈنٹ نے فوج اور پبلک کے زبردست مطالبے کے پیش نظر حملے کا حکم دے ہی دیا جولائی کے مہینہ میں ایک دن جب کہ گرمی زوروں پر تھی میک ڈوویل (Mc Dowell) نے اپنی بتیس ہزار فوج کو بل رن کی طرف مارچ کا حکم دیا اس سے پیشتر کسی جرنیل نے اتنی بڑی فوج کی کمان نہیں کی تھی بریگیڈیئر شرمن کہتا ہے کہ پوری کوشش کے باوجود میں فوج کو جنگلی بیر اور پانی حاصل کرنے سے نہ روک سکا۔

اس زمانے میں ڈووس اور ٹرکوس قبائل بڑے جنگجو سمجھے جاتے تھے اس لئے بہت

سے سپاہیوں نے ان جیسا لباس زیب تن کیا ہوا تھا۔ اور ان جیسی حرکات کرتے تھے اسی دن ہزاروں سپاہی Bull Run کی طرف کوچ کر گئے۔ انہوں نے کرمزی رنگ کی پگڑیاں اور سرخ رنگ کی برجسیں پہنی ہوئی تھیں وہ ایک خوش باش تھیٹر کی کمپنی کے افراد معلوم ہوتے تھے کانگرس کے کئی ممبر لڑائی کا تماشہ دیکھنے کے لئے باہر نکل آئے ان کے ساتھ ان کی بیویاں، پالتو کتے، شراب کی بوتلیں، اور سینڈوچ کی ٹوکریاں بھی تھیں۔ بالآخر دس بجے جب کہ گرمی پورے جوبن پر تھی، خانہ جنگی کا پہلا حقیقی معرکہ شروع ہوا۔ اس معرکے میں کیا ہوا؟ بعض ناتجربہ کار سپاہیوں نے توپ کے گولے درختوں کو چیرتے ہوئے گزرتے دیکھے تو ان کی چیخیں نکل گئیں۔ پنسلوینیا کی رجمنٹ اور نیویارک کے توپ خانے کے سپاہیوں نے کہا کہ ہماری بھرتی کی مدت ختم ہو گئی ہے اور انہوں نے اصرار کیا کہ انہیں فوجی خدمات سے سبکدوش کر دیا جائے اسی وقت وہ سب کے سب دشمن کی توپ کی آواز سن کر پسپا ہو گئے اور فوج کے پیچھے جا کھڑے ہوئے باقی سپاہیوں نے شام کے ساڑھے چار بجے تک غیر متوقع طور پر زبردست مقابلہ کیا تب اچانک علیحدگی پسند ریاستوں کی طرف سے دو ہزار تین سو تازہ دم سپاہی طوفان کی طرح میدان جنگ میں کود پڑے ہر شخص کی زبان پر یہ الفاظ تھے کہ جانسٹن کی فوج آ گئی ہے اس وقت فوجیوں میں اضطراب پیدا ہو گیا پچیس ہزار سپاہیوں نے حکم ماننے سے انکار کر دیے اور ہراساں ہو کر میدان جنگ چھوڑ دیا۔ میک ڈاویل۔۔۔۔ اور دوسرے افسروں نے فوج کو مکمل طور پر تباہ ہونے سے بچانے کے لئے بڑی کوشش کی فوری طور پر علیحدگی پسند ریاستوں کے توپ

خانے نے گولہ باری شروع کر دی اور بھاگتے ہوئے سپاہیوں کی گاڑیوں، چھکڑوں اور تماش بینوں کا راستہ بند کر دیا۔ عورتیں چیختی چلاتی، اور بے ہوش ہوتی جاتی تھیں لوگ ایک دوسرے کو پکارتے برا بھلا کہتے اور روندتے ہوئے گزرتے چلے جاتے تھے رسیاں کاٹ کر گھوڑوں کو چھکڑوں سے جدا کیا گیا۔ سرخ پگڑیوں اور زرد پتلونوں میں ملبوس سپاہی دم دبا کر بھاگ گئے وہ سمجھتے تھے کہ دشمن کا رسالہ بالکل نزدیک ہے اور وہ ان کا پیچھا کر رہا ہے شاندار فوج اب خوف زدہ ہجوم میں تبدیل ہو چکی تھی امریکہ کے میدان جنگ میں کبھی کسی نے ایسا نظارہ نہیں دیکھا تھا۔ سپاہی پاگلوں کی طرح اپنی رائفلیں، کوٹ، ٹوپیاں اور پیٹیاں پھینکتے ہوئے خوف زدہ ہو کر بھاگ رہے تھے۔ بعض انتہائی تھکاوٹ کی وجہ سے سڑک ہی پر لیٹ گئے۔ اور بے ہوش ہو گئے بہت سے گھوڑوں اور گاڑیوں کے نیچے آ کر کچلے گئے۔

یہ اتوار کا دن تھا بیس میل دور لنکن گرجا میں بیٹھا اپنے کانوں سے توپوں کی گھن گرج سن رہا تھا دعا کے ختم ہونے پر وہ محکمہ جنگ کی طرف تیزی سے گیا اور ان تاروں کا مطالبہ کیا جو میدان جنگ کے مختلف حصوں سے پہنچنا شروع ہو گئے تھے وہ ان کے متعلق جنرل سکاٹ سے گفتگو کرنا چاہتا تھا وہ جلدی سے بوڑھے جرنیل کے کوارٹر میں گیا جو اس وقت قیلولہ کر رہا تھا، جنرل سکاٹ بیدار ہوا۔ انگڑائی لی اور اپنی آنکھوں کو ملتا رہا۔ لیکن وہ اس قدر ضعیف تھا کہ بغیر سہارے کے اٹھ نہیں سکتا تھا اس کے لئے چھت پر ایک چرخی کا انتظام کیا ہوا تھا اس کی رسی کی مدد سے وہ اپنا بوجھ اٹھاتا تھا۔ وہ بڑی مشکل سے اٹھ کر بستر پر بیٹھا اور اپنے چغہ سے پاؤں کھینچ کر فرش

پر رکھے اور جواب دیا "مجھے کچھ معلوم نہیں کہ میدان جنگ میں کتنے سپاہی ہیں۔ وہ کہاں ہیں ان کے پاس کتنا اسلحہ ہے اور وہ کیا کر سکتے ہیں مجھے بتانے کے لئے کوئی نہیں آتا اور مجھے اس کے متعلق کوئی خبر نہیں۔"

ایسا شخص یونین کی فوجوں کا کمانڈر انچیف تھا بوڑھے جرنیل نے چند تاروں پر نگاہ ڈالی جو میدان جنگ سے بھیجے گئے تھے اور لنکن کو بتایا "فکر کی کوئی بات نہیں" اس نے اپنی کمر میں درد کی شکایت کی اور دوبارہ سو گیا آدھی رات کے وقت خستہ حال فوج غیر منظم طریقے پر لڑکھڑاتی ہوئی واشنگٹن میں داخل ہوئی۔ گزرگاہوں کے دونوں طرف میزیں ترتیب دی ہوئیں تھی، اور معاشرتی بہبود کی سوسائٹی کی خواتین کی طرف سے گرم پانی صابن کافی اور خوراک کا انتظام تھا میک ڈاویل۔۔۔۔ بالکل تھکا ماندہ تھا وہ ایک درخت کے نیچے بیٹھ گیا اور وہیں سو گیا جب نیند نے اس پر غلبہ پایا وہ اس وقت چٹھی لکھ رہا تھا چٹھی اور پنسل اس کے ہاتھ ہی میں رہ گئی تھی ایک آدھ جملہ کاغذ پر لکھا ہوا تھا۔ اور وہ محو خواب تھا اس کے سپاہی اس قدر تھکے ہوئے تھے کہ انہیں کچھ ہوش نہ تھا وہ راستوں ہی میں گر پڑتے اور سو جاتے۔ وہ مردوں کی طرح بالکل بے حس وحرکت پڑے تھے۔ ہلکی ہلکی بارش ہو رہی تھی بعض نے ہاتھوں میں بندوقیں پکڑی ہوئی تھیں اور سوئے پڑے تھے لنکن اس رات دیر تک بیدار رہا اور صبح تک اخبار کے نامہ نگاروں، رپورٹروں اور شہریوں سے جنگ کے واقعات سنتا رہا۔ اکثر شہری ہراساں ہو چکے تھے ہارس گریلے جنگ کو بہر حال ختم کرنا چاہتا تھا اس کا نظریہ تھا کہ جنوبی ریاستوں کو کبھی فتح نہیں کیا جا سکتا یونین کے تباہ ہونے کے

متعلق لندن کے ساہوکاروں کو اس قدر یقین تھا کہ وہ شام کو محکمہ مالیات میں آدھمکے اور چالیس ہزار ڈالر کی ضمانت طلب کی ان کے ایجنٹ کو سوموار کو حاضر ہونے کو کہا گیا۔ اور اسے بتایا گیا کہ پرانی شرائط پر ریاست ہائے متحدہ امریکہ اب بھی کاروبار کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ناکامی اور شکست لنکن کے لئے کوئی نئی چیز نہ تھی یہ چیزیں تو وہ زندگی بھر دیکھتا رہا تھا ناکامیاں اور شکست اس کی روح کو کچل نہ سکیں اس کا عقیدہ تھا کہ بالآخر کامیابی اس کے قدم چومے گی اس کا ارادہ غیر متزلزل تھا وہ بد دل سپاہیوں سے ملاقات کے لئے گیا ان کے ساتھ مصافحہ کیا ان کے لئے دعائیں کیں ان کے پاس بیٹھا رہا اور ان کے ساتھ مل کر گوشت کھایا ان کے پست حوصلوں کو بلند کیا اور ان کے ساتھ روشن مستقبل کے متعلق گفتگو کرتا رہا اسے معلوم ہو چکا تھا کہ جنگ طول پکڑے گی اس لئے اس نے مجلس قانون ساز (کانگرس) سے چار لاکھ سپاہیوں کا مطالبہ کیا کانگریس نے ایک لاکھ فوج مہیا کر دی اور پچاس ہزار سپاہیوں کو تین سال تک ملازم رکھنے کا اختیار دے دیا لیکن ان کی مان کون کرتا؟ کیا یہ کام بوڑھے سکاٹ کے بس کا تھا جو چل بھی نہیں سکتا تھا بغیر سہارے کے بستر سے اٹھ بھی نہیں سکتا تھا۔ اور جنگ کے دوران میں بعد دوپہر خراٹے بھرتا تھا؟ بالکل نہیں وہ اس کام کے ہرگز اہل نہیں تھا وہ تو فارغ کر دینے کے قابل تھا اس وقت نہایت ہی دلکش شخصیت جو مایوس ترین جرنیلوں میں سے تھی میدان کارزار میں آئی لیکن لنکن کی تکالیف کا زمانہ ختم نہیں ہو گیا تھا ابھی تو آغاز ہوا تھا آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا؟

☆☆☆☆☆☆☆

جنرل میکسی لان کا کردار

جنگ سے پہلے چند ہفتوں کے دوران میں ایک خوبصورت، نوجوان جنرل میکسی لان (Mc cellan) بیس توپیں اور ایک ہلکا پھلکا پریس لے کر مغربی ورجینیا میں داخل ہوا۔ اس نے چند علیحدگی پسندوں کو کوڑے لگائے۔ اس کے معرکے صرف معمولی جھڑپوں سے زیادہ نہ تھے۔ یہ شمالی علاقے کی پہلی فتح تھی اس لئے انہیں کافی اہم سمجھا جاتا تھا۔ میکسی لان نے حالات سے فائدہ اٹھایا اور اس نے اپنے پریس میں کچھ چھٹیاں ڈرامائی انداز میں شائع کیں جن کے ذریعہ سے قوم پر اپنی کامیابیوں کا سکہ بٹھانے کی کوشش کی گئی اس کے لاابالی پن کا ضرور مذاق اڑایا جاتا لیکن اس وقت جنگ نئی نئی شروع ہوئی تھی اور لوگوں کو کسی لیڈر کی ضرورت تھی اس لئے انہوں نے اس نوجوان افسر کے شیخی بھگارنے کو برا نہ جانا، بلکہ اسے قدر کی نگاہ سے دیکھا کانگرس نے اس کا شکریہ ادا کرنے کے لئے ایک ریزولیشن پاس کیا، اور لوگوں نے اسے ''نوجوان نپولین'' کا خطاب دیا۔

بل رن۔۔۔۔۔۔۔ کی شکست کے بعد لنکن اسے واشنگٹن لایا اور اسے۔۔۔۔

پوٹو میک کے محاذ کا کمانڈر بنایا۔ وہ پیدائشی لیڈر تھا جب وہ اپنے سفید گھوڑے پر اچھلتا ہوا اپنے سپاہیوں کی طرف جاتا تو وہ قہقہے لگائے بغیر نہ رہ سکتے۔ وہ بڑا سخت جان اور باشعور کارکن تھا اس نے اس فوج کی تربیت کی اور اعتماد بحال کیا اس قسم کے کاموں میں کوئی بھی اس سے سبقت نہیں لے جا سکتا تھا اکتوبر کے مہینے تک اس

کے پاس مغربی دنیا کی سب سے بڑی فوج تھی اس کی فوج نے نہ صرف لڑائی کی تربیت حاصل کی تھی بلکہ وہ شور وشغف اور غل غپاڑے کی بھی شوقین تھی ہر شخص لڑائی جاری کرنے کے حق میں آواز بلند کر رہا تھا۔ صرف ایک شخص تھا جو لڑائی نہیں چاہتا تھا اور وہ میکی لان تھا لنکن نے بار بار اسے حملہ کرنے کی ترغیب دی لیکن وہ ٹس سے مس نہ ہوتا تھا۔ وہ پریڈ کرواتا اور اپنے پروگرام کے متعلق بہت سی باتیں بتاتا لیکن یہ سب کچھ باتوں ہی تک محدود رہتا وہ تاخیر کرتا رہا۔ اور مختلف قسم کے بہانے تراشتا رہا لیکن آگے بڑھنے کا نام نہیں لیتا تھا ایک دفعہ اس نے کہا کہ وہ اپنی فوج کو آگے بڑھنے کا حکم نہیں دے سکتا۔ کیونکہ فوج آرام کر رہی ہے لنکن نے اس سے پوچھا کہ فوج نے کونسا کارنامہ کیا ہے جس کی وجہ سے اسے تھکاوٹ ہوگئی ہے؟ ایک اور موقعہ پر انٹی ٹم (Antietam) کے معرکے کے بعد ایک حیران کن معرکہ پیش آیا۔ میکی لان کی فوج کی تعداد لی (Lee) کی فوج سے بہت زیادہ تھی لی کو اس معرکے میں شکست ہوگئی اور میکی لان کو اس کا تعاقب کرنا تھا اگر وہ تعاقب کرتا تو جنگ ختم ہو جاتی لنکن بار بار میکی لان کو تعاقب کرنے کے لئے کہتا رہا۔ اس نے میکی لان کے پاس چٹھیاں بھیجیں، تاریں دیں اور خاص پیغام ارسال کئے لیکن میکی لان آگے نہ بڑھا۔ اس نے جواب دیا کہ وہ تعاقب کرنے سے معذور ہے کیونکہ گھوڑے تھکے ہوئے ہیں اور ان کی زبانوں پر چھالے پڑے ہوئے ہیں۔

اگر تم کبھی نیو سلیم جاؤ تو تم وہاں ''آفٹ'' کا سٹور دیکھو گے جہاں لنکن نے بطور کلرک کام کیا تھا گاؤں کے لڑکے وہاں مرغ لڑایا کرتے تھے اور لنکن ریفری کا

پارٹ ادا کرتا تھا وہاں ایک مرغ بیب میک نیب (Bab mc. Nab) کے پاس تھا جس پر اسے بڑا فخر تھا لیکن جب اسے میدان میں لایا تھا تو وہ دم دبا لیتا اور لڑنے سے انکار کر دیتا مایوس ہو کر بیب اسے پکڑ کر فضا میں اچھال دیتا اور وہ دور جا کر ایندھن کے ڈھیر پر کھڑا ہو جاتا اپنے پر جھاڑتا اور بڑے اعتماد کے ساتھ بانگ دیتا۔ اس پر میک نیب ــــــ اسے کہتا "او ناکارہ مرغے! تو لباس کی پریڈ میں تو بہت اچھا ہے لیکن میدا جنگ میں بالکل ناکارہ ثابت ہوتا ہے۔"

لنکن کہتا تھا کہ میکی لان کو دیکھ کر اسے بیب کا مرغ یاد آ جاتا ہے ایک دفعہ ایک مہم میں جنرل میگرڈر ــــــ نے پانچ ہزار سپاہیوں کے ساتھ میکی لان کو روک لیا۔ میکی لان حملہ کرنے سے ڈرتا تھا چنانچہ وہ لنکن سے مزید فوج کا مطالبہ کرتا رہا لنکن کہتا تھا کہ اگر کسی جادو کے ذریعے میکی لان کو ایک لاکھ سپاہی بھی مل جائیں تو وہ خوشی سے دیوانہ ہو جائے گا اور میرا شکریہ ادا کرے گا لیکن اور سپاہیوں کا مطالبہ کرے گا اور مجھے تار بھیجے گا کہ دشمن کے پاس چار لاکھ سپاہی ہیں اور آگے بڑھنے کے لئے اسے کمک کی ضرورت ہے محکمہ جنگ کا سیکرٹری کہتا تھا کہ اگر میکی لان کے پاس ایک لاکھ سپاہی ہوں، تو وہ یقیناً قسم کھا جائے گا کہ دشمن کی فوج دو لاکھ پر مشتمل ہے وہ کیچڑ میں بیٹھا رہے گا اور تین لاکھ سپاہیوں کا مطالبہ کرتا رہے گا" نوجوان نپولین" نے صرف ایک جست لگا کر شہرت حاصل کر لی تھی اس میں بے پناہ خودی پائی جاتی تھی وہ لنکن اور اس کی کیبنٹ کو شکاری کتے اور بد بخت کہتا تھا وہ واضح طور پر لنکن کی بے عزتی کرتا تھا ایک دفعہ جب پریذیڈنٹ اس سے ملاقات کے لئے گیا تو

میکی لان نے اسے عمداً نصف گھنٹہ ساتھ والے کمرے میں منتظر رکھا۔

ایک اور موقعہ پر جرنیل رات کے گیارہ بجے گھر پہنچا اس کے نوکر نے بتایا کہ کئی گھنٹوں سے لنکن اس کا انتظار کر رہا ہے میکی لان۔۔۔۔ نے اس کے کمرے کا دروازہ بند کر دیا جس میں لنکن بیٹھا تھا۔ اور اس سے بے پرواہ ہو کر سیڑھیوں کے راستے اوپر چلا گیا اور اپنے کمرے میں جا کر اردلی سے کہلا بھیجا کہ وہ سو گیا ہے اس قسم کے واقعات اخباروں میں شائع ہوتے تھے، اور انہیں خوب اچھالا جاتا تھا واشنگٹن میں ایسی باتیں عام مشہور تھیں۔

ایک دن بیگم لنکن نے آنسو بہاتے ہوئے لنکن سے التجا کی کہ اس خوفناک ہوائی تھیلے سے نجات حاصل کرنی چاہئے اس نے جواب دیا ''میں جانتا ہوں وہ درست کام نہیں کرتا لیکن اس موقعے پر مجھے اپنے احساسات کو نظر انداز کرنا چاہئے اگر میکی لان ہمارے لئے فتح کا مژدہ لائے تو میں اس کا ہیٹ بھی اٹھانے کے لئے تیار ہوں۔''

خزاں کے بعد سردی اور پھر موسم بہار آ پہنچا لیکن ابھی تک میکی لان سپاہیوں کو میدان میں پریڈ کراتا۔ وردی پریڈ کراتا اور ان سے خوش گپیاں کرتا تھا قوم بیدار ہو چکی تھی، لنکن کو برا بھلا کہا جاتا تھا اور میکی لان کے ناکارہ پن کی وجہ سے ہر طرف سے تنقید ہو رہی تھی ایک حکم نامہ میں لنکن نے میکی لان کو لکھا کہ تمہاری تاخیر ہمیں تباہ کر رہی ہے میکی لان کے پاس اب سوائے کوچ کا حکم دینے یا استعفیٰ دینے کے اور کوئی چارہ کار نہ تھا پس وہ میدان میں کود پڑا اور اپنے سپاہیوں کو پیچھا کرنے کا حکم دیا اس نے کشتیوں کا پل بنا کر ورجینیا پر حملہ کرنے کی سکیم بنائی تھی لیکن آخری وقت اس

منصوبے کو ترک کرنا پڑا کیونکہ کشتیوں کے تختے نہر کی گزرگاہ سے چھ انچ چوڑے تھے جب میکی لان نے لنکن کو اس مہم کی مضحکہ خیز ناکامی کی اطلاع دی اور اسے کہا کہ کشتیوں کے پل تیار نہ تھے تو پریذیڈنٹ بالآخر آپے سے باہر ہو گیا اور کہا ''اب تک تیاری کیوں نہ ہو سکی؟'' قوم بھی یہی سوال کر رہی تھی آخر کار اپریل کے مہینہ میں ''نوجوان نپولین'' نے بوڑھے نپولین کی طرح اپنے سپاہیوں کے سامنے ایک شاندار تقریر کی اور پھر گاتا ہوا ایک لاکھ بیس ہزار سپاہیوں کے ساتھ حملہ آور ہوا جنگ ایک سال جاری رہی میکی لان نے یہ اعلان کر دیا کہ اب تمام مسئلہ فوری طور پر حل ہو جائے گا اور بہت سے سپاہیوں کو گھر جانے اور فصل کاشت کرنے کی اجازت مل جائے گی لنکن اور سٹن ٹن اس قدر پرامید تھے کہ انہوں نے ۔۔۔۔۔ گورنروں کو مزید رضا کاروں کو بھرتی بند کرنے کا فوراً حکم دیا دیا اور بھرتی کے اداروں کی جائیداد کو بیچ دینے کے احکامات جاری کر دیئے فریڈرک اعظم کا ایک مقولہ ہے کہ ''جن لوگوں کے ساتھ جنگ کرنی ہو، ان کی قوت کی اچھی طرح جانچ پڑتال کر لو'' لی (Lee) اور سٹون وال (Stone Wall) نے اس مقولے سے خوب فائدہ اٹھایا انہوں نے معلوم کر لیا کہ نپولین کمزور، ڈرپوک اور ضرورت سے زیادہ محتاط ہے کیونکہ وہ خون خرابے کا نظارہ برداشت نہیں کر سکتا اس لئے لی ۔۔۔۔۔ نے میکی لان کو تین مہینے تک رچ مانڈ (Rich Mond) میں قیام کرنے دیا میکی لان کے سپاہی شہر کے اتنے قریب تھے کہ وہ گرجا گھر کے میناروں کی گھنٹیاں سن سکتے تھے پھر لی ۔۔۔۔۔ نے سات دن تک خوفناک حملے کئے اور اس کے پندرہ ہزار آدمی ہلاک کر دیئے۔ اس طرح میکی لان کی

فوج کو جنگ میں شکست فاش ہوئی لیکن حسب معمول وہ اس جنگ کی ناکامی کا الزام ان غداروں کے سر تھوپتا تھا جو واشنگٹن میں بیٹھے تھے اور وہی پرانی رٹ لگائے جاتا تھا کہ اس کے پاس کافی سپاہی نہیں وہ لنکن سے نفرت کرتا تھا اور کیبنٹ کے ممبران سے بھی حقارت آمیز سلوک کرتا تھا سلیحد گی پسندوں کے متعلق بھی اس کے دل میں سخت نفرت تھی۔ میکی لان کے پاس دشمن سے زیادہ فوج تھی لیکن وہ کسی وقت بھی اس فوج سے کام نہ لے سکا بلکہ مزید فوج کا مطالبہ کرتا رہا وہ دس ہزار کا مطالبہ کرتا، پھر پچاس ہزار کا مطالبہ کرتا اور بالآخر ایک لاکھ کا مطالبہ کرتا۔ وہ جانتا تھا کہ اتنی فوج اسے نہیں مل سکے گی لنکن بھی جانتا تھا کہ وہ اس حقیقت سے باخبر ہے لنکن نے یقین دلانے کی کوشش کی کہ اس کے مطالبات محض بیہودہ ہیں میکی لان جو تار بھی لنکن اور سٹین ٹن کو بھیجتا تھا، جذباتی ہوتی اور بے ادبی پر مشتمل ہوتی تھی اور اس کا مضمون پاگل کی بیہودہ بڑ سے بہتر نہ ہوتا تھا۔ وہ لنکن اور سٹین ٹن سے کہتا کہ وہ اس کی فوج کو تباہ کر رہے ہیں وہ ان پر ایسے الزام لگاتا کہ ٹیلی گراف آپریٹر انہیں قبول کرنے سے انکار کر دیتا قوم کی حالت نازک ہو رہی تھی اضطراب اور پریشانی تھی اور مایوسی کا عالم تھا لنکن خود دبلا پتلا اور نحیف و نزار ہو چکا تھا۔ اور وہ کہتا تھا ''میری حالت ایسی ہے کہ اب مجھے کوئی چیز تسلی نہیں دے سکتی میکی لان کے خسر بی پی مرسی نے کہا کہ اب سوائے مشروط اطاعت کے کوئی چارہ کار نہیں ہے۔ جب لنکن نے یہ بات سنی تو اس کا چہرہ غصے سے لال ہو گیا۔ اس نے مرسی کو بلایا اور کہا'' مجھے معلوم ہوا ہے تم نے مشروط اطاعت کا لفظ استعمال کیا ہے یہ بات ہماری فوج کے متعلق نہیں کہی جا سکتی۔

کمانڈر کی تلاش

لنکن نے نیو سلیم میں یہ تجربہ کیا تھا کہ کسی عمارت کو کرائے پر حاصل کرنا اور کریانہ سٹور بنانا آسان کام ہے، لیکن منافع بخش کاروبار کرنا کارے وارد ہے یہ صلاحیت نہ اس میں تھی نہ اس کے شرابی دوست میں تھی سالہا سال کے خون خرابے اور دل برداشتہ حالات سے اسے یہ معلوم ہوا کہ پچاس ہزار سپاہیوں کی فوج تیار کرنا ایک لاکھ ڈالر کا اسلحہ اور دیگر فوجی ضرورت کا سامان مہیا کرنا علیحدہ امر ہے۔ لیکن فتح نصیب جرنیل کی تلاش تقریباً محال ہے۔

فوجی معاملات میں بہت کچھ انحصار ایک ماہر شخص پر ہوتا ہے اس لئے کئی مرتبہ اس نے رکوع میں دعائیں کیں، تاکہ اللہ تعالیٰ اسے Johlnston Robert Lee اور۔۔۔ Stone Wall جیسے جرنیل عطا کرے، وہ کہتا تھا کہ جیکسن ایک بہادر دیانت دار پرلیس بی ٹیرین سپاہی ہے اگر ایسا شخص فوج میں ہوتا، تو اس قدر تباہی نہ ہوتی، لیکن تمام یونین کی افواج میں (Stone Well Jackson) کہاں سے آتا۔ اس زمانے میں (Edmurd Clarenee) نے ایک مشہور نظم شائع کی جس کے آخر پر یہ الفاظ آتے تھے "اے ابراہام! ہمیں کام کا آدمی دو" یہ زخمی اور نیم مردہ قوم کی پکار تھی جب پریزیڈنٹ ان الفاظ کو پڑھتا، تو خون کے آنسو روتا تھا دو سال متواتر وہ ایسے آدمی کی بے سود تلاش میں رہا جس کی قوم کو ضرورت تھی وہ فوج کبھی ایک اور کبھی دوسرے جرنیل کے سپرد کرتا لیکن میدان جنگ میں سوائے تباہی

اور آبادیوں اور یتیموں اور بیواؤں کے ناموں کے کچھ حاصل نہ ہوتا۔ پریشانی اور اضطراب کی حالت میں وہ اپنا گاؤن اور قالین کے سلیپر پہنے رات بھر بھرپھرتا رہتا تھا جب اسے تباہی کی رپورٹیں ملتی تھیں، تو بے ساختہ پکار اٹھتا ''خدایا! میرا ملک کیا کہے گا؟'' پھر کمان کسی اور کمانڈر کے پاس چلی جاتی لیکن تباہی کا یہ منظر قائم رہتا بعض فوجی ناقدین کا خیال ہے کہ میکی لان اس کے تمام جرنیلوں سے بہتر تھا اگر میکی لان کے متعلق ان کی یہ رائے ہے، تو دوسروں کا اندازہ آپ خود ہی لگا سکتے ہیں۔ میکی لان کی ناکامی کے بعد جان پوپ کو آزمایا گیا اس نے پہلے میسوری میں بڑا اچھا کام کیا تھا وہ ایک جزیرے پر قابض ہو گیا تھا اور دشمن کے کئی ہزار سپاہی پکڑ لایا تھا وہ دو باتوں میں میکی لان کے مشابہ تھا۔ یعنی وہ خوبصورت تھا اور روشن کرو میں پایا جاتا تھا اس نے اعلان کیا کہ اس کا صدر دفتر گھوڑے کی کمر ہے اس نے اتنے زوردار اعلانات کئے کہ وہ ''جان پوپ'' کے نام سے مشہور ہو گیا۔ وہ کہتا میں مغرب سے آیا ہوں، جہاں ہم نے دشمن کی پشتیں ہی دیکھی ہیں اس کی مراد یہ تھی کہ دشمن اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے، اور بھاگ جاتے ہیں وہ ایسے ہی بے معنی جملوں سے اپنا خطاب شروع کرتا۔ پھر وہ مشرقی محاذ کی ان فوجوں کو برا بھلا کہتا، جو اس کے خیال میں بے عمل پڑی تھیں اور یہ ثابت کرتا کہ وہ نہایت بزدل اور ذلیل ہیں اس کے علاوہ فخریہ انداز میں ان کارناموں کا ذکر کرتا جو وہ سرانجام دینے کا پروگرام بنا رہا تھا ان اعلانات کی وجہ سے وہ شیطان کی طرح مشہور ہو گیا تھا اب لوگ اس سے نفرت کرنے لگے تھے میکی لان بھی اس سے شدید نفرت کرتا تھا کیونکہ پوپ نے اس کا

مقام حاصل کر لیا تھا وہ حسد سے جل بھن رہا تھا پوپ نے ورجینیا کی طرف کوچ کرنے کا حکم دیا جہاں عظیم معرکہ ناگزیر تھا اسے ایک ایک سپاہی کی ضرورت تھی اس لئے اس نے لنکن کو بے شمار تار دیئے تاکہ وہ پوپ کو جلد از جلد کمک پہنچاتے اس نے حکم کی تعمیل نہ کرنی تھی نہ کی وہ طرح طرح کے بہانے تراشنے میں اپنا مال دکھاتا رہا وہ پوپ کو اپنے راستے سے ہٹانے کے لئے نیچا دکھانا چاہتا تھا جب اسے نیم وفاق کی حامی افواج کے توپ خانہ کی گھن گرج سنائی دیتی تھی اس وقت بھی اس نے تیس ہزار سپاہیوں کو اپنے قابل نفرین مد مقابل کی امداد سے روکے رکھا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لی۔۔۔۔ پوپ کی فوج پر پوری طرح غالب آ گیا۔ اس کی تباہی بڑی خوفناک تھی۔ بچے کھچے سپاہی ہراساں ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے۔

اس جنگ کا انجام بھی بل رن۔۔۔۔ کی پہلی جنگ جیسا ہوا۔ اور ایک دفعہ پھر پٹا ہوا لشکر واشنگٹن میں داخل ہوا۔ لی۔۔۔۔ نے اپنی فاتح افواج کے ساتھ تعاقب کیا لنکن کو بھی یقین ہو چلا تھا کہ صدر مقام بھی ہاتھ سے جاتا رہے گا اس لئے اس نے تمام سول ملازمین کو بھی اسلحہ دے کر شہر کی حفاظت پر معمور کر دیا سیکرٹری محکمہ جنگ سٹینٹس۔۔۔۔ نے سخت پریشانی کی حالت میں چھ ریاستوں کے گورنروں کو تار دیئے کہ اپنی ملیشیا فوج کو سپیشل گاڑیوں کے ذریعے جلد از جلد واشنگٹن روانہ کریں دکانیں بند کر دی گئیں اور گرجوں میں گھنٹیاں بجنے لگیں لوگ شہر کی حفاظت کے لئے دعا کرنے کے لئے جوق در جوق گرجوں میں جانے لگے، بوڑھے اور بچے خوف کے مارے بھاگ نکلے۔ شہر میں رسالوں کی ٹاپوں کا شور صاف سنائی دیتا تھا۔ اور

کھڑ کھڑاتی گاڑیاں میری لینڈ کی طرف تیزی سے جا رہی تھیں۔ سٹینٹس۔۔۔۔۔ نے صدر مقام کو نیویارک تبدیل کرنے کے پروگرام پر عمل درآمد شروع کر دیا اور اسلحہ شمالی علاقے میں پہنچا دیا خزانے کے سیکرٹری نے قومی خزانے کو وال سٹریٹ۔۔۔۔ پہنچا دیا۔ لنکن درماندگی اور بے بسی کی حالت میں پکار اٹھا ارے اب کیا ہوگا؟ اب کیا ہوگا؟ اب تو بنیادیں ہل چکی ہے لوگوں کو یقین تھا کہ میکسی لان بدلہ لینے کے لئے پوپ کو شکست فاش سے دو چار کرنا چاہتا ہے لنکن نے بھی اسے وائٹ ہاؤس بلا کر واشگاف الفاظ میں کہہ دیا کہ لوگ اسے باغی کہتے ہیں جو جنوبی ریاستوں کو کامیاب اور فتح مند دیکھنا چاہتا ہے۔ سٹینٹن۔۔۔۔ بھی بڑے غصے میں تھا اس کے چہرے سے نفرت اور حقارت کی آگ برس رہی تھی۔ جنہوں نے اسے ایسی حالت میں دیکھا ہے وہ کہتے ہیں کہ اگر میکسی لان اس وقت اس کے دفتر میں چلا جاتا۔ تو وہ اس کی خوب پٹائی کرتا۔ بلکہ اس کی آنکھوں پر پٹی باندھتا، ہاتھ اس کی کمر پر باندھتا اور اس کے دل کو درجنوں گولیوں سے چھلنی کر دیتا۔ لیکن لنکن کی فطرت میں فہم اور شائستگی تھی اور عیسائیت کی نرمی کی تعلیم سے اس نے وافر حصہ پایا تھا اس لئے وہ کسی کو برا بھلا نہیں کہتا تھا بہر حال یہ بات درست تھی کہ پوپ ناکام ہو گیا تھا لیکن کیا اس نے اپنی پوری کوشش نہیں کی تھی؟ لنکن نے خود اپنی زندگی میں سینکڑوں مرتبہ شکست کھائی تھی۔ اور ناکام ہوا تھا۔ یہ سوچ کر اس نے پوپ کو شمال کی طرف سیوس انڈینٹر کو زیر کرنے کے لئے روانہ کر دیا اور میکسی لان کو فوج کا سپہ سالار مقرر کر دیا۔ کیوں؟ اس لئے کہ کوئی اور شخص ایسا موجود نہ تھا، جو فوج کی تشکیل کا کام اس

سے آدھا بھی کرسکتا اگرچہ وہ لڑنہیں سکتا تھا وہ دوسروں کو لڑائی کے لئے تیار کرنے میں تو ید طولی رکھتا تھا لنکن کو معلوم تھا کہ اس کے فیصلے کی سخت مخالفت کی جائے گی کیبنٹ کے ممبران میکسی لان کی تقرری کی نسبت یہ بہتر خیال کریں گے، کہ واشنگٹن جنرل لی۔۔۔۔۔۔ کے حوالے کر دیا جائے۔ اس موقعے پر لنکن کی اتنی زبردست مخالفت ہوئی کہ وہ تنگ آ کر استعفیٰ دینے کے لئے تیار ہو گیا۔

اینٹی ایٹم کی لڑائی کے چند ماہ بعد میکسی لان نے احکام کی تعمیل کرنے سے بالکل انکار کر دیا اس لئے اسے ایک بار پھر سبکدوش کر دیا تھا اور اس کی فوجی ملازمت ہمیشہ کے لئے ختم ہو گئی۔ اب فوج کے لئے ایک اور سپہ سالار کی ضرورت تھی وہ کون ہو؟ کوئی نہیں جانتا تھا مایوس ہو کر لنکن نے یہ عہدہ برو سائڈ کے سپرد کر دیا۔ وہ اس عہدے کے لئے مناسب نہ تھا اسے بھی اس بات کا اچھی طرح علم تھا اس نے دو مرتبہ انکار کیا لیکن جب اسے مجبور کیا گیا تو وہ رو دیا بہر حال وہ فوج کا انچارج بن گیا اور فریڈرک برگ پر بلا سوچے سمجھے بے تحاشا حملہ کر دیا اس معرکے میں اس کے تیرہ ہزار سپاہیوں نے جان قربان کی یہ قربانی بے کار گئی کیونکہ کامیابی کی ذرہ بھر امید نہیں تھی افسر اور رضا کار بڑی تعداد میں فوج سے علیحدہ ہونا شروع ہو گئے اس لئے (Buruside) کو بھی علیحدہ کر دیا گیا۔ اور اس کی جگہ ایک شیخی خورے (Hooker) کو فوج کا سالار اعلیٰ مقرر کیا گیا اس کے پاس نیم وفاقی ریاستوں کی نسبت دوگنی فوج تھی اور صلاحیت کے لحاظ سے بھی یہ بہترین فوج تھی لیکن جنرل لی کا مقابلہ کون کرتا؟ اس نے چانسلر وائیل کے مقام پر برن سائیڈ کی افواج کو دریا سے

پرے دھکیل دیا اور اس کے سترہ ہزار سپاہیوں کو تہہ تیغ کر دیا یہ جنگ کی نہایت تباہ کن شکست تھی یہ واقعہ 1863ء کا ہے محکمہ جنگ کے سیکرٹری کا بیان ہے کہ وہ رات بھر لنکن کی چاپ سنتا رہا جو کمرے میں پھرتا تھا اور وقفے وقفے سے پکار اٹھتا تھا ''تباہ ہو گیا! سب کچھ تباہ ہو گیا!'' تاہم وہ اگلے روز فریڈرک برگ میں بکر اور اسکی فوج کو حوصلہ بڑھانے کے لئے پہنچ گیا اس بے کار تباہی اور قربانی کی وجہ سے لنکن پر زبردست تنقید ہوئی، اور تمام قوم مایوسی کے عمیق گڑھے میں جا گری۔ اس قومی غم والم کے علاوہ لنکن پر ایک گھریلو مصیبت آ پڑی۔ اس کے دو بچے ٹیڈ اور ولی اسے غیر معمولی طور پر عزیز تھے وہ اکثر شام کو ان کے ساتھ کھیل میں شریک ہونے کے لئے کھسک جاتا تھا جبکہ اس کے چغے کا دامن اس کے پیچھے پھڑ پھڑا رہا ہوتا۔ بسا اوقات وہ ان کے ساتھ گولیاں کھیلتا۔ وائٹ ہاؤس سے دفتر جنگ تک رات کے وقت بھی نیچے فرش پر اتر آتا، اور ان کے ساتھ بھاگ دوڑ کرتا تھا۔ ٹیڈ اور ولی۔۔۔۔ وائٹ ہاؤس میں غل غپاڑہ کرتے رہتے تھے قرون وسطیٰ کی فن کاری دکھاتے نوکروں کو ڈرل کراتے سائلوں کے معاملات میں دلچسپی لیتے اور جس کے معاملے میں خاص دلچسپی ہوتی، عقبی دروازے سے اپنے والد کے ساتھ ملاقات کرا دیتے وہ اپنے والد کی طرح رسم و رواج اور خاص خاص مواقع کے آداب سے قطعاً لاپروا تھے ایک دفعہ جب کہ کیبنٹ کی میٹنگ ہو رہی تھی وہ بھاگتے ہوئے گئے اور اپنے والد کو بتایا کہ تہہ خانے میں بلی نے بچے دیئے ہیں ایک اور موقع پر جب وہ سلیمان کے ساتھ مالیات کے اہم معاملہ پر گفتگو کر رہا تھا، ٹاڈ اپنے والد کے کندھوں پر سوار ہو گیا اور ٹانگیں

گردن کے دونوں طرف نیچے لٹکا لیں ایک دفعہ ولی کو کسی نے ایک خچر دے دیا وہ اصرار سے شدید سردی کے موسم میں بھی سواری کرتا رہا۔ اس لئے اسے بھیگنے کی وجہ سے سردی لگ گئی اور بخار ہو گیا۔ اس کی حالت مخدوش تھی۔ لنکن دن رات اس کے پاس بیٹھا رہتا تھا اور جب لڑکا فوت ہو گیا تو اسے شدید صدمہ ہوا وہ آہیں بھرتا اور کہتا تھا کہ اس کی موت کو برداشت کرنا بڑا مشکل کام ہے۔ بیگم کیکلی اس وقت کمرے میں تھی، کہتی ہے کہ اس نے اپنا سر ہاتھوں سے پکڑ لیا اور اس کے لمبے تڑنگے بدن میں اینٹھن تھی۔ لڑکے کا زرد رنگ دیکھ کر میری لنکن کے بدن میں بھی اعصابی کھچاوٹ پیدا ہو گئی اس پر اس قدر غم غالب تھا کہ وہ جنازہ میں بھی شریک نہ ہوئی ولی کی وفات کے بعد وہ اس کی تصویر دیکھنے کی تاب نہیں لا سکتی تھی۔ اسے قیمتی گلدستے پیش کئے جاتے تھے، لیکن وہ انہیں قبول کرنے سے گھبراتی تھی۔ انہیں لے کر کھڑکی سے باہر پھینک دیتی۔ یا ایسے کمرے میں رکھ دیتی جہاں اس کی نظر نہ پڑے۔ اس نے ولی کے تمام کھلونے تقسیم کر دیئے اور وہ اس کمرے میں کبھی داخل نہ ہوئی جہاں اس کے بچے کی وفات ہوئی تھی۔ نہ اس کے کمرے میں کبھی گئی، جہاں اسے کفن دیا گیا تھا۔ غم سے نڈھال ہو کر اس نے کرنل چیسٹر ۔۔۔۔ کو طلب کیا تا کہ وہ ذہنی سکون بہم پہنچائے بعد میں یہ امر پایہ ثبوت تک پہنچ گیا کہ وہ عیار ہے بہر حال میری نے اسے وائٹ ہاؤس بلایا۔ وہاں ایک اندھیرے کمرے میں اس نے میری کو یقین دلایا کہ کپڑے اور میز پر ہاتھوں پر کھرچنے، دیوار کو تھپکنے سے جو آواز پیدا ہوتی ہے وہ اس کے بچے کی طرف سے پیغام ہوتا ہے جب یہ آواز پیدا ہوتی وہ بہت روتی تھی

لنکن خود لڑکے کی جدائی کے غم میں انتہائی طور پر مایوس ہو چکا تھا وہ بڑی مشکل سے اپنے فرائض منصبی سر انجام دیتا تھا۔ اس کی میز پر تاروں اور خطوط کا جن کا جواب دینا ہوتا تھا ڈھیر لگا رہتا۔ اس کے معالجوں کو خدشہ تھا کہ وہ غم کی وجہ سے بالکل ناکارہ ہو جائے گا وہ کبھی کبھی بیٹھ جاتا اور بلند آواز سے مطالعہ کرتا سننے والوں میں صرف اس کا سیکرٹری یا ہم رکاب ہوتا تھا۔ وہ عام طور پر شیکسپیئر کی نظمیں پڑھتا تھا۔ ایک دن وہ "بادشاہ جان اور اس کا مصائب" پڑھ رہا تھا جب وہ اس پیراگراف تک پہنچا جہاں کنسٹائس اپنے کھوئے ہوئے بچے پر بین کرتی ہے تو لنکن نے کتاب بند کر دی اور کارڈینل کے یہ اشعار زبانی پڑھے۔

"میرے باپ تجھے یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ جنت میں ہم دوستوں سے ملیں گے اگر بات سچی ہے تو میں بھی اپنے بیٹے سے ملاقات کروں گا" پھر اس نے کہا" اے کرنیل کیا تم نے اپنے کسی کھوئے ہوئے دوست سے خواب میں ملاقات کی ہے اور یہ بھی محسوس کیا ہے کہ یہ ملاقات حقیقی نہیں میں نے اپنے بیٹے ولی کے ساتھ کئی مرتبہ ایسی ملاقات کی ہے، اس پر لنکن نے اپنا سر میز پر رکھ دیا اور بلند آواز سے آہ بھری۔ حنوط کرنے والوں کا کام نہایت شاندار تھا۔ جب لڑکا تابوت میں پڑا تھا اس کے بھورے بالوں کی مانگ نکلی ہوئی تھی اور اسکے ننھے سے ہاتھ میں گل بنفشہ دیکھ کر کوئی یقین نہیں کر سکتا تھا کہ وہ وفات پا چکا ہے۔ یہی معلوم ہوتا تھا کہ وہ ابھی اٹھے گا اور باتیں کرے گا۔"

لنکن نے سراسیمگی کی حالت میں لڑکے کی نعش کو دو دفعہ قبر سے نکلوایا، تا کہ وہ

اس کا طویل الوداعی دیدار کر سکے اور اس کا غم ہلکا ہو۔ لیکن اسے چین کہاں آتا تھا؟ ایک دفعہ پھر اس نے نعش کو نکلوایا، اور اپنے پیارے بیٹے کو جی بھر کر دیکھا۔

☆☆☆☆☆☆☆

کابینہ کی اصلاح

جب لنکن اپنی کابینہ کی طرف متوجہ ہوا تو اس نے وہاں بھی وہی حسد اور جھگڑے دیکھے، جو فوج میں موجود تھے۔ سیورڈ (Seward) سیکرٹری آف سٹیٹ اپنے آپ کو وزیر اعظم سمجھتا تھا کابینہ کے دوسرے ممبروں کو دبائے رکھتا تھا ان کے معاملات میں دخل اندازی کرتا تھا اس لئے وہ اس سے نفرت کرتے تھے سیکرٹری مالیات چیز ۔۔۔۔۔ سیورڈ کو حقیر جانتا تھا جنرل میکی لان کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتا تھا سٹینٹن ۔۔۔۔۔ کو ناپسند کرتا تھا اور بلیئر ۔۔۔۔ کو مکروہ سمجھتا تھا۔ بلیئر لافیں مارتا اور کہا کرتا تھا کہ جب وہ میدان جنگ میں نکلتا تھا تو گویا وہ دشمن کا جنازہ پڑھنے جا رہا ہوتا تھا۔ وہ سیورڈ کو جھوٹا اور اصولوں کا دشمن یقین کرتا تھا اور اس کے ساتھ مل کر کام کرنے سے انکار کر دیتا تھا جہاں تک سٹینٹن ۔۔۔۔ چیز کا تعلق تھا وہ کابینہ کی میٹنگ میں بھی دوسرے ممبروں سے بات کرنے کو تیار نہ تھے۔ جنہیں وہ بدمعاش کہہ کر پکارتے تھے بلیئر نے میدان جنگ میں دشمن کا جنازہ تو کیا پڑھنا تھا۔ سیاست میں اس کا اپنا جنازہ نکل گیا اس کے خلاف نفرت کے جذبات اس قدر بھڑک اٹھے کہ لنکن کو اس سے استعفیٰ دلانا پڑا۔ کابینہ میں ہر طرف نفرت ہی نفرت تھی ہر محکمے کا سیکرٹری دوسرے محکمے سیکرٹری کے خلاف تھا ایسے میں کوئی ایک دوسرے کے ساتھ تعاون نہ کرتا تھا۔ کابینہ کا ہر شخص اپنے آپ کو لنکن سے بہتر سمجھتا تھا وہ کہتے تھے کہ یہ بے ڈول، غیر مہذب، مغربی قصہ گو کون ہوتا ہے۔ جس کی ماتحتی کی توقع کی جاتی

ہے۔ وہ تو سیاست کا ایک حادثہ تھا جس کی وجہ سے ایسا شخص ان کا پریذیڈنٹ بن گیا۔ دراصل وہ اس عہدے کے لئے بالکل موزوں نہیں ہے۔ اسے نفرت سے "سیاہ گھوڑا" کہتے تھے۔

1860ء میں بیٹس (Bates) جو اٹارنی جنرل تھا۔ پریذیڈنٹ بننے کی توقع رکھتا تھا اس نے اپنی ڈائری میں یہ نوٹ کیا ہوا تھا کہ ری پبلکن پارٹی نے زبردست غلطی کی جو پریذیڈنٹ کے امیدوار کے طور پر لنکن کو نامزد کیا۔ اس میں قوت ارادی اور مقصدیت کی کمی ہے۔ اور حکمرانی کرنے کی صلاحیت نہیں ہے۔ چیز کو بھی امید تھی کہ وہ اس عہدے کے لئے نامزد ہوگا۔ زندگی کے آخری لمحات تک وہ لنکن کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتا رہا۔ اگرچہ اس میں کچھ ہمدردی کا رنگ بھی پایا جاتا تھا سیورڈ بھی سخت مایوس تھا۔ اور اس کی زندگی نہایت تلخ تھی۔ وہ اپنے آپ کو پریذیڈنٹ کے عہدے کے لئے سب سے موزوں خیال کرتا تھا۔ اور وہ سمجھتا تھا کہ اسے انتظام سلطنت کا بیس سالہ تجربہ ہے۔ لیکن لنکن کو کس بات کا تجربہ ہے؟ اس نے گیلیوں کے مکانوں میں نیو سلیم میں ایک کریانہ سٹور کھولا ہوا تھا۔ اور اسے چلانے میں بھی ناکام رہا ہاں ایک بات اور ہے وہ ڈاکخانے کا انچارج رہا ہے اور ڈاک اپنے ہیٹ میں لئے پھرتا تھا بس اس سیاست دان کا یہی تجربہ ہے اور اب پریذیڈنٹ بن بیٹھا ہے۔ وہ فاش غلطیاں کرتا ہے معاملات کو الجھاتا ہے اور ملک کو چکنی ڈھلان کی مانند تیزی سے تباہی کی طرف لے جا رہا ہے۔ سیورڈ۔۔۔۔ یقین رکھتا تھا کہ دراصل وہی حکومت کرنے کے لئے پیدا ہوا ہے۔ اور لنکن تو صرف نام کا پریذیڈنٹ ہے لوگ

سیورڈ کو "وزیراعظم" کہہ کر پکارتے تھے اور وہ اس لقب کو پسند کرتا تھا۔ وہ سمجھتا تھا کہ ریاست ہائے متحدہ کی نجات کا مدار اسی پر ہے جب اس نے عہدہ قبول کیا تو کہتا تھا کہ میں ہی ملک اور اس کی آزادی کو بچاؤں گا۔ جب لنکن کو پریزیڈنٹ کا عہدہ سنبھالے پانچ ہفتے گزرے تو سیورڈ نے اسے ایک یادداشت بھیجی جس میں پرلے درجہ کی شوخی اور دیدہ دلیری پائی جاتی تھی بلکہ اس میں واضح طور پر گستاخی کا اظہار ہوتا تھا۔ قوم کی تاریخ میں ایسی متکبرانہ اور گستاخانہ تحریر کہیں نہیں پائی جاتی۔ سیورڈ۔۔۔۔ نے لکھا کہ ایک مہینہ گزرنے کو آیا ہے اور تمہاری کوئی اندرونی یا بیرونی حکمت عملی مرتب نہیں ہوئی۔ پھر اس نے احساس برتری کا اظہار کرتے ہوئے لنکن پر زبردست تنقید کی۔ اور اسے مملکت چلانے کے طریقوں سے مطلع کیا۔ پھر اس نے مشورہ دیا کہ اسے کاروبار مملکت میں دخل اندازی کی ضرورت نہیں۔ اور وہ تمام نظام خود سنبھال لے گا اور ملک کو جہنم رسید ہونے سے بچالے گا سیورڈ میکسیکو میں فرانس اور سپین کی حکمت عملی کو پسند نہیں کرتا تھا چنانچہ اس نے ان ممالک کو چٹھیاں لکھیں اور ان سے جواب طلبیاں کیں ایک چٹھی میں اتنی واضح تنبیہہ تھی اور اس کا لب ولہجہ اس قدر دھمکی آمیز تھا کہ اگر لنکن بعض پیراگراف نہ کاٹ دیتا اور بعض کی زبان کو شائستہ نہ بنا دیتا، تو شاید اس کی وجہ سے جنگ ہی چھڑ جاتی، سیورڈ نے ایک چٹکی نسوار لیتے ہوئے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ جنوبی کیرولینا (Carolina) میں کوئی طاقت مداخلت کرے۔ پھر شمالی علاقے بھی اس جنگ میں کود پڑیں۔ اس پر جنوبی ریاستیں مشترکہ دشمن کو نکالنے کے لئے لڑیں گی۔ اور ان میں اتحاد پیدا ہو

جائے گا۔

اب انگلینڈ کے ساتھ جنگ شروع ہونے ہی والی تھی ایک شمالی علاقے کی توپ خانہ کی کشتی نے انگریزی ڈاک کے جہاز کو روک لیا۔ اور دو نیم وفاقی کمشنروں کو جو انگلینڈ اور فرانس جا رہے تھے۔ پکڑ کر بوسٹن کے جیل میں بند کر دیا۔ اب انگلینڈ نے جنگ کی تیاریاں شروع کر دیں۔ اور ہزاروں سپاہیوں پر مشتمل فوج بحر اوقیانوس کو عبور کرا کر کینیڈا بھیج دی۔ یہ فوج شمالی علاقہ پر حملہ کرنے والی تھی کہ لنکن کو (جیسا وہ کہتا تھا) تلخ گولی نگلنا پڑی، اسے نیم وفاقی کمشنروں کو چھوڑنا پڑا اور معافی مانگنی پڑی لنکن سمجھتا تھا کہ ملک کے کاروبار کے لئے کسی اچھے مشیر کی ضرورت ہے کیونکہ اسے ان معاملات کا زیادہ تجربہ نہ تھا۔ اسی نظریے سے اس نے سیورڈ کا تقرر کیا تھا لیکن معاملہ الٹا پڑ گیا۔ وہ اس حد تک پہنچ گیا جس کا اوپر ذکر ہو چکا ہے تمام واشنگٹن میں یہ بات مشہور تھی کہ سیورڈ ہی تمام مملکت کا کاروبار چلا رہا ہے اس پر میری لنکن کی خودی کو بہت چوٹ لگی۔ اور اس نے اپنے خاوند کو ترغیب دی کہ وہ اپنی حیثیت کو قائم کرے اس نے جواب دیا ’’میں خود چاہے حکومت کروں یا نہ کروں سیورڈ یقیناً حکومت نہیں کرے گا‘‘ حکمران دراصل میرا ضمیر ہے اور میرا خدا ہے اور ان لوگوں کو ابھی اس حقیقت کو سمجھنا ہے ایک وقت آیا جب سب نے اس حقیقت کو پا لیا۔

چیز (Chase) نہایت خوبصورت چھ فٹ دو انچ کا جوان تھا۔ وہ نہایت مہذب اور فاضل تھا۔ اور تین زبانوں پر عبور رکھتا تھا وہ واشنگٹن سوسائٹی کی ایک مقبول ہوسٹس کا والد تھا۔ اسے اس بات کا بڑا صدمہ تھا کہ امریکہ کے پریذیڈنٹ کو

کھانے کا آرڈر دینے کا طریقہ بھی نہیں آتا۔ وہ نہایت پارسا تھا۔ وہ اتوار کو تین دفعہ گرجے جاتا تھا وہ اپنے غسل کے ٹب میں بھی دعائیں پڑھتا تھا اس نے قومی سکوں پر یہ الفاظ کندہ کرائے ہوئے تھے ہم خدا پر بھروسہ رکھتے ہیں وہ شام کے وقت سونے سے پہلے بائبل کی وعظ پڑھتا تھا اور اسے وہ پریذیڈنٹ بڑا ہی عجیب معلوم ہوتا تھا جو اپنے سونے کے بستر میں "آرٹمیس وارڈ" (Aertemus Ward) یا "پٹرولیم نسبی" (Petroleum Nasby) جیسی کتابیں رکھتا تھا۔ لنکن کی مزاحیہ طبیعت، جس کا اظہار تقریباً ہر وقت اس کی طرف ہوتا تھا "چیز" کو بالکل پسند نہ تھی بلکہ اسے ایسی طبیعت سے چڑ تھی ایک دن لنکن کا ایک لنگوٹیا یار الی نائز سے پریذیڈنٹ ہاؤس آ گیا چوکیدار نے اسے غور سے دیکھا، اور کہا اس وقت تم پریذیڈنٹ سے ملاقات نہیں کر سکتے۔ کیونکہ وہ کابینہ کی میٹنگ کی صدارت کر رہا ہے۔ اجنبی نے احتجاجاً کہا اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا تم جا کر ایب (Abe) کو صرف یہ بتا دو کہ اورلینڈ (Orlando) آیا ہے۔ اور وہ لنگڑے لولے انصاف کے متعلق ایک کہانی سنانا چاہتا ہے وہ مجھے اندر بلا لے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا لنکن نے اسے بلا لیا اور بڑے تپاک کے ساتھ اس سے مصافحہ کیا۔ اپنی کابینہ کی طرف مخاطب ہو کر اس نے کہا معزز حاضرین! یہ میرا دوست اولینڈو ۔۔۔۔ ہے اور یہ ہمیں لنگڑے لولے انصاف کی کہانی سنانا چاہتا ہے یہ بڑی اچھی کہانی ہے اس لئے ہم اپنا کام بند کرتے ہیں چنانچہ سنجیدہ سیاست دانوں نے اہم قومی کام ملتوی کر دیا۔ اور انہوں نے اورلینڈو کی کہانی سنی کہانی سن کر لنکن نے بلند آواز سے قہقہے لگائے۔

چیز۔۔۔ بہت نا امید تھا اسے قوم کے مستقبل کے متعلق بہت خدشہ تھا اسے شکایت تھی کہ لنکن جنگ کا مذاق اڑا رہا ہے وہ بڑی تیزی سے ملک کو دیوالیہ بنا رہا ہے اور تباہ کر رہا ہے۔ چیز۔۔۔۔ سیورڈ۔۔۔۔ سے بہت جلتا تھا وہ خود سیکرٹری آف سٹیٹ بننا چاہتا تھا اسے حیرانی تھی کہ اس کا حق کیوں دبایا گیا ہے۔ اور مغرور سیورڈ کو سیکرٹری آف سٹیٹ کیوں بنایا گیا ہے اور اسے خزانے کا سیکرٹری مقرر کیا گیا ہے اس کے دل میں سیورڈ کے متعلق سخت نفرت تھی وہ اب 1864ء کا انتظار کر رہا تھا۔ اس الیکشن میں وہ پریذیڈنٹ بننے کا پختہ ارادہ رکھتا تھا اب اسے کسی اور عہدے کا خیال نہ تھا "چیز" کو صرف پریذیڈنٹ بننے کا مالیخولیا تھا۔ لنکن کے سامنے وہ اپنے کو اس کا دوست ظاہر کرتا تھا لیکن اس کی عدم موجودگی میں اس کا سب سے بڑا دشمن تھا لنکن نے کچھ فیصلے ایسے کیے جن سے بااثر لوگ ناراض ہو گئے۔ ایسے مواقع پر چیز اس کے پاس جاتا اس کے ساتھ ہمدردی کرتا اور کہتا کہ تمہارا فیصلہ درست ہے لیکن اس کی عدم موجودگی میں لوگوں کو اس کے خلاف بھڑکاتا تھا۔ اور انہیں یقین دلاتا کہ اگر چیز لنکن کی جگہ ہوتا تو معاملات کو عمدگی کے ساتھ سلجھاتا لنکن کہتا تھا کہ " چیز۔۔۔ نیلی مکھی ہے اور ہر جگہ پر انڈے دیتی ہے" کئی مہینوں تک یہی حالت رہی اور اس نے اپنے حقوق کو بڑی حوصلہ مندی سے نظر انداز کیے رکھا۔ وہ کہتا تھا چیز قابل آدمی ہے لیکن پریذیڈنٹ کے عہدے کے بارے میں وہ نیم پاگل ہے۔ اس نے اچھا سلوک نہیں کیا۔ لوگ کہتے ہیں کہ اب اسے ختم کرنے کا موقع ہے۔ لیکن میں ایسا نہیں کروں گا۔ اگر شخص کوئی اچھا کام کر سکتا ہے تو میں اسے ایسا کرنے دوں

گا۔ جب تک وہ محکمہ مال کے فرائض اچھی طرح انجام دیتا ہے میں اس کی خامیوں کی پروا نہیں کروں گا لیکن حالات روز بروز اور خراب ہوتے گئے جب کوئی بات اس کی مرضی کے مطابق نہ ہوتی تو وہ استعفیٰ دے دیتا اس نے پانچ مرتبہ ایسا کیا آخر برداشت کی بھی کوئی حد ہوتی ہے جب ان کے تعلقات اتنے ناگوار ہو گئے کہ وہ ایک دوسرے سے ملاقات بھی نہ کرتے تھے تو پریذیڈنٹ نے اس کا استعفیٰ منظور کر لیا۔ چیز حیران رہ گیا سینٹ ۔۔۔ کی مالیاتی کمیٹی کے ممبران خود وائٹ ہاؤس گئے۔ انہوں نے کہا کہ چیز کے جانے کا مطلب یہ ہوگا کہ ملک بہت بڑی مصیبت اور آفت میں مبتلا ہو جائے گا لنکن نے انہیں سمجھایا کہ چیز اس پر حکمرانی کرنا چاہتا ہے اور لنکن کو پسند نہیں کرتا اب تو جو کچھ اس نے لکھ دیا ہے اسی کے مطابق عمل ہوگا اب ہم اس کی خدمات سے فائدہ نہیں اٹھائیں گے اگر ضروری ہوا تو میں خود استعفیٰ دے دوں گا مگر اس کے ساتھ کام کرنے کے لئے ہرگز تیار نہیں ہوں میں اس کے ساتھ کام کرنے کی بجائے واپس جا کر الی نائز کے کھیتوں میں کام کرنے اور محنت مزدوری سے روزی کمانے کو ترجیح دوں گا لیکن جہاں تک اس کی قابلیت کا تعلق تھا لنکن کو اس کا اعتراف تھا اس کا نظریہ یہ تھا کہ جس قدر عظیم لوگوں کی اس سے ملاقات ہوئی ہے۔ چیز ۔۔۔۔۔۔ ان سے ڈیڑھ گنا زیادہ عمدگی کے ساتھ کام کر سکتا ہے تعلقات میں اس قدر تلخی کے باوجود لنکن نے اسے ریاستہائے متحدہ کی سپریم کورٹ کا چیف جسٹس بنا دیا۔

چیز کی طبیعت شیفن ۔۔۔ کی نسبت بہت مختلف تھی۔ وہ ظاہر مطیع اور فرمانبردار

تھا۔ لیکن سٹینٹن تند خو اور نافرمان تھا تمام عمر تیز طبیعت اور غلطی خوردہ رہا۔ اس کا والد ایک ڈاکٹر تھا گودام میں اس نے انسانی ہڈیوں کا ڈھانچہ لٹکا رکھا تھا اور اسے یہ امید تھی کہ اس کا بیٹا بھی ڈاکٹر بنے گا نوجوان سٹینٹن ۔۔۔۔ اپنے ساتھیوں کو ہڈیوں کے ڈھانچے کے متعلق لیکچر دیتا تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام اور نوح علیہ السلام کے سیلاب کے متعلق تفصیلاً تذکرہ کرتا تھا اس کے بعد وہ کولمبس اور اوہیو ۔۔۔ چلا گیا اور کتابوں کی ایک دکان میں کلرک بن گیا۔ ایک دن وہ تھوڑے عرصہ کے لئے باہر نکلا اس کی غیر حاضری میں کنبے کی ایک لڑکی بیمار ہوگئی اسے ہیضے کا عارضہ ہوگیا۔ اور وہ مرگئی جب سٹینٹن واپس گھر پہنچا تو اسے اس کی وفات کا یقین بھی نہیں آتا تھا۔ اس کے دماغ میں سمایا تھا کہ اسے زندہ درگور کیا گیا ہے اس لئے وہ قبرستان چلا گیا ایک کسی پکڑی اور لاش کو بڑے جوش سے باہر کھینچ لایا۔ کئی سال بعد جب اس کی اپنی بیٹی لوسی فوت ہوئی تو اس کی قبر کو کھود کر اس کی لاش کو بھی نکال لایا تھا اور ایک سال سے بھی زیادہ عرصہ تک اپنے سونے کے کمرے میں رکھا تھا۔ جب بیگم سٹینٹن فوت ہوئی اس نے رات کو استعمال کرنے والی اس کی ٹوپی اور گاؤن اپنے پاس بستر میں رکھ لئے اور انہیں دیکھ کر زار زار روتا تھا۔ بلاشبہ وہ غم کے مارے نیم پاگل ہوگیا تھا۔

کسی زمانے میں لنکن اور سٹینٹن کی ملاقات پہلی دفعہ ایک مقدمے کی سماعت کے سلسلے میں فلاڈلفیا میں ہوئی تھی اور وہ اپنے موکل کے دفاع کے لئے وہاں ٹھہرے تھے لنکن نے مقدمے کا بغور مطالعہ کیا تھا۔ اور غیر معمولی محنت کے ساتھ کیس تیار کیا تھا وہ خود اسے عدالت میں پیش کرنا چاہتا تھا، لیکن سٹینٹن اور ہارڈنگ کے لئے یہ امر

باعث شرم تھا۔ انہوں نے حقارت سے ایک طرف ہٹایا۔ اور اس کی تذلیل کی اور عدالت کے سامنے ایک لفظ بھی بولنے کی اجازت نہ دی لنکن نے اپنی تقریر کی ایک نقل انہیں دی لیکن انہوں نے اسے بیہودہ سمجھا اور اس کے دیکھنے کی تکلیف بھی گوارا نہ کی وہ عدالت میں اس کے ساتھ جانا اور واپس آنا پسند نہیں کرتے تھے اور نہ ہی اسے اپنے کمروں میں آنے کی دعوت دیتے تھے یہاں تک کہ وہ اس کے ساتھ مزے پر کھانا بھی نہیں کھاتے تھے وہ اسے اچھوت سمجھتے تھے سٹینٹن نے کہا میں اس ناکارہ دیہاتی۔ طویل بازوؤں والے بندر کے ساتھ تعلقات نہیں رکھنا چاہتا جو شخص چہرے سے شریف آدمی معلوم نہیں ہوتا میں اسے ترک کر دیتا ہوں لنکن نے یہ باتیں سن لی تھیں وہ کہتا تھا جتنا برا سلوک اس شخص نے میرے ساتھ کیا ہے میں کسی اور سے کبھی ایسی توقع نہیں رکھ سکتا جب لنکن پریزیڈنٹ بن گیا تو سٹینٹن کی نفرت اور مایوسی میں اور زیادہ شدت پیدا ہوگئی۔ وہ اسے اذیت ناک فاتر العقل کہتا تھا اور سمجھتا تھا کہ اس میں حکومت چلانے کی کوئی صلاحیت نہیں ہے اس کے خیال میں کسی فوجی ڈکٹیٹر کو چاہئے تھا کہ اسے سبکدوش کر دیتا۔ سٹینٹن نے بار بار اس بات کا اظہار کیا کہ ڈو چیلو۔۔۔۔ بڑا بے وقوف ہے جو گوریلے کی تلاش میں افریقہ گیا ہے حالانکہ ایک گوریلا (لنکن) وائٹ ہاؤس میں موجود ہے اس نے اپنے ایک خط میں جو بکچنن ۔۔۔۔ کو لکھا پریزیڈنٹ کے لئے بہت برے الفاظ استعمال کئے جنہیں طبع نہیں کیا جاسکتا۔

لنکن کو عہدہ سنبھالے دس مہینے ہو چکے تھے اور اسوقت تمام ملک میں کاروباری

لوٹ کھسوٹ کا زور تھا ٹھیکے دار گورنمنٹ کو لوٹ رہے تھے اس کے علاوہ غلاموں کو مسلح کرنے کے سوال پر لنکن اور سائمن میں بڑا اختلاف تھا۔ لنکن نے سائمن سے استعفیٰ دینے کے لئے کہا، تاکہ جنگ میں ٹھیک طور سے کام ہو سکے۔ وہ جانتا تھا کہ یونین کا مستقبل اس کی درست تقرری پر منحصر ہے، وہ جانتا تھا کہ کون شخص کس کام کے لئے موزوں ترین ہے۔ اس نے اپنے ایک دوست سے کہا ''میں اپنے اونچے وقار کی پروا نہیں کروں گا اور سٹینٹن کو محکمہ جنگ کا سیکرٹری مقرر کروں گا۔'' یہ تقرر لنکن کی عقل وخرد کا سب سے بڑا ثبوت ہے سٹینٹن اپنے دفتر میں کھڑا رہتا۔ کلرک اس کے اردگرد مشرقی غلاموں کی طرح کانپ رہے ہوتے۔ جیسے وہ اپنے آقا کے سامنے کھڑے ہوں وہ دن رات کام کرتا تھا کھانے اور سونے کے لئے گھر نہیں جاتا تھا وقت ضائع کرنے والے نااہل فوجی افسروں کو دفتروں میں گھومتے ہوئے دیکھ کر اس کا چہرہ سرخ ہو جاتا تھا اور وہ انہیں ہرگز معاف نہیں کرتا تھا۔ ناکارہ اور بددیانت ٹھیکیداروں پر ٹوٹ پڑتا۔ آئین کی قطعاً پرواہ نہیں کرتا تھا اور جرنیلوں کو بھی حراست میں لیتا اور جیل میں ڈال دیتا۔ آئین کی قطعاً پرواہ نہیں کرتا تھا اور جرنیلوں کو بھی حراست میں لیتا اور جیل میں ڈال دیتا۔ کئی کئی مہینے ان پر کوئی مقدمہ نہیں چلاتا تھا وہ میکی لان کے سامنے ایسے لیکچر دیتا۔ گویا وہ کسی رجمنٹ کو ڈرل کرا رہا ہو۔ اس نے فوج اور فوج کے ساتھ تعلقات رکھنے والے تمام محکموں کا کام خود سنبھال لیا۔ لنکن بھی اس کے دفتر کی معرفت تاریں بھیجتا تھا۔ اسی طرح کئی ماہ تک سٹینٹن نے بہت ہی محنت کی، جس سے اسے دمہ اور بدہضمی کا عارضہ لاحق ہو گیا۔ بہر حال اس نے بجلی

کی سی قوت کے ساتھ دن رات کام کیا یہاں تک کہ جنوبی علاقے یونین میں شامل ہو گئے اس مقصد کے حصول کے لئے لنکن ہر قسم کی قربانی کرنے کے لئے تیار تھا ایک دن کانگرس کے ایک ممبر نے اس کے پاس بعض رجمنٹوں کو تبدیل کرنے کی سفارش کرالی۔ اور احکام لے کر محکمہ جنگ کے دفتر میں چلا گیا۔ اس نے یہ احکام سٹینٹن کی میز پر رکھ دیئے سٹینٹن نے انہیں دیکھ کر سختی سے کہا کہ وہ ان کی تعمیل نہیں کرے گا لیکن اس سیاست دان نے احتجاج کرتے ہوئے کہا یہ تو پریذیڈنٹ کا حکم ہے اس نے جواب دیا اگر پریذیڈنٹ ایسا حکم دیتا ہے تو وہ بڑا بیوقوف ہے کانگرس کا ممبر واپس لنکن کے پاس چلا گیا اور اسے تمام واقعات کہہ سنائے۔ اس کا خیال تھا لنکن غصے میں آ کر محکمہ جنگ کے سیکرٹری کو برخاست کر دے گا۔ لیکن اس کی حیرانی کی کوئی انتہا نہ رہی، جب اس نے دیکھا کہ لنکن نے تمام ماجرا بالغور سنا۔ اور آنکھ جھپکتے ہوئے کہا کہ اگر سٹینٹن کہتا ہے کہ میں بہت بیوقوف ہوں تو ضرور ایسا ہی ہوں گا۔ کیونکہ اس کی بات ہمیشہ تقریباً درست ہوتی ہے میں خود اس کے پاس جاتا ہوں اور بات کرتا ہوں چنانچہ وہ اس کے پاس گیا سٹینٹن نے اسے یقین دلایا کہ اس کا حکم غلط ہے۔ اس لئے اسے واپس لے لیا یہ محسوس کرتے ہوئے کہ سٹینٹن ۔۔۔۔ مداخلت کو بالکل پسند نہیں کرتا۔ لنکن عموماً اسے اس کی مرضی پر چھوڑ دیتا تھا وہ کہتا میں اس کی تکالیف میں اضافہ نہیں کرنا چاہتا اس کا کام دنیا میں سب سے زیادہ مشکل ہے فوج میں ہزاروں لوگ ہیں جو ترقی نہ ملنے پر اسے ملزم گردانتے ہیں اس کا بوجھ بے پناہ ہے وہ ہمارے قومی سمندر کے کنارے ایک چٹان کی حیثیت رکھتا ہے۔ جس کے ساتھ پانی

کی لہریں آ آ کر ٹکراتی ہیں اور پھر ناکام واپس ہو جاتی ہیں میرے لئے یہ سمجھنا بھی مشکل ہے کہ ایسے حالات میں وہ زندہ کیسے ہے اور وہ مخالفت کے طوفانوں میں کیوں کچلا نہیں جاتا میں اس کے بغیر ناکارہ ہوں کبھی کبھی پریزیڈنٹ اسے مجبور کر کے اس سے کوئی کام لیتا تھا اور اسے یوں کہتا تھا "میرے خیال میں تمہیں یہ کام کرنا ہی پڑے گا اور وہ کام اسے کرنا پڑتا تھا صرف ایک دفعہ اس نے ایسا حکم دیا، جس میں کوئی شرط نہیں پائی جاتی تھی اس نے لکھا کرنل ایلیٹ ۔۔۔۔کو بریگیڈیئر جنرل بنا دیا جائے۔ اس عبارت کے نیچے صرف اپنا نام لکھا۔"

انجام کار سٹینٹن اور سیورڈ نے جو ابتدا میں اسے برا بھلا کہتے تھے اور حقیر جانتے تھے اس کا ادب کرنا سیکھ لیا جب لنکن فورڈ تھیٹر کے سامنے مکان کے ایک کمرے میں بستر مرگ پر تھا۔ اسی سٹینٹن نے جو اسے فاتر العقل کہتا تھا ان الفاظ میں اس کی شخصیت کے متعلق اظہار کیا کہ یہ "وہ شخص ہے جس کی مثل آج تک کوئی حکمران پیدا نہیں ہوا۔"

لنکن کو پریزیڈنٹ ہاؤس کی مصروفیات کے بارے میں اس کے ایک سیکرٹری جان ۔۔۔ نے یوں نقشہ کھینچا ہے "وہ انتہائی بے ترتیبی سے کام کرتا تھا ترتیب اور اصول کے مطابق کام کرنے کی تربیت حاصل کرنے میں اسے چار سال لگے۔ وہ ہر اصول بڑی عجلت سے توڑ دیتا تھا ہر وہ بات جو اسے پبلک سے دور رکھتی تھی ناپسند تھی۔ اگرچہ وہ نامعقول شکایات کی وجہ سے پریشان بھی بہت ہوتا تھا۔ وہ بہت کم خط لکھتا تھا اور جو خطوط اسے ملتے تھے پچاس میں سے صرف ایک پڑھ سکتا تھا ابتدا

میں ہم نے اس کی توجہ اس طرف دلائی لیکن آخر کار وہ تمام ڈاک ہمارے سپرد کر دیتا تھا اور جو جواب ہم لکھتے تھے بغیر مطالعہ کئے دستخط کر دیتا تھا۔ وہ خود ہفتے میں چھ سے زیادہ خطوط نہیں لکھتا تھا اگر کوئی نازک مسئلہ درپیش ہوتا تو شاذونادر ہی چٹھی لکھتا۔ نکولے۔۔۔ کو یا مجھے بھیج دیتا تھا۔ وہ عام طور پر دس سے گیارہ بجے کے درمیان سونے کے لئے بستر پر لیٹتا تھا اور صبح سویرے بیدار ہو جاتا تھا جب وہ دیہاتی علاقہ میں ہوتا تو نہایت سادہ ناشتہ کرتا تھا۔ جو ایک انڈے، ٹوسٹ کی ایک قاش اور قہوے کی ایک پیالی پر مشتمل ہوتا تھا۔ اور آٹھ بجے سے پہلے واشنگٹن پہنچ جاتا تھا سردی کے موسم میں وہ وائٹ ہاؤس میں صبح سویرے نہیں اٹھتا تھا۔ اسے گہری نیند تو نہیں آتی تھی البتہ بستر میں دیر تک پڑا رہتا تھا دوپہر کے وقت سردی کے موسم میں وہ ایک بسکٹ کے ساتھ ایک گلاس دودھ پیتا تھا گرمی کے موسم میں کچھ پھل یا انگور استعمال کرتا تھا محض اصولی طور ہی پر نہیں بلکہ شراب اسے فطری طور پر پسند نہ تھی بعض اوقات تفریح طبع کے لئے وہ کوئی لیکچر یا مباحثہ سننے کے لئے یا تھیٹر میں پہنچ چلا جاتا تھا وہ بہت کم مطالعہ کرتا تھا بمشکل ہی کبھی اس نے اخبار پڑھا ہوگا۔ وہ صرف اس وقت اخبار دیکھتا تھا جب کسی خاص مضمون کی طرف اس کی توجہ مبذول کرائی جاتی تھی وہ اکثر کہا کرتا تھا جو کچھ اخبار میں موجود ہے میں اس سے زیادہ جانتا ہوں اسے شرمیلا کہنا بالکل غلط ہے کیونکہ کوئی عظیم شخص کبھی شرمیلا نہیں ہوتا۔"

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

خانہ جنگی کی وجوہات

آج ایک عام امریکی سے پوچھیں کہ امریکہ میں خانہ جنگی کیوں ہوئی تھی تو وہ جواب دے گا کہ غلاموں کو آزاد کرانے کے لئے کیا یہ جواب درست ہے؟ آیئے ہم اس کا جائزہ لیں۔

لنکن کے افتتاحی خطاب کے چند جملے ملاحظہ کیجئے ''غلامی کے معاملات میں بالواسطہ یا بلاواسطہ دخل دینا میرا مقصد نہیں ہے مجھے اس کا قانونی حق بھی نہیں پہنچتا، نہ میری طبیعت کا رجحان اس طرف ہے۔''

حقیقت یہ ہے کہ اٹھارہ ماہ سے توپیں گرج رہی تھیں اور بے شمار لوگ زخمی ہو رہے تھے لنکن نے اعلان آزادی کیا اس عرصے میں انقلابیوں اور غلامی کی تنسیخ کے حامیوں نے لنکن پر زبردست تنقیدی حملے کئے اور عملی قدم اٹھانے کے لئے مجبور کیا ایک دفعہ شکاگو کے وزیروں کا ایک وفد وائٹ ہاؤس آیا، اور لنکن سے کہا کہ وہ غلاموں کو فوراً رہا کرنے کا خدائی حکم اس کے پاس لائے ہیں۔ لنکن نے جواب دیا کہ اگر خدا کا کوئی ایسا ہی حکم تھا تو اس کے پاس، براہ راست آنا چاہیے تھا نہ کہ شکاگو کے راستے بالآخر ہارلیس گریلے۔۔۔ نے لنکن کے بے عملی سے تنگ آ کر اپنے اخبار میں ایک طویل اداریہ لکھا۔ جس کا عنوان تھا ''بیس لاکھ عوام کی دعا'' پورے دو کالم تنسیخ غلامی کے متعلق شکایات سے پر تھے لنکن کا جواب زوردار واضح مگر مختصر تھا اس ان یادگاری الفاظ کے ساتھ اپنا جواب ختم کیا'' اس جدوجہد میں میرا سب سے

بڑا مقصد یونین کو بچانا ہے غلامی کو بچانا یا تباہ کرنا ہرگز میرا مقصد نہیں ہے اگر میں یونین کو کسی غلام کو آزاد کرائے کے بغیر بچا سکوں تو میں ایسا ہی کروں گا اور اگر یونین کو بچانے کے لئے تمام غلاموں کو آزاد کرنا پڑے، تو میں ضرور انہیں آزاد کراؤں گا غلامی اور سیاہ فام نسل کے متعلق میرا رویہ جو بھی ہے وہ یونین کو بچانے کے لئے ممد اور معاون ہے یہ مقصد حاصل کرنے کے لئے جس قدر اور جیسے اقدام کی ضرورت ہے، میں کروں گا۔ اس منزل کے حصول کے لئے جو غلطیاں مجھ سے سرزد ہوں میں ان کی اصلاح کے لئے ہر وقت تیار ہوں۔ میرے جو نظریات غلط ثابت ہو جائیں، انہیں خیر باد کہہ کرنے اور سچے نظریات اپنانے میں مجھے کوئی باک نہیں۔ میں نے اپنے فرائض کے متعلق اپنے خیالات وضاحت سے بیان کر دیئے ہیں، لیکن میری ذاتی خواہش میں ترمیم کی کوئی گنجائش نہیں اور وہ یہ ہے کہ انسانوں کو ہر جگہ آزاد ہونا چاہئے۔"

لنکن کو یقین تھا کہ اگر یونین قائم رہ جائے، تو غلامی خود بخود قدرتی موت مر جائے گی۔ لیکن اگر یونین قائم نہ رہے تو غلامی صدیوں تک قائم رہے گی۔ چار ریاستیں، جہاں غلامی رائج تھی۔ شمالی علاقہ کے ساتھ منسلک تھیں اس کا خیال تھا کہ اگر اس نے جلدی میں غلاموں کی آزادی کا اعلان کر دیا، تو یہ ریاستیں بھی نیم وفاق کی حامی ہو جائیں گی اور یونین ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گی اس زمانے میں یہ مقولہ عام تھا کہ لنکن یہ تو چاہتا ہے، کہ خدائی تائید اسے حاصل رہے لیکن وہ کینٹکی کو بہر حال اپنے ساتھ ملائے رکھنا چاہتا تھا اس لئے وہ بڑی احتیاط سے وقت کی نبض پر

ہاتھ رکھے ہوئے تھا وہ پھونک پھونک کر قدم اٹھاتا تھا اس نے خود ایسے علاقے میں شادی کی ہوئی تھی جہاں غلامی رائج تھی اس کی بیوی کے حصے میں جو رقم آئی تھی، وہ بھی غلاموں کی فروخت کی وجہ سے آئی تھی اور اس کا ایک ہی مخلص دوست تھا جس کا نام جوشوا اسپیڈ تھا وہ بھی ایسے خاندان سے تعلق رکھتا تھا جس کے پاس غلام موجود تھے جنوبی ریاستوں کے نقطہ نگاہ سے اسے ہمدردی تھی دوسرے ایک وکیل کی حیثیت سے اسے قانون جائیداد اور آئین کا پاس تھا۔ وہ کسی کے لئے تکلیف کا موجب نہیں بننا چاہتا تھا اس کا نظریہ یہ تھا کہ غلامی کی ذمہ داری جتنی جنوبی ریاستوں پر ہے اتنی ہی شمالی ریاستوں پر بھی ہے اس سے نجات حاصل کرنے کے لئے دونوں حصوں کو برابر قربانی کرنی چاہیے۔ چنانچہ اس نے ایسا منصوبہ تیار کیا جو عین اس کے نظریے کے مطابق تھا۔ غلام آزاد کرنے پر غلاموں کے مالکوں کے لئے چار سو ڈالر معاوضہ مقرر کیا گیا۔

غلاموں کی آزادی کا مرحلہ یکم جنوری 1900ء تک ختم ہوتا تھا اس نے تمام سرحدی ریاستوں کے نمائندوں کو وائٹ ہاؤس میں طلب کیا اور انہیں یہ تجویز قبول کرنے کی ترغیب دی اور کہا اس سکیم پر آہستہ آہستہ عمل ہوگا۔ اور یہ آسمان سے شبنم پڑنے کی مثل ہے جس سے کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ کیا تم اسے گلے نہیں لگاؤ گے؟ کوئی ایسی سکیم خدا کی طرف سے پہلے نازل نہیں ہوتی قدرت کی طرف سے یہ تمہارے لئے بہت بڑا عطیہ ہے مجھے امید ہے کہ آنے والی نسلیں اس بات کا افسوس نہیں کریں گی کہ تم نے ایسی سکیم کو نظر انداز کر دیا۔ لیکن انہوں نے اس کی اپیل پر کوئی

کان نہ دھرا۔ اور اس سکیم کو کلی طور پر رد کر دیا۔ لنکن اس پر بے حد مایوس ہوا۔ اس نے کہا کہ مجھے اس گورنمنٹ کو بہر صورت بچانا ہے میں یہ مقصد پانے کے لئے کسی کوشش سے دریغ نہیں کروں گا۔ مجھے یقین ہے کہ غلاموں کو آزاد کرنا اور انہیں مسلح کرنا ایک حقیقی فوجی ضرورت ہے۔ میرے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ یا تو غلاموں کو آزاد کر کے مسلح کروں یا یونین کو ختم ہونے دوں۔ اس مقصد کے حصول کے لئے اسے فوراً ہی اقدام کرنا پڑا۔ کیونکہ فرانس اور انگلینڈ نیم وفاق کو منظور کرنے ہی والے تھے۔ اس کی وجہ بالکل واضح تھی، جو ہر شخص کی سمجھ میں آسانی سے آسکتی تھی پہلے فرانس کے معاملے کو لیجئے نپولین سوم نے میری ٹیبا (Marie Teba) سے شادی کی تھی جو دنیا بھر میں نہایت حسین و جمیل مشہور تھی اور وہ اسے اپنے کارنامے دکھانا چاہتا تھا وہ اپنے چچا نپولین بونا پارٹ کی طرح گرد عظمت اور شہرت کا ہالہ قائم کرنا چاہتا تھا اس لئے جب ریاستیں دست و گریباں تھیں تو اس نے میکسیکو میں اپنی فوج کو داخل ہونے کا حکم دے دیا۔ چند ہزار مقامی باشندوں کو تہہ تیغ کیا اور ملک پر قبضہ کر لیا۔ اس کا نام فرانسیسی میکسیکو رکھا اور آرک ڈیوک میکسی ملین کو تخت نشین کر دیا۔ نپولین کو یقین تھا کہ اگر نیم وفاقی ریاستیں جیت گئیں تو وہ اس کی سلطنت کی طرف داری کریں گی لیکن اگر وفاقی جیت گئے تو فرانس کو میکسیکو سے نکال دیا جائے گا اس لئے نپولین کی خواہش تھی کہ جنوبی ریاستیں علیحدگی اختیار کر لیں اس کام میں وہ ان کی ہر ممکن مدد کرنا چاہتا تھا جنگ کے آغاز میں شمالی حصے کی بحریہ نے جنوبی بندرگاہوں کی ناکہ بندی کر لی نو ہزار چھ سو چودہ میل کے علاقہ کو محصور کر لیا یہ دنیا کی سب سے بڑی

ناکہ بندی تھی نیم وفاقی ریاستوں کے باشندے سخت مایوس ہوئے کیونکہ وہ نہ اپنی روئی بیچ سکتے تھے نہ باہر سے اسلحہ، بارود، طبی امداد اور رسد حاصل کر سکتے تھے۔ وہ قہوہ کی بجائے روئی کے بنولے اور سپاری کا اثر نکال کر استعمال کرنے پر مجبور ہو گئے چائے کی بجائے جنگلی بیریوں کے پتے ابال کر استعمال کرنے لگے اخبار دیواری کاغذ پر شائع ہوتے تھے کیونکہ اخباری کاغذ نایاب ہو گیا تھا زمین سے شورہ حاصل کیا جاتا تھا اور اس کا نمک بنایا جاتا تھا گرجوں کی گھنٹیاں تحلیل کر کے توپیں بنائی جاتی تھیں ٹراموں کے لوہے سے توپ خانے کی کشتیاں بنائی جانے لگیں جنوبی ریاستیں آمد و رفت کے لئے ریلوں کی مرمت کرنے کی سکت بھی نہیں رکھتی تھیں غلہ جس کی قیمت پہلے دو ڈالر فی بشل ۔۔۔۔۔ تھی رچ مانڈ ۔۔۔۔ میں پندرہ ڈالر تک فروخت ہو رہا تھا اور ورجینیا کے لوگ فاقہ کشی کر رہے تھے لہذا فوری طور پر قدم اٹھانا ضروری تھا۔

نیم وفاقی ریاستوں نے نپولین سوم کو اس شرط پر بارہ لاکھ ڈالر کی روئی دینے کا وعدہ کیا کہ وہ ان کے نیم وفاق کو تسلیم کر لے۔ اور ناکہ بندی کو توڑ دے اس کے علاوہ انہوں نے یہ بھی وعدہ کیا کہ وہ اس قدر خام مال فرانس کو دیں گے کہ ان کی فیکٹریاں رات دن کام کریں گی۔ نپولین نے روس اور انگلینڈ کو بھی ترغیب دی کہ وہ جنوبی ریاستوں کے نیم وفاق کو تسلیم کر لیں انگلینڈ کے امراء نے نپولین کی اس تجویز پر بڑے اشتیاق سے غور کیا وہ امریکن قوم کو دو حصوں میں منقسم دیکھنا چاہتے تھے اور جنوبی علاقے کی روئی کی بھی انہیں شدید ضرورت تھی کیونکہ انگلینڈ کی بیسیوں

فیکٹریاں بند ہو جانے کی وجہ سے ایک لاکھ کارکن بیکار اور قلاش ہو چکے تھے بچے خوراک کی خاطر چلا رہے تھے اور سینکڑوں لوگ فاقوں مر رہے تھے۔ انگریز کارکنوں کے لئے دور دراز علاقوں مثلاً انڈیا اور چین میں بھی چندے جمع کئے جا رہے تھے صرف ایک ہی طریقہ سے انگلینڈ کو روئی مل سکتی تھی اور وہ طریقہ یہ تھا کہ انگلینڈ کی حکومت نپولین سوم کے ساتھ مل کر نیم وفاق کو تسلیم کر لے اور شمالی علاقے کی ناکہ بندی توڑ دے اگر ایسا ہو جاتا تو اس کے کیا اثرات ہوتے؟ جنوبی علاقے کو توپیں، بارود، قرضہ، خوراک اور ریلوے کا سامان مل جاتا علاوہ ازیں ان میں خود اعتمادی پیدا ہو جاتی اور حوصلہ بڑھ جاتا اس کے بالمقابل شمالی حصے کو کیا ملتا؟ اس کے حصے میں دونے اور طاقت ور دشمن آتے حالات پہلے ہی خراب تھے پھر بالکل ناامیدی طاری ہو جاتی ان مسائل کو ابراہام لنکن سے بہتر اور کوئی نہیں سمجھتا تھا 1862ء میں اس نے اقبال کیا کہ ہم نے اپنا آخری حربہ بھی استعمال کر لیا ہے اب ہمیں نئے طریقے استعمال کرنے چاہئیں، ورنہ ہم ہار جائیں گے پہلے تمام نوآبادیات انگلینڈ سے جدا ہوئیں اب وہ شمالی حصے سے جدا ہو گئی تھیں شمالی حصہ اب انہیں زور بازو ہی سے اپنے ساتھ رکھنا چاہتا تھا لیکن انگلینڈ کے ایک لارڈ کے لئے اس بات کی کوئی اہمیت نہ تھی کہ کسی نوآبادی پر واشنگٹن یا رچ مانڈ سے حکومت کی جا رہی ہے اس لئے ان کے نزدیک یہ جنگ بالکل بے فائدہ اور بے مقصد تھی کارلائل۔۔۔ نے لکھا کہ میرے نزدیک اس جنگ سے احمقانہ اور کوئی بات نہیں تھی لنکن اس بات کی اہمیت سمجھتا تھا کہ یورپ کا نظریہ اس جنگ کے متعلق تبدیل کرنا چاہئے وہ یہ جانتا تھا کہ نظریہ کیسے

تبدیل کیا جا سکتا ہے یورپ کے لاکھوں لوگوں نے ٹام چچا کی کوٹھڑی کے متعلق واقعات پڑھے تھے اور وہ غلامی کی بے انصافی اور ظلم وستم کو حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے لنکن نے یہ بھانپ لیا تھا کہ اگر وہ غلاموں کی آزادی کا اعلان کر دے، تو یورپ کے لوگوں کا نظریہ جنگ کے متعلق تبدیل ہو جائے گا۔ پھر یہ جنگ یونین کے قیام کے لئے نہ رہے گی۔ بلکہ ایک مقدس مقصد یعنی غلامی کو ختم کرنے کے لئے ہوگی اس صورت میں یورپ کی حکومتیں جنوبی علاقوں کے نیم وفاق کو تسلیم نہیں کریں گی جہاں غلامی کا دور دورہ تھا رائے عامہ ان لوگوں کی امداد کرنے کے لئے تیار نہ ہوگی، جو غلامی کی زنجیروں کو مضبوط کرنا چاہتے تھے۔

جولائی 1862ء میں لنکن نے غلاموں کو آزاد کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا لیکن اس وقت تک میکی لان اور پوپ کو ذلت آمیز شکستیں ہو چکی تھیں سیورڈ نے پریذیڈنٹ کو مشورہ دیا کہ ابھی ایسے اعلان کے لئے وقت موزوں نہیں ہے یہ اعلان اس وقت کرنا چاہئے جب فتح قریب ہو۔ لنکن کو یہ بات معقول معلوم ہوئی اور اس نے وقت کا انتظار کیا دو ماہ بعد فتح ونصرت کا وقت آ پہنچا اس وقت اس نے اپنی کابینہ کے ممبران کو تنسیخ غلامی کے مسودے پر بحث کرنے کی دعوت دی یہ نہایت اہم موقع تھا اور سب کے لئے لمحہ فکریہ تھا! لیکن کیا لنکن نے اس موقعے پر سنجیدگی اور متانت کا اظہار کیا؟ نہیں ہرگز نہیں جب بھی کسی اچھی کہانی کا ذکر آتا وہ اسے ضرور پڑھتا وہ اپنے ساتھ چارپائی پر "آرٹیمس وارڈ" کی کتاب رکھتا تھا اور جب کوئی مزاحیہ بات پڑھتا، وہ اٹھ بیٹھتا۔ اور رات کی قمیض پہنے ہوئے وائٹ ہاؤس سے گزرتا ہوا اپنے سیکرٹریوں

کے دفتر چلا جاتا، اور انہیں کہانی سناتا تھا۔ غلاموں کے اعلان آزادی سے ایک روز پیشتر لنکن کے ہاتھ وارڈ ز۔۔۔۔۔۔ کی کتاب کا آخری حصہ لگا اس میں ایک کہانی تھی، جسے وہ بہت پر لطف خیال کرتا تھا کابینہ کے ممبران کو کام شروع کرنے سے پیشتر یہ کہانی سنائی گئی، جب لنکن نے جی بھر کے قہقہے لگا لئے تو کتاب ایک طرف رکھ دی اور سنجیدگی سے کام شروع کر دیا اس نے کابینہ کے ممبروں کو مخاطب کر کے کہا ''جب باغیوں کی فوج فریڈرک میں تھی تو میں نے پختہ ارادہ کر لیا تھا کہ جونہی اسے میری لینڈ کی طرف بھگا دیا جائے میں غلاموں کی آزادی کا اعلان کر دوں۔ میں نے یہ بات کسی کو نہیں بتائی تھی صرف اپنے خالق کے ساتھ وعدہ کیا تھا اب باغیوں کی فوج بھگا دی گئی ہے اور میں وہ وعدہ پورا کرنے والا ہوں میں نے آپ کو اس لئے طلب کیا ہے کہ میں وہ عبارت آپ کو سنا دوں۔ اصل معاملے کے متعلق مجھے آپ کی نصیحت اور مشورے کی ضرورت نہیں کیونکہ اس کے متعلق میں فیصلہ کر چکا ہوں البتہ اگر حرز بیان میں کسی معمولی ترمیم کی ضرورت ہو، تو آپ مجھے مشورہ دے سکتے ہیں اور میں آپ کی تجویز کو بخوشی قبول کروں گا۔''

سیورڈ نے صرف ایک معمولی سی ترمیم پیش کی اور چند منٹوں کے بعد اس نے ایک اور تجویز پیش کی لنکن نے اس سے پوچھا ''آپ نے یکدم دونوں تجاویز کیوں پیش نہ کیں؟'' اس کے بعد لنکن نے اعلان آزادی غلاماں کے متعلق غور و خوض میں توقف کیا تا کہ وہ ایک کہانی سنائے اس نے کہا انڈیانا میں ایک زمیندار کا ایک ملازم تھا اس نے اپنے مالک کو اطلاع دی کہ اس کے بیلوں کی بہترین جوڑی کا ایک بچھڑا

مر گیا ہے تھوڑے سے وقفے کے بعد پھر اس نے کہا کہ اس جوڑی کا دوسرا بیل بھی مر گیا۔ کسان نے پوچھا تم نے مجھے ایک دفعہ کیوں نہ بتا دیا کہ دونوں بیل مر گئے ہیں؟ ملازم نے جواب دیا کہ میں زیادہ نقصان کی اطلاع دے کر بہت زیادہ صدمہ نہیں پہنچانا چاہتا تھا۔

لنکن نے ستمبر 1862ء میں اپنی کابینہ میں غلاموں کی آزادی کے اعلان کا مسودہ پیش کیا لیکن جنوری 1863ء سے پہلے یہ نافذ نہ ہو سکا پس جب کانگرس کا اجلاس ستمبر میں منعقد ہوا تو لنکن نے اس کی تائید کی اپیل کی اس نے اپنا نظریہ پیش کرتے ہوئے ایک نہایت شاندار جملہ قلمبند کیا یہ غیر شعوری منظوم کلام تھا ''ہم دنیا کی آخری امید کو شریفانہ طور پر پورا کریں گے، یا کمینگی کے ساتھ رد کریں گے؟''

1863ء کے نوروز پر لنکن نے وائٹ ہاؤس میں سینکڑوں لوگوں سے مصافحہ کیا دوپہر کو وہ اپنے دفتر واپس ہو لیا اپنا قلم دوات میں ڈالا اور آزادی کے پروانے پر دستخط کرنے لگا۔ تذبذب کی حالت میں وہ سیورڈ سے مخاطب ہوا اور کہا کہ اگر غلامی ظلم نہیں ہے تو دنیا میں کوئی فعل بھی ظلم نہیں ہے میں نے زندگی میں کبھی اس سے زیادہ درست کام نہیں کیا، جو ابھی کرنے والا ہوں لیکن میں صبح نو بجے سے لوگوں سے مصافحہ کرتا رہا ہوں میرے ہاتھ سخت اور سن ہو چکے ہیں یہ دستخط تاریخی اہمیت کے حامل ہوں گے اس لئے اگر کسی نے محسوس کیا کہ میرا ہاتھ کانپ گیا ہے تو وہ کہے گا کہ میں دستخط کرتے وقت ندامت محسوس کر رہا تھا اس لئے اس نے ایک لمحے کے لئے توقف کیا پھر نہایت آہستگی سے مسودے پر دستخط کئے اور ساڑھے تین لاکھ

غلاموں کو آزاد کرادیا اس وقت اس اعلان کا ہر جگہ خیر مقدم نہ ہوا اس کا سب سے بڑا فوری اثر یہ ہوا کہ جنوبی ریاستیں متحد ہو گئیں لیکن شمالی علاقہ میں انشقاق پیدا ہو گیا۔ فوج میں غدر واقع ہو گیا۔ وہ لوگ جو یونین کے قیام کے لئے بھرتی ہوئے تھے آزاد بھبھکوں کو گولی مارنے کے لئے تیار ہو گئے وہ برداشت نہیں کر سکتے تھے کہ غلاموں کو آزاد شہریوں کا درجہ ملے ہزاروں سپاہی بھگوڑے ہو گئے۔ اور فوجی بھرتی پر نہایت برا اثر پڑا۔ سیدھے سادھے لوگ، جن پر لنکن نے انحصار کیا تھا اس کے لئے مایوسی کا باعث ہوئے موسم خزاں کے انتخاب کے نتائج اس کے خلاف تھے اس کی اپنی ریاست الی نائز نے بھی ری پبلکن پارٹی چھوڑ دی۔ انتخاب میں شکست کے علاوہ فوجی لحاظ سے بھی تباہ کن شکست ہوئی۔ برن سائیڈ۔۔۔۔۔ نے انتہائی بیوقوفی کا مظاہرہ کرتے ہوئے لی۔۔۔ پر حملہ کر دیا اور اپنے تیرہ ہزار سپاہی ذبح کرا لئے۔ اٹھارہ ماہ سے ملک اس قسم کے حالات سے دو چار تھا قوم ہراساں اور مایوس تھی ہر شخص مجسم سوال بنا ہوا تھا یہ حالات کب تک قائم رہیں گے؟ پریزیڈنٹ کو ہدف تنقید بنایا جا رہا تھا اس کے جنرل میدان جنگ میں ناکام ہو چکے تھے اس کی حکمت عملی بیکار ثابت ہوئی تھی اور لوگوں کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا یہاں تک کہ کابینہ میں اس کی اپنی پارٹی کے ممبروں نے بھی علم بغاوت بلند کر دیا تھا اور وہ لنکن کو زبردستی وائٹ ہاؤس سے باہر نکال دینے کی فکر میں تھے انہوں نے مطالبہ کیا کہ وہ اپنی پالیسی کو یکسر تبدیل کر دے، یا تمام کابینہ کو ختم کر دے یہ ذلت آمیز کاری ضرب تھی لنکن نے خود اعتراف کیا ہے کہ اس کی سیاسی زندگی میں اس قدر بے چین کرنے والا

اور کوئی واقعہ پیش نہیں آیا وہ کہتا ہے ''سبھی مجھ سے نجات حاصل کرنا چاہتے تھے اور میں انہیں خوش کرنے کے لئے تیار نہ تھا'' ہوریس۔۔۔کو اس بات کا بڑا افسوس تھا کہ 1860ء میں اس نے ری پبلکن پارٹی کو نامزدگی کے لئے کیوں مجبور کیا اس نے کہا کہ یہ اس کی غلطی تھی اور زندگی کی سب سے بڑی غلطی تھی ہوریس۔۔۔۔اور ری پبلکن پارٹی کے دوسرے سرکردہ ممبران نے ایک تنظیم قائم کرلی جس کا مقصد یہ تھا کہ لنکن کو استعفیٰ دینے پر مجبور کیا جائے نائب صدر ہیملن۔۔۔۔کو صدر کا عہدہ پیش کیا جائے اور یونین کی فوجوں کی کمان روز کریز (Rose Crans) کے سپرد کردی جائے۔ لنکن نے اس وقت کے حالات کے متعلق تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے ''ہم تباہی کے کنارے کھڑے ہیں یوں معلوم ہوتا ہے کہ خدا بھی ہمارے خلاف ہوگیا ہے۔ مجھے امید کی کوئی کرن نظر نہیں آتی۔''

☆☆☆☆☆☆☆

جنرل لی کی فتوحات

1863ء کے موسم بہار میں غیر معمولی طور پر شاندار کامیابی کی وجہ سے لی۔۔۔۔ نے شمالی علاقہ پر جارحانہ حملہ کرنے کی ٹھانی۔ اس نے پنسلوینیا۔۔۔۔ کے اہم صنعتی مراکز پر قبضہ کرنے کا پروگرام بنایا تاکہ اپنے سپاہیوں کے لئے جو چیتھڑوں میں ملبوں تھے، بھوکے اور بیمار تھے، خوراک اور ادویات مہیا کرے اور نئی وردیاں تیار کرے، اور اگر ممکن ہو تو واشنگٹن پر قابض ہو کر فرانس اور انگلینڈ کو مجبور کرے کہ وہ نیم وفاقی نظام کو تسلیم کر لیں یہ بڑا خطرناک مگر دلیرانہ اقدام تھا یہاں تک تو بات واضح اور درست تھی لیکن جنوبی ریاستوں کے سپاہیوں کو کچھ ضرورت سے زیادہ غلط فہمی پیدا ہو چکی تھی۔ وہ یہ سمجھتے تھے کہ ان کا ایک شخص تین کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ لیکن جب ان کے افسروں نے انہیں یہ بتایا کہ اگر وہ پنسلوینیا میں داخل ہو گئے۔ تو انہیں دن میں تین مرتبہ گائے کا گوشت ملے گا، تو وہ حملے کا حکم سننے کے لئے بیتاب ہو گئے۔ رچ مانڈ۔۔۔۔ سے روانگی سے پیشتر لی۔۔۔۔ کو گھر سے پریشان کن خبر موصول ہوئی یعنی اس کی ایک لڑکی ناول پڑھتی ہوئی پکڑی گئی تھی یہ سن کر جنرل پریشان ہو گیا اس نے گھر خط لکھا جس میں اپنی بیٹی کو ترغیب دی کہ وہ ناول پڑھنے کی بجائے اور پلوٹو رچ۔۔۔۔ کی سوانح عمریاں بغور مطالعہ کرے۔ مکتوب سے فارغ ہو کر لی۔۔۔ نے بائبل کا مطالعہ کیا اور جیسے اس کا طریق تھا دعا کے لئے رکوع میں چلا گیا۔ اس کے بعد اس نے موم بتی بجھا دی اور

شب خوابی کی تیاری کرنے لگا چند گھنٹوں کے بعد پچھتر ہزار کے لشکر لے کر روانہ ہو گیا۔ اس کی بھوکی فوج فوراً ہی دریائے پوٹومیک کو پار کر گئی اور علاقے میں خوف و ہراس پھیلا دیا کسان اپنے مویشیوں کو لے کر کیمبرلینڈ کی وادی سے نکل گئے اور حبشی خوف زدہ ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے مبادا انہیں دوبارہ پکڑ کر غلام بنالیا جائے۔

لی ۔۔۔۔۔ کا توپخانہ ہیرس برگ ۔۔۔۔۔ کے سامنے گرج رہا تھا یونین کی فوج عقب میں تھی اور ان کی رسل و رسائل کی لائن کاٹنے کے لئے کوشاں تھی لی نے ایک غصیل بیل کی طرح پنسلوینیا کے ایک گاؤں کی طرف کوچ کیا۔ جہاں ایک دینی درس گاہ تھی یہاں گیٹس برس کے مقام پر ملک کی تاریخی جنگ لڑی گئی لڑائی کے پہلے دو دنوں میں یونین فوج کے بیس ہزار جوان کام آئے اور تیسرے روز Lee کو یہ خیال تھا کہ جارج رکٹ ۔۔۔۔ کمک لے کر پہنچ جائے گا اور وہ خوفناک حملہ کر کے شمالی افواج کو تہس نہس کر دے گا۔ اس وقت تک لی حفاظتی دیوار کی اوٹ میں اپنی فوج کو لڑا رہا تھا لیکن کھلے میدان کی لڑائی اس کے لئے ایک نیا تجربہ تھا اس کا خیال آتے ہی اس کا اسسٹنٹ جنرل لانگ سٹریٹ ۔۔۔۔ لڑکھڑا گیا۔ لانگ سٹریٹ نے بے ساختہ پکار کر کہا ''اف میرے خدا! یہ کیا عذاب نازل ہونے والا ہے؟'' پھر وہ جنرل لی کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ دشمن فوج اور ہماری صفوں کے درمیان ایسی رکاوٹیں ہیں، جن پر عبور حاصل کرنا ناممکن ہے ڈھلوان پہاڑیاں ہیں وہاں دشمن کا توپ خانہ اوٹ میں موجود ہے اور ہم ان کی زد میں ہوں گے بے چاری پیدل فوج کو ان کے توپ خانہ کا مقابلہ کرنا پڑے گا اس میدان کو دیکھو جسے ہمیں عبور کرنا ہے

یہاں توپ کے گولوں کے لئے کوئی رکاوٹ نہیں ہوگی میری رائے میں پندرہ ہزار سپاہیوں پر مشتمل فوج کبھی ایسی حالت میں صف آرا نہیں ہوئی ہوگی۔ لیکن لی پر ان باتوں کا کوئی اثر نہ ہوا وہ حملہ کرنے کے لئے بضد رہا۔

اس نے کہا ''ہماری فوج بہترین ہے وہ ہر جگہ اور ہر حالت میں حملہ کرنے کے لئے بے تاب ہے'' لی۔۔۔۔ اپنے فیصلہ پر ڈٹا رہا اور اپنی فوجی زندگی میں سب سے بڑی غلطی کر بیٹھا۔ سیمنٹری پل۔۔۔۔۔ کے اردگرد نیم وفاق کی حامی افواج کی پہلے ایک صد پچاس توپیں نصب تھیں اور ان سے ایک ایسا بند بندھا ہوا تھا جیسا پہلے کبھی دیکھنے میں نہیں آیا تھا۔

لانگ سٹریٹ کی قوت فیصلہ لی۔۔۔۔۔۔ سے زیادہ کام کر رہی تھی اسے یقین تھا کہ اس حملے میں زبردست تباہی ہوئی ہوگی وہ جھک کر آداب بجا لایا اور روتے ہوئے حکم کی تعمیل سے معذوری کا اظہار کر دیا اس کے بعد فوج کی کمان جارج رکٹ۔۔۔۔۔۔ کے پاس آ گئی اس نے مغربی دنیا کا یہ ڈرامائی اور تباہ کن حملہ کرا دیا۔ عجیب اتفاق یہ ہوا کہ جرنیل جسے اتحادیوں کی صفوں پر حملہ کرنے کے لئے حکم دیا گیا تھا لنکن کا پرانا دوست تھا در اصل لنکن ہی نے ویسٹ پوائنٹ پہنچنے میں اس کی مدد کی تھی یہ شخص عجیب ہیئت کذائی کا مالک تھا اس کے بال اتنے لمبے تھے کہ اس کے کانوں کو چھوتے ہوئے کندھوں پر پڑتے تھے اور نپولین کی طرح خطرناک مہمات کے دوران میں بھی وہ عشقیہ خطوط لکھا کرتا تھا اس کے عقیدت مند سپاہیوں نے جب اسے اتحادیوں کی صفوں کی طرف بڑھتے دیکھا تو خوشی سے نعرے لگائے، وہ

سر پر ٹوپی اس زاویہ سے رکھے ہوئے تھا جس سے اس کے آوارہ گرد ہونے کا گمان ہوتا تھا تمام سپاہی نعرے لگاتے ہوئے اس کے پیچھے مارچ کرنے لگے اس وقت کھوے سے کھوا چھلتا تھا اور ایک صف کے بعد دوسری آگے بڑھتی جاتی تھی وہ ہاتھوں میں جھنڈے پکڑے ہوئے تھے اور ان کی رائفلوں کی میگزینیں چمک رہی تھیں یہ نہایت شاندار نظارہ تھا اس جرات اور دلیری کو دیکھ کر اتحادی افواج کی تحسین و آفرین کی آوازیں سنائی دیں یہ باغیچوں، کھیتوں، چراگاہوں اور کھائیوں میں سے بڑے آرام سے گزر گئی اور اس عرصہ کے دوران میں دشمن کی افواج گولہ باری کر کے صفوں میں شگاف ڈال رہی تھیں لیکن رکٹ ۔۔۔۔کی فوج زبردست مزاحمت کے باوجود آگے ہی آگے بڑھتی گئی۔

اچانک اتحادی پیادہ فوج ۔۔۔۔۔۔ سیمنٹری پل ۔۔۔ کی پتھر کی دیوار کے پیچھے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ اور رکٹ کی فوج پر بے تحاشا گولے برسانے شروع کر دیئے۔ جس کی کوئی حفاظتی تدبیر نہیں کی گئی تھی پہاڑ کی چوٹی سے شعلے برس رہے تھے اور یہ مقام آتش فشاں پہاڑ دکھائی دیتا تھا چند منٹوں میں رکٹ کے بریگیڈیئر کمانڈر کی پانچ میں سے چار حصے فوج وہیں ڈھیر ہوگئی۔ آرمسٹریڈ نے آخری حملہ کیا وہ آگے بڑھا پتھر کی دیوار پر چڑھ گیا اور اپنی ٹوپی ہلاتے ہوئے سپاہیوں سے کہا مجھے خنجر دے دو انہوں نے تعمیل کی اور دشمن پر ٹوٹ پڑے اپنی بندوق اور خنجروں سے دشمن کے سر توڑ دیئے اور سیمنٹری پل پر جھنڈے گاڑ دیئے یہ جھنڈے وہاں زیادہ دیر تک نہ لہرا سکے لیکن یہ لمحات نیم وفاق کے حامیوں کا نقطہ عروج تھے کیونکہ اس کے

بعد نیم وفاقیوں کا زوال شروع ہو گیا۔ لی ۔۔۔۔۔شمالی علاقے میں داخل ہونے کے قابل نہ رہا، اور جنوبی ریاستوں کی حالت دگرگوں ہو گئی بقیہ زخمی فوج پکٹ (Pikett) کی زیر سرکردگی ہلاکت آفریں حملے سے بچ کر پسپا ہوئی۔ لی ۔۔۔تن تنہا گھوڑے پر سوار ان کی حوصلہ افزائی کے لئے آگے بڑھا۔ اور ان کا استقبال کیا اس کے الفاظ جن میں اپنی غلطی کا اعتراف تھا۔ کس قدر حسین تھے اس نے کہا "جو تکالیف تمہیں پہنچی ہیں، ان کا ذمہ دار میں ہوں میں صاف طور پر تسلیم کرتا ہوں کہ جنگ آپ نہیں ہارے بلکہ میں نے شکست کھائی ہے۔"

چار جولائی کی رات کو لی نے پسپائی شروع کی، بارش بہت تیز ہو رہی تھی اور جس وقت تک وہ پوٹو میک پہنچا پانی کی سطح اتنی بلند ہو چکی تھی کہ وہ عبور نہیں کر سکتا تھا یہاں لی پھنس گیا سامنے دریا تھا جسے عبور کرنا ناممکن تھا اور پیچھے فاتح فوج تھی جو تعاقب میں تھی اور یوں معلوم ہوتا تھا کہ وہ جنرل میڈ (Meade) کے رحم وکرم پر تھا یہ امر لنکن کے لئے خوشی کا موجب تھا اس نے وفاقی افواج کے کمانڈر کو بار بار تاکید کی کہ وہ آگے بڑھ کر جنرل لی ۔۔۔ کی فوج پر حملہ کرے اور اسے ختم کر دے۔ اگر میڈ (Meade) کی جگہ گرانٹ ۔۔۔۔ ہوتا تو جنرل لی کی فوج کا ایک سپاہی بھی بچ کر نہ نکل سکتا لیکن میڈ ۔۔۔۔ بلی، کتا نہیں تھا وہ لڑنا نہیں چاہتا تھا اس لئے اس نے بہانہ بنا دیا اس نے تاخیر کرنے کے لئے جنگی کونسل بنا لی اور کوئی عملی قدم نہ اٹھایا اتنے میں دریا کا پانی اتر گیا اور لی بچ کر نکل گیا جنرل میڈ ۔۔۔۔۔ کے تساہل کی وجہ سے دشمن کو تباہ کرنے کا موقعہ کھو دینے پر لنکن سخت برہم ہوا وہ پکار اٹھا خدایا! یہ کیا ہوا؟

دشمن ہماری گرفت میں تھا۔صرف ہاتھ بڑھانے کی دیر تھی، اور دشمن حرکت کرنے کے قابل نہ رہتا" ان حالات میں تو کوئی بھی جنرل لی۔۔۔۔کو شکست دے سکتا ہے اگر میں میدان جنگ میں ہوتا تو میڈ کو اپنے ہاتھ سے کوڑے لگاتا۔ انتہائی مایوسی کے عالم میں لنکن بیٹھ گیا اور میڈ۔۔۔۔۔کے لئے یہ الفاظ قلمبند کیے۔"

"میرے پیارے جنرل! مجھے یقین نہیں ہے کہ تم اس بدقسمتی کا اندازہ کر سکو جو لی۔۔۔۔کے بچ نکلنے سے تعلق رکھتی ہے وہ بالکل ہماری گرفت میں تھا اور اس پر گھیرا ڈالنے سے جنگ کا خاتمہ ہو سکتا تھا اب تو جنگ طول پکڑ جائے گی اگر تم سوموار کو لی پر حملہ نہیں کر سکتے تھے تو دریا کے پار جا کر تم کیا کر سکتے ہو؟ جہاں دو تہائی فوج سے زیادہ ساتھ لے جانا تمہارے لئے ممکن نہیں میں نہیں سمجھتا کہ اب تمہاری کارروائی زیادہ موثر ثابت ہو سکتی ہے۔سنہری موقعہ ہاتھ سے جاتا رہا۔اور اس وجہ سے میں سخت بے چین ہوں۔"

لکھنے کے بعد لنکن نے یہ خط پڑھا۔اور کھڑکی سے باہر جھانکتے ہوئے کچھ غور کیا" اگر میں میڈ کی جگہ ہوتا تو میری طبیعت بھی اسی جیسی ہوتی، بزدل امیر میرے مشیر ہوتے، اور اس کی طرح کئی راتوں سے بیدار رہتا۔اور خون خرابہ اپنی آنکھوں سے دیکھتا تو شاید میں بھی لی کو بچ کر نکل جانے دیتا۔" یہ خط لنکن نے میڈ کی طرف روانہ نہ کیا، اور یہ اس کی نظر سے کبھی نہیں گزرا۔ بلکہ لنکن کی وفات کے بعد اس کے کاغذات سے ملا۔

گیٹس برگ۔۔۔۔کی لڑائی ماہ جولائی کے پہلے ہفتے ہوئی اس جنگ میں چھ

ہزار جوان کام آئے۔ اور چھبیس ہزار زخمی ہوئے گرجے، سکول اور گودام ہسپتالوں میں تبدیل کر دیئے گئے مصیبت زدہ لوگوں کی آوازوں سے فضا گونج رہی تھی ہر گھنٹے کے بعد بیسیوں زخمی راہی عدم ہو جاتے تھے قبریں کھودنا ممکن نہ رہا تھا معمولی گڑھا کھود کر لاش اس میں رکھ دی جاتی اور اوپر مٹی ڈال دی جاتی بارش ہونے پر لاشیں ننگی ہو جاتیں اتحادی سپاہیوں کو اکٹھے ایک ہی قبر میں ڈال دیا جاتا۔

اگلے موسم خزاں میں قبرستان کے کمیشن نے زمین وقف کرنے کا فیصلہ کیا، اور ایڈورڈ ایورٹ ۔۔۔۔۔ کو اس موقع پر خطاب کرنے کے لئے مدعو کیا وہ اپنے زمانے کا نہایت شاندار خطیب تھا۔ پریزیڈنٹ اس کی کابینہ کے ممبران، جنرل میڈ، کانگرس کے تمام ممبران اور شہر کی چیدہ چیدہ ہستیوں کو دعوت نامے بھیجے گئے ان میں سے بہت کم لوگوں نے دعوت قبول کی کمیٹی کو بالکل امید نہ تھی کہ پریزیڈنٹ اس موقعے پر حاضر ہو گا۔ دراصل انہوں نے اسے ذاتی دعوت نامہ بھیجنے کی تکلیف بھی گوارا نہ کی تھی اسے صرف ایک چھپا ہوا دعوت نامہ بھیجا گیا۔ ان کا خیال تھا کہ پریزیڈنٹ کے سیکرٹری یہ دعوت نامہ لنکن تک نہیں پہنچائیں گے۔ بلکہ ردی کی ٹوکری میں پھینک دیں گے لیکن جب پریزیڈنٹ کی طرف سے اطلاع ملی کہ وہ جلسے میں حاضر ہو گا۔ تو سب ششدر رہ گئے اور کچھ پریشان بھی ہوئے انہیں کیا کرنا چاہئے؟ بعض نے کہا کہ پریزیڈنٹ کو تقریر کرنے کی پیشکش کرنے چاہئے بعض نے یہ رائے ظاہر کی کہ پریزیڈنٹ بہت مصروف ہے اسے تقریر تیار کرنے کا موقعہ نہیں ملے گا بعض نے کہا کہ اگر اس کے پاس وقت بھی ہو تو کیا وہ تقریر تیار کر سکے گا؟ اس کی

قابلیت کے متعلق انہیں شبہ تھا۔ الی نائز میں اس نے جو تقریر کی تھی، وہ بھی کچھ ایسی ویسی تھی لیکن قبرستان کے لئے زمین وقف کرنے کے موقعے پر تقریر کرنا تو اس کے بس کا روگ نہ تھا لنکن نے اس طرز کی تقریر کبھی نہ کی تھی بہرحال منتظمین نے اس کے لئے انتظام کیا؟ کیونکہ وہ آ رہا تھا چنانچہ انہوں نے لنکن کو لکھا کہ مسٹر ایورٹ کی تقریر کے بعد وہ اپنے خیالات کا اظہار کریں یہ دعوت نامہ گویا ذلیل کرنے کے مترادف تھا لیکن لنکن نے اسے قبول کیا کیوں؟ اس لئے کہ اس کے پیچھے ایک دلچسپ واقعہ موجود تھا۔ گزشتہ موسم خزاں میں لنکن انٹی ٹم کے میدان جنگ میں گیا تھا اور وہاں وہ ایک سہ پہر کو تفریح کے لئے جا رہے تھے۔ لنکن نے لیمن سے ایک گانے کی فرمائش کی، جسے لنکن افسوس ناک ننھا گانا کہتا تھا۔

''لیمن کہتا ہے کہ جب ہم الی نائز میں گشتی عدالت میں اکٹھے کام کرتے تھے اور میں اسے یہ شیریں نغمہ سناتا تھا۔ تو اس کی آنکھوں میں آنسو جاری ہو جاتے تھے، یہ گانا بچپن کے واقعات کے ساتھ تعلق رکھتا تھا۔ اور لنکن کی طبیعت پر اس کا نہایت گہرا اثر پڑتا تھا۔ اس وقت لیمن نے جب یہ گانا گایا تو لنکن کو غالباً این رٹلج۔۔۔۔ یاد آ گئی جس کے ساتھ اسے گہری محبت تھی اور اسے وہ وقت یاد آ گیا، جب اس نے اپنی پیاری رفیق حیات کو الی نائز کے میدانوں میں قبر میں اتارا تھا پرانی یادوں کی وجہ سے اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے، اور اس کا غم غلط کرنے کے لئے لیمن نے حبشیوں کا ایک مزاحیہ گانا شروع کیا، یہ معمولی سا واقعہ تھا اور بالکل بے ضرر لیکن انتہائی افسوسناک لنکن کے سیاسی دشمنوں نے اسے توڑ مروڑ کر پیش کیا اور ثابت کیا

کہ یہ قومی لحاظ سے بے عزتی کا موجب ہے انہوں نے ظاہر کیا کہ یہ واقعہ لنکن کی بہت بڑی بے ہودگی کو ظاہر کرتا ہے "نیویارک وارڈ" اخبار کے ایڈیٹر نے اس واقعے کو تین ماہ تک اچھالا لنکن پر الزام لگائے گئے کہ وہ میدان جنگ میں بھی مذاق اور استہزاء کرتا ہے، اور پر لطف گانے گاتا ہے جبکہ لوگوں کی ایک بڑی تعداد مردوں کو دفن کرنے میں مصروف ہوتی ہے سچی بات یہ تھی کہ اس نے بالکل کوئی مذاق نہ کیا تھا اور نہ کوئی گانا گایا تھا جہاں یہ واقعہ پیش آیا، وہ جگہ میدان جنگ سے کئی میل دور تھی ان کے جانے سے بہت پہلے لاشیں دفن ہو چکی تھیں اور قبروں پر بارش بھی ہو چکی تھی۔ حقائق یہ تھے لیکن دشمن کو تو حقائق کی پرواہ نہ تھی۔ وہ صرف لنکن کو بدنام کرنے پر تلے ہوئے تھے ان کے غلط پراپیگنڈے کے نتیجہ میں لوگوں کے دلوں میں لنکن کے متعلق نفرت پیدا ہو گئی اس کی وجہ سے لنکن کے دل پر گہری چوٹ لگی وہ اتنا مضطرب تھا کہ اخباروں میں تنقید پڑھنے کی تاب نہ رکھتا تھا پھر بھی اس نے جواب دینا مناسب نہ سمجھا کیونکہ وہ سمجھتا تھا کہ جواب دینے سے ان لوگوں کی اہمیت اور بڑھ جائے گی اس نے یہ حملے خاموشی سے برداشت کیے، اور جب گیٹس برگ۔۔۔۔ کے قبرستان کے متعلق اسے دعوت نامہ ملا، تو اس نے قبول کر لیا وہ اس موقعے کی تلاش میں تھا وہ اب دشمن کو خاموش کرنے کے لئے شہیدوں کو خراج تحسین پیش کر سکتا تھا اسے دعوت نامہ دیر سے ملا تو اس کے پاس صرف پندرہ دن کی مہلت تھی، جب کہ کئی اہم امور مملکت اسے انجام دینے تھے وہ اپنی تقریر کی تیاری کے متعلق فارغ لمحات میں سوچتا اور غور کرتا تھا اس نے ایک زردی مائل نیلے فل سکیپ کاغذ پر

تقریر کا مسودہ لکھا۔ اور اسے اپنے ہیٹ میں رکھ لیا، تا کہ جب وہ کہیں ادھر ادھر جائے تو وہ اس کے مدنظر رہے۔ تقریر کرنے سے ایک روز پیشتر اس نے کہا، میں نے اسے دو یا تین مرتبہ لکھا ہے لیکن ابھی یہ کام ختم نہیں ہوا اپنے آپ کو مطمئن کرنے کے لئے مجھے ایک دفعہ اور ترمیم کر کے لکھنا پڑے گا۔ جلسہ کے انعقاد سے ایک رات پیشتر گیٹس برگ پہنچ گیا یہ چھوٹا سا قصبہ تھا جہاں تیرہ سو نفوس آباد تھے لیکن اب یہاں تیس ہزار کا مجمع تھا موسم نہایت خوشگوار تھا، رات تاروں بھری تھی اور بدر منیر کی روشنی فضا میں پھیلی ہوئی تھی بہت کم لوگوں کو بستر مہیا ہو سکے۔ رات بھر لوگ گاؤں میں پھرتے رہے یہاں تک کہ سڑکوں کے دونوں طرف روشیں بھی لوگوں سے اٹی پڑی تھیں۔ جہاں سے گزرنا مشکل تھا۔ سینکڑوں لوگ بانہوں میں بانہیں ڈالے ''جان براؤن'' کی تعریف میں گاتے جا رہے تھے لنکن نے اس شام تمام وقت تقریر کی نوک پلک درست کرنے میں گزارا گیارہ بجے رات وہ ایک متصل مکان میں گیا۔ جہاں اس کا سیکرٹری سیورڈ۔۔۔۔۔ مقیم تھا اسے تقریر پڑھ کر سنائی اور کہا کہ وہ اس پر تنقید کرے صبح کے وقت ناشتے کے بعد پھر وہ تقریر کی تیاری میں مصروف رہا یہاں تک کہ جلوس کی سرکردگی کرنے کا وقت آ پہنچا۔ شروع میں وہ اپنے گھوڑے پر سیدھا بیٹھ گیا لیکن تھوڑی دیر کے بعد وہ آگے کی طرف جھک گیا۔ یہاں تک کہ اس کا سر اس کی چھاتی سے جا لگا۔ اور اس کے بازو اس کی اطراف کے ساتھ، وہ خیالات میں کھویا ہوا تھا اور اپنی چھوٹی سی تقریر پر غور کر رہا تھا۔''

ایڈورڈ ایورٹ نے اس موقع پر دو فاش غلطیاں کیں پہلی غلطی یہ تھی کہ وہ ایک

گھنٹہ لیٹ پہنچا اور دوسری غلطی یہ تھی کہ اس نے دو گھنٹے تقریر کی۔ جب ایورٹ کی تقریر ختم ہونے کو تھی، تو لنکن کو معلوم تھا کہ اب اس کی باری آنے والی ہے اس نے دیانت داری سے محسوس کیا کہ ابھی اس کی تیاری صحیح معنوں میں نہیں ہو سکی اس لئے وہ پریشان ہو گیا اس نے جلدی سے اپنی کرسی کو گھمایا اپنی جیب سے مسودہ نکالا اپنی پرانی قسم کی عینک لگائی اور جلدی جلدی ذہن نشین کرنے لگا ایڈورڈ ایورٹ نے تقریر ختم کی تو وہ سٹیج پر پہنچا مسودہ اس کے ہاتھ میں تھا اس نے صرف دو منٹ تک خطاب کیا کیا اس کے سامعین نے نومبر کی سہ پہر کو یہ محسوس کیا کہ وہ ایسی عظیم ترین تقریر سن رہے ہیں جو شاذ و نادر کسی کے منہ سے نکلی ہو؟ نہیں ہرگز نہیں وہ سب بھونچکے رہ گئے۔ انہوں نے کبھی کسی پریذیڈنٹ کی تقریر نہیں سنی تھی، وہ حیران تھے کہ اتنا لمبا تڑنگا آدمی نہایت باریک آواز میں جنوبی علاقہ کے لہجہ میں گفتگو کر رہا ہے وہ بھول گئے کہ وہ کینٹکی میں پیدا ہوا ہے۔ کیونکہ اس کا لہجہ اس علاقہ سے بالکل مختلف تھا جب انہوں نے محسوس کیا کہ تمہید ختم ہو گئی ہے اور تقریر شروع ہو رہی ہے، تو وہ بیٹھ گیا یہ کیا ہوا؟ کیا وہ تقریر بھول گیا تھا؟ یا حقیقتاً اس نے اتنی ہی تقریر کرنا تھی؟ لوگ بڑے حیران اور مایوس ہوئے یہ تقریر لنکن کے خیال میں بھی بالکل ناکام رہی اور اس سے لوگ بھی مایوس ہوئے ہر شخص مایوس ہوا ایورٹ اور سیکرٹری سیورڈ پر بھی جو پریذیڈنٹ کے پاس سٹیج پر بیٹھے تھے مایوسی طاری تھی انہیں یقین تھا کہ وہ بری طرح ناکام رہا۔ اور دونوں کو بہت افسوس تھا لنکن کو اتنی پریشانی ہوئی کہ اسے شدید سر درد شروع ہو گئی اور واشنگٹن کے واپسی سفر پر وہ گاڑی کے ڈرائنگ روم میں لیٹا رہا۔ اور اپنے سر کو سرد

پانی سے ٹھنڈا کرتا رہا لنکن اسی یقین کے ساتھ فوت ہوا کہ وہ گیٹس برگ۔۔۔۔ میں ناکام رہا جہاں تک تقریر کے عارضی اثرات کا تعلق تھا یہ بات بالکل درست تھی اپنی خاکساری کی وجہ سے وہ یہ خیال بھی نہیں کرسکتا تھا کہ اس کی تقریر کو کسی وقت قابل توجہ سمجھا جائے گا اور دیر تک یاد رکھا جائے گا لیکن اسے یہ یقین تھا کہ جو کارنامے بہادروں نے اس میدان میں سرانجام دیئے ہیں، وہ کبھی نہیں بھلائے جاسکتے۔

اب اگر لنکن زندہ ہوکر واپس دنیا میں آجائے، تو اسے کس قدر حیرانی ہوگی کہ اس کے منہ سے نکلے ہوئے دس جملے جبکہ خانہ جنگی ذہنوں سے محو ہوچکی ہے ادبی شاہکار کی حیثیت رکھتے ہیں اور صدیوں سے دنیا کا خزانہ سمجھے جاتے ہیں لنکن کا گیٹس برگ کا خطاب محض تقریر نہیں ہے، بلکہ ایسے شخص کی طرف سے اظہار ہے جس کی روح کو مصائب جھیلنے کی وجہ سے عظمت ملی ہو بے ساختہ منظوم کلام ہے جو نثر کی صورت میں پیش کیا گیا ہے اس میں رزمیہ نظم کی شان وشوکت اور خوبصورتی پائی جاتی ہے۔

''آج سے ستاسی برس پیشتر ہمارے آباؤ اجداد آزادی کا خمار لئے ہوئے اس براعظم میں وارد ہوئے۔ انہوں نے اپنی زندگیاں اسی مقصد کے لئے وقف کردیں تمام انسان برابر پیدا کیے گئے ہیں ہم عظیم خانہ جنگی میں مبتلا ہیں اب ہماری قوم آزمائش میں سے گزر رہی ہے اور دیکھنے کی بات یہ ہے کہ جس قوم کے ایسے نظریات ہوں، کس حد تک قوت برداشت کا ثبوت دیتی ہے، ہم اس لئے یہاں جمع ہوئے ہیں کہ ہم بھی اس عظیم مقصد کے لئے اپنی زندگیاں وقف کرنے کا عہد کریں اور جنہوں نے اس مقصد کے لئے جانیں قربان کی ہیں انہیں خراج عقیدت پیش

کریں۔ دنیا شاید اس وقت ان کی عظمت اور ان کے کارناموں کی قدر نہیں کر سکی اور انہیں وہ عظمت نہ دے سکے گی جس کے یہ مستحق ہیں لیکن بالآخر ان کے عظیم کارناموں کا اعتراف کرنا ہی پڑے گا ہم لوگ جو زندہ ہیں، ہمارا فرض ہے کہ اپنے آپ کو اس مقصد کے لئے وقف کر دیں اور جو کام ادھورا رہ گیا ہے اس کی تکمیل کریں فوت ہونے والوں کے نمونہ کو اپنائیں ان کی قربانی سے سبق سیکھتے ہوئے اپنے جذبے کو تیز سے تیز تر کر دیں اور ہم اپنے اعمال سے ثابت کر دکھائیں کہ ان کی قربانیاں رائیگاں نہیں جائیں گی بلکہ خدا کی زمین پر آزادی کی نئی شمع روشن ہو گی اور جمہوریت کا کبھی خاتمہ نہیں ہو گا۔ عوام کی حکومت عوام کی تشکیل کردہ حکومت اور عوام کے مفاد کے لئے قائم کردہ حکومت، صفحہ ہستی سے کبھی نہیں مٹے گی۔"

☆☆☆☆☆

جنرل گرانٹ کا کردار

اب 1861ء آ پہنچا تھا اور جنگ کا آغاز تھا ایک مایوس اور میلا کچیلا شخص الی نائز میں گیلینا کے چمڑے کے سٹور میں ایک بکس پر بیٹھا تھا، اور مٹی کے پائپ سے کش لگا رہا تھا اس کا کام کتابوں کی رکھوالی اور کسانوں سے سوروں کی خشک کھالیں خریدنا تھا۔ اس کے دو چھوٹے بھائی جو سٹور کے مالک تھے اسے اپنے پاس رکھنے پر خوش نہ تھے۔ وہ سینٹ لوئیس (St. Louise) کے بازاروں میں گھومتے ہوئے ترقی کے بے فائدہ خواب دیکھ رہا تھا اسی انتظار میں اس کے بیوی بچے کوڑی کوڑی کو ترسنے لگے آخر کار ہر طرف سے مایوس ہو کر اس نے کہیں سے چند ڈالر ریل کا ٹکٹ خریدنے کے لئے ادھار لئے۔ اور وہ کینٹکی جا کر اپنے والد سے مالی امداد کا طلب گار ہوا۔ بوڑھے باپ کے پاس کافی رقم موجود تھی، لیکن وہ کسی کو دینا نہیں چاہتا تھا اس لئے اس نے اپنے دو چھوٹے بیٹوں کو ایک چٹھی لکھی کہ وہ اپنے بڑے بھائی کے لئے کوئی کام مہیا کریں۔ اس طرح وہ ان کا تنخواہ دار ملازم بن گیا۔ اس کی مزدوری دو ڈالر روزانہ تھی اور یہ غالباً اس کے کام کے لحاظ سے کہیں زیادہ تھی کیونکہ وہ کاروباری اعتبار سے ناکارہ قسم کا آدمی تھا وہ نہایت سست، کاہل اور وسکی کا دلدادہ تھا اور اپنی ضروریات پوری کرنے کے لئے مقروض رہتا تھا اسے اپنے دوستوں کے سامنے مسلسل ہاتھ پھیلانے پڑتے تھے اس لئے لوگ جب اسے دیکھتے تو راستہ چھوڑ کر ادھر ادھر کھسک جاتے تھے اور اس سے ملاقات کرنے سے گریزاں تھے جو کام

بھی اس نے زندگی میں کیا تھا اس کا انجام سوائے ناکامی اور مایوسی کے اور کچھ نہ ہوا۔ اچانک اس کی قسمت یاوری کرنے والی تھی اور وہ وقت آنے والا تھا جب وہ نیلگوں آسمان پر ستارے کی مانند چمکتا اس وقت اس کے اپنے قصبہ میں اس کی کوئی عزت وتوقیر نہ تھی لیکن تین سال کے عرصے میں حالات نے ایسا پلٹا کھایا کہ اس نے نہایت شاندار فوج کی کمان کی چار سال کے عرصے میں اس نے جنرل لی۔۔۔۔کو شکست فاش دی، اور جنگ کا خاتمہ کر دیا۔ اس طرح اس کا نام تاریخ کے صفحات میں سنہری لفظوں میں لکھا گیا۔ آٹھ سال کے عرصے میں وہ وائٹ ہاؤس پہنچ گیا۔ اور اس نے فاتحانہ انداز میں دنیا کا دورہ کیا، دنیا نے ہر قسم کی عزت اور عظمت اس کے قدموں میں نچھاور کی۔

یہ حیران کن قصہ ہے جس کی تفصیل بھی عجیب تر ہے اس کی ماں کا رویہ بھی غیر فطری تھا وہ اس کی زیادہ پرواہ نہیں کرتی تھی جب وہ پیدا ہوا تو اس نے اس کا نام رکھنے کی تکلیف بھی گوارا نہ کی اور جب پریزیڈنٹ بنا تو اس نے اس سے ملاقات کرنے سے بھی انکار کر دیا اس کی عمر چھ ہفتے کی ہو گی جب رشتہ داروں نے اس کا نام رکھنے کے لئے قرعہ اندازی کی پرچیوں پر نام لکھ کر ایک ہیٹ میں ڈال دیئے جو پرچی اس کے نام کی نکلی اس پر ہیرام یولیس (Hiram Ulysses) لکھا تھا۔ سترہ سال تک اسے اسی نام سے پکارا جاتا رہا وہ بڑا شرمیلا تھا اور اس کا ذہن رسا نہیں تھا۔ اس لئے اس کے ساتھیوں نے اس کا نام (Useless Grant) ”بے فائدہ گرانٹ“ رکھ دیا ویسٹ پوائنٹ میں اسے ایک اور نام سے پکارا جانے لگا اس کی

والدہ کے ابتدائی نام پر ملٹری اکیڈمی میں جب اس کے کاغذات تیار ہوئے تو اس کا نام یوالیس گرانٹ درج کیا گیا جس وقت اس کے ساتھیوں کو اس کا علم ہوا تو وہ بہت ہنسے اور اپنے ہیٹ فضا میں اچھالنے لگے۔ انہوں نے چلا کر کہا کہ ہمارے پاس چچا سام (Sam) آ گیا ہے اس کے ہم جماعت زندگی بھر اسے سام گرانٹ کے نام سے پکارتے رہے وہ بالکل برا نہیں مناتا تھا اس کے کوئی دلی دوست نہیں تھے اور اسے بالکل پروا نہیں تھی کہ لوگ اسے کس نام سے پکارتے ہیں اور کس نگاہ سے دیکھتے ہیں وہ کوٹ کے بٹن بند نہیں کرتا تھا نہ جوتا پالش کرتا تھا اس کی رائفل بھی صاف نہیں ہوتی تھی حاضری کے وقت اسے اکثر دیر ہو جاتی تھی نپولین اور فریڈرک اعظم کے فوجی اصولوں کو سمجھنے اور ان میں دسترس حاصل کرنے کی بجائے وہ اپنا وقت ویسٹ پوائنٹ میں ناول پڑھنے میں گزارتا تھا یہ ایک حقیقت ہے اگرچہ ہمارے لئے ناقابل یقین ہے کہ اس نے زندگی بھر فوجی مسائل پر کوئی کتاب نہیں پڑھی تھی جب اس نے جنگ میں فتح حاصل کی تو بوسٹن (Boston) کے لوگوں نے ایک کمیٹی تجویز کی تا کہ یہ جائزہ لے کہ اس کے پاس کونسی کتابیں موجود ہیں اور ان کی رپورٹ کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کے لئے ایک لائبریری قائم کی جائے کمیٹی کی حیرانگی کی کوئی حد نہ رہی جب اسے یہ معلوم ہوا کہ گرانٹ کے پاس فوجی موضوع پر کوئی بھی قابل قدر کتاب نہیں ہے وہ ویسٹ پوائنٹ کو ناپسند کرتا تھا اور ہر چیز اس کی نگاہ میں ناپسندیدہ تھی جس کا تعلق فوج سے ہو جب دنیا بھر میں اس کی شہرت ہو گئی تو اس نے جرمنی کی فوجوں کے متعلق اظہار رائے کرتے ہوئے بسمارک (Bismarck)

سے کہا ''مجھے فوجی معاملات میں کوئی دلچسپی نہیں ہے سچی بات تو یہ ہے کہ میں کسان زیادہ ہوں اور سپاہی کم میں نے دو جنگوں میں حصہ لیا ہے لیکن فوج میں بھرتی ہو کر مجھے ہمیشہ افسوس ہوا اور فوج سے علیحدہ میرے لئے خوشی کا باعث بنی۔''

گرانٹ یہ تسلیم کرتا تھا کہ اس کا سب سے بڑا گناہ سستی ہے وہ کبھی مطالعہ کرنا پسند نہیں کرتا ویسٹ پوائنٹ میں بی اے پاس کرنے کے بعد بھی وہ معمولی الفاظ کے ہجے غلط کرتا تھا لیکن ریاضی میں وہ اچھا تھا اور اسے ریاضی کا پروفیسر بننے کی توقع تھی لیکن اس وقت کوئی آسامی موجود نہ تھی اس لئے اسے فوج میں بھرتی ہونا پڑا اس نے پورے گیارہ سال باقاعدہ فوج کی ملازمت کی وہ صرف روزی کمانا چاہتا تھا اور یہ اس کے لئے روزی کمانے کا آسان ذریعہ تھا 1853ء میں وہ کیلیفورنیا کے فورٹ ہمبولٹ (Fort Humboldt) کے پاس مقیم تھا وہاں ایک قریبی گاؤں میں ایک عجیب شخصیت موجود تھی، جس کا نام ریان تھا اس شخص کا ایک سٹور تھا اور ایک آرا تھا اس کے علاوہ وہ پیائش کا کام بھی کرتا تھا اتوار کے روز وہ گرجا میں وعظ کرتا تھا۔

اس زمانے میں وسکی بہت سستی تھی ریان نے ایک ڈرم اپنے سٹور کے عقب میں رکھا ہوا تھا جو وسکی سے بھرا رہتا تھا اور ٹین کا ایک کپ ڈرم کے ساتھ لٹک رہا ہوتا تھا ہر شخص جتنی وسکی چاہے پی سکتا تھا گرانٹ اکثر پیتا تھا اور خوب پیتا تھا وہ تنہا تھا اور فوجی زندگی کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتا تھا اس لئے خود فراموشی کے خاطر وہ زیادہ سے زیادہ وسکی پیتا تھا وہ نشے میں اس قدر مدہوش رہنے لگا کہ اسے فوجی ملازمت سے جواب دے دیا گیا اس کے پاس ایک ڈالر بھی نہیں تھا اور اس کی ملازمت بھی جاتی

رہی اس لئے وہ میسوری کے مشرقی علاقے کی طرف چلا آیا یہاں اس نے چار سال گزارے اس کا کام اپنے خسر کی زمین میں کاشت کرنا اور سوروں کو پھاڑ سے گھراتا ہوتا تھا سردی کے موسم میں وہ لکڑی کاٹتا۔ سینٹ لوئیس (St. Louis) کی طرف بھیجتا، اور شہر میں لوگوں کے پاس بیچتا تھا لیکن ہر سال اس کی حالت کمزور ہوتی جاتی تھی اور اسے قرض لینا پڑتا تھا بالآخر اس نے کاشتکاری کو خیر باد کہا اور سینٹ لوئیس پہنچ کر ملازمت کی تلاش شروع کر دی کئی ہفتے شہر میں گھومتا پھرا لیکن کوئی کام نہ مل سکا وہ انتالاچار ہو گیا اور ملازمت کے بارے میں اتنا مایوس ہوا کہ پنساری کا بل ادا کرنے کے لئے اس نے اپنی بیوی کے غلاموں کو کرایہ پر اٹھانے کی کوشش کی خانہ جنگی کے متعلق یہ ایک عجیب بات ہے کہ جنرل لی غلامی کو درست نہیں سمجھتا تھا کش مکش شروع ہونے سے بہت پہلے اس نے اپنے حبشیوں کو بیچ دیا تھا لیکن گرانٹ کی بیوی کے پاس غلام موجود تھے حالانکہ وہ غلامی ختم کرنے کے لئے شمالی افواج کی کمان کر رہا تھا جب جنگ شروع ہوئی، تو گرانٹ گیلینا ۔۔۔ کے چمڑے کے سٹور میں اکتا چکا تھا۔ اور وہ پھر فوج میں شامل ہونا چاہتا تھا ویسٹ پوائنٹ کے گریجویٹ کے لئے یہ بات بہت آسان تھی جب کہ ہزاروں ریکروٹوں کو باقاعدہ فوج کی شکل دینے کا مسئلہ درپیش تھا۔ گیلینا ۔۔۔ نے رضا کاروں کی ایک کمپنی تیار کی اور ان کی تربیت گرانٹ کے سپرد ہوئی قصبہ میں وہی ایک شخص تھا جو اس کام کے لئے موزوں تھا لیکن جب ان کی تربیت ہو چکی اور اپنی رائفلوں کی نالیوں کے ساتھ گلدستے لگائے جنگ کے لئے کوچ کرنے لگے، تو گرانٹ کو نظر انداز کر دیا گیا انہوں نے

ایک اور شخص کو اپنا کپتان بنا لیا گرانٹ سڑک کے کنارے کھڑا انہیں حسرت بھری نگاہ سے دیکھ رہا تھا گرانٹ نے محکمہ جنگ کے نام ایک چٹھی لکھی اور کسی رجمنٹ میں بطور کرنل ملازمت چاہی اس درخواست کا اسے کوئی جواب نہ ملا جب وہ پریذیڈنٹ بنا تو محکمہ جنگ کی فائل میں اس کی درخواست موجود تھی بالآخر اسے محکمہ فوج میں منتظم کے دفتر میں ایک کلرک کی حیثیت سے ملازمت مل گئی یہ کام ایک پندرہ سالہ لڑکی بھی کر سکتی تھی وہ تمام دن ہیٹ پہن کر کام کرتا رہتا تھا وہ سگریٹ نوشی کرتا تھا اور ایک ٹوٹی ہوئی میز پر جس کی تین ٹانگیں تھیں اور سہارا دینے کی خاطر کمرے کے کونے میں رکھا ہوا تھا احکام کی نقلیں کرتا رہتا تھا اس وقت ایک غیر متوقع واقعہ پیش آیا جس کی وجہ سے اس کی شہرت کے لئے راستہ ہموار ہو گیا رضا کاروں کی اکیسویں رجمنٹ کا انتظام درہم برہم ہو گیا تھا۔ وہ احکام کی پروا نہ کرتے تھے بلکہ اپنے افسروں کو گالیاں دیتے تھے اور بوڑھے کرنل ''گڈ'' کو انہوں نے کیمپ سے نکال دیا تھا انہوں نے قسمیں کھائی تھیں کہ اگر وہ واپس آیا تو وہ اسے مار ڈالیں گے اور اس کی کھال کھینچ کر سیب کے درخت پر لٹکائیں گے گورنر ان حالات کی وجہ سے بہت پریشان تھا وہ گرانٹ کو کوئی اہمیت نہیں دیتا تھا تاہم وہ ویسٹ پوائنٹ کا گریجویٹ تھا اس لئے 1861ء میں رجمنٹ کا انچارج مقرر کر دیا گیا اس کے ہاتھ میں چھڑی ہوتی تھی اور اس کی کمر میں پھولدار رومال بندھا ہوتا تھا یہی اس کا امتیازی نشان تھا وردی یا گھوڑا اس کے پاس موجود نہیں تھے کیونکہ وہ یہ چیزیں خریدنے کی استطاعت نہیں رکھتا تھا اس کے ہیٹ پر پسینے کے دھبے تھے اس کی کہنیاں پرانے کوٹ سے باہر جھانکتی ہوئی

دکھائی دیتی تھیں اس کے سپاہیوں نے جلد ہی اس کا مذاق اڑانا شروع کر دیا ایک نوجوان اس کے پیچھے کھڑا ہو جاتا اور دوسرا بھاگتا ہوا آتا۔ اور اسے دھکیل دیتا۔ وہ اس زور سے لڑکھڑاتا کہ اسے کندھوں کے درمیان زبردست چوٹ لگتی۔ اس نے ایسی حماقتوں پر جلد ہی قابو پا لیا۔ اگر کوئی شخص حکم عدولی کرتا، تو اسے ایک برجی کے ساتھ باندھ دیا جاتا اور وہ تمام دن وہاں پڑا رہتا اگر کوئی گالی دیتا تو اس کے منہ میں کپڑا ٹھونس دیا جاتا اگر رجمنٹ دیر سے پہنچتی تو چوبیس گھنٹے تک انہیں کھانے کے لئے کچھ نہ ملتا کھالوں کے بیوپاری نے بے اصولے سپاہیوں کو منظم کر دیا اور میسوری میں جنگ کرنے کے لئے لے گیا۔

تھوڑے عرصہ کے بعد اس کی قسمت جاگ اٹھی اس زمانہ میں محکمہ جنگ میں درجنوں کے حساب سے بریگیڈیئر جنرل تعینات کئے جا رہے تھے شمالی مغربی الی نائز میں بی واشبرن (B. Wadhburne) کانگرس کا ممبر بنا۔ وہ اپنی اہمیت اپنے علاقہ کے لوگوں کو بتانا چاہتا تھا اس کے پیش نظر وہ محکمہ جنگ کے دفتر میں گیا اور مطالبہ کیا کہ اس کے علاقے سے بھی ایک بریگیڈیئر جنرل بنانا چاہئے اس کے حلقے میں صرف ایک ہی شخص اس عہدے کا اہل ہو سکتا تھا اور وہ ویسٹ پوائنٹ کا گریجویٹ گرانٹ تھا چند دنوں کے بعد جب گرانٹ نے سینٹ لوئیس ۔۔۔۔ کا اخبار اٹھایا، تو اسے پڑھ کر بے حد حیرت ہوئی کہ وہ بریگیڈیئر جنرل بنا دیا گیا ہے اس نے فوراً چارج سنبھالا اور کام شروع کر دیا۔ وہ اپنے سپاہیوں کو دخانی کشتیوں کے ذریعے دریائے اوہیو (Ohio) کے بالائی حصے کی طرف لے گیا۔ اور فوجی اہمیت

کی ایک چوکی پر قبضہ کر لیا۔ اس نے فورٹ ڈانل سن پر قبضہ کرنے کا منصوبہ بنایا۔ ہیلک (Halleck) جیسے فوجی ماہرین نے کہا یہ بے ہودہ منصوبہ ہے اور کہا تم بے وقوفی کی باتیں کرتے ہو اس قلعے کو سر نہیں کیا جا سکتا اسے سر کرنے کی کوشش کرنا گویا موت کے منہ میں جانا ہے لیکن گرانٹ جرات مندی سے آگے بڑھا اور قلعہ پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہو گیا وہ پندرہ ہزار فوجیوں کو قیدی بنا کر لے آیا۔ جب گرانٹ حملہ کر رہا تھا تو نیم وفاقی جرنیل نے اسے صلح کا پیغام بھیجا لیکن گرانٹ نے جواب دیا میری ایک ہی شرط ہے اور وہ ہے غیر مشروط اور فوری طور پر ہتھیار ڈال دینا۔ میں فوراً آگے بڑھ کر اہم مقامات پر قبضہ کرنے کی سکیم بنا رہا ہوں نیم وفاقی جرنیل سائمن بکنر (Simon Buckner) جسے یہ جواب بھیجا گیا سام گرانٹ کا ویسٹ پوائنٹ کا واقف کار تھا اور جب اسے فوج سے علیحدہ کیا گیا تو اس نے اس کی خوراک کا بل ادا کیا اس احسان کی وجہ سے بکنر محسوس کرتا تھا کہ گرانٹ اس کے ساتھ کچھ نرمی برتے گا لیکن یہ اس کی خام خیالی تھی بکنر کو ہتھیار ڈالنے پڑے جب گرانٹ کے ساتھ اس کی ملاقات ہوئی تو اس نے اس کی بے رخی کو نظر انداز کر دیا وہ شام کو دونوں اکٹھے بیٹھے، سگریٹ نوشی کرتے اور پرانے واقعات کا تذکرہ کرتے تھے ڈونل سن کا قلعہ ہاتھ آنے پر بہت اہم نتائج برآمد ہوئے کینٹکی دشمن کے ہاتھ جانے سے بچ گیا، اور یونین کی فوجیں دو سو میل تک بغیر کسی مزاحمت کی بڑھتی چلی گئیں ایک وسیع علاقہ سے انہوں نے نیم وفاقیوں کو مار بھگایا۔ ان کی سپلائی لائن کاٹ دی نا شوال (Nashville) پر قابض ہو گئے اور کولمبس کے قلعے پر بھی قبضہ کر لیا۔ جو مس سس

پی، کا جرائر کہا تا تھا گرانٹ کی ان کامیابیوں کی وجہ سے جنوبی ریاستوں پر سخت مایوسی چھا گئی یہ نہایت شاندار فتح تھی یورپ پر بھی اس کا نہایت گہرا اثر ہوا اور اس سے جنگ کا پانسہ پلٹ گیا" میں اہم مقامات پر قبضہ کرنا چاہتا ہوں شمالی فوجوں کا نعرہ بن گیا۔"

یہ عظیم لیڈر تھا جس کا ملک ایک عرصہ سے منتظر تھا کانگرس نے اسے میجر جنرل بنا دے اور اسے مغربی علاقے کا کمانڈر مقرر کر دیا تھوڑے ہی عرصے میں وہ قوم کا ہیرو بن گیا ایک اخبار نے ذکر کیا کہ وہ دوران جنگ سگریٹ پینا پسند کرتا ہے۔ پھر کیا تھا آؤ دیکھا نہ تاؤ دس ہزار سے زیادہ سگار کے ڈبے اس پر نچھاور کر دیئے گئے ابھی تین ہفتے نہیں گزرے تھے کہ غصے کی وجہ سے گرانٹ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے کیونکہ اس کا افسر اس سے حسد کرتا تھا اور اس کے ساتھ بہت برا سلوک کرتا تھا مغربی محاذ پر اس کا افسر ہیلک تھا وہ بڑی شخصیت کا مالک تھا اور گدھے کی طرح اپنی بات پر ڈٹا رہتا تھا ایڈمرل فٹ کی رائے میں وہ فوجی فاتر العقل تھا۔

گیڈین ویلز جو لنکن کی بحریہ کا سیکرٹری تھا ہیلک کے متعلق یوں رقم طراز ہے" وہ کوئی نئی بات نہیں سوچ سکتا قبل از وقت کوئی سکیم نہیں بنا سکتا کوئی رائے پیش نہیں کر سکتا نہ کوئی فیصلہ کر سکتا ہے وہ ناکارہ آدمی ہے سوائے گالیاں دینے سگریٹ نوشی کرنے، اور کہنیاں کھرچنے کے اس سے کچھ بن نہیں پڑتا" لیکن ہیلک اپنے آپ کو بہت کچھ سمجھتا تھا وہ ویسٹ پوائنٹ میں اسسٹنٹ پروفیسر تھا فوجی چالوں کے متعلق اس نے ایک کتاب لکھی تھی اس طرح بین الاقوامی قانون اور کانوں کے

متعلق اس نے کتابیں لکھی تھیں وہ چاندی کی ایک کان کا ڈائریکٹر رہا تھا اور ریلوے کے سپرنٹنڈنٹ کی حیثیت سے بھی کام کیا تھا وہ ایک کامیاب قانون دان تھا اسے فرانسیسی زبان میں مہارت حاصل تھی اور اس نے نپولین کے متعلق ایک ضخیم کتاب کا ترجمہ کیا تھا اپنی رائے میں وہ ایک اعلیٰ پائے کا فاضل تھا اور اس کے خیال میں گرانٹ کی کیا حیثیت تھی وہ کچھ بھی نہیں تھا وہ ایک شرابی اور ناکارہ فوج کا کپتان تھا فورٹ ڈانل سن پر حملہ کرنے سے پہلے جب گرانٹ اس سے ملنے کے لئے آیا تو وہ بہت گستاخی سے پیش آیا اور اس کی تمام فوجی سکیموں کو رد کر دیا اب گرانٹ نے عظیم فتح حاصل کر لی تھی اور قوم اس کے قدموں کے نیچے ہاتھ رکھتی تھی جبکہ ہیلک۔۔۔۔ سینٹ لوئیس۔۔۔میں بیٹھا ہوا، اپنی کہنیاں کھجلا رہا تھا کوئی اس کی طرف التفات نہیں کرتا تھا اس وجہ سے اس کی طبیعت میں اور زیادہ تلخی پیدا ہو گئی تھی وہ یہ محسوس کرتا تھا کہ کھالوں کا بیوپار کرنے والا اس کی بے عزتی کا باعث بن رہا ہے وہ روزانہ گرانٹ کو تار دیتا اور گرانٹ اس کی پروا نہیں کرتا تھا کم از کم ہیلک کا یہی احساس تھا لیکن وہ غلطی پر تھا کیونکہ گرانٹ نے تو رپورٹیں بھیجی تھیں لیکن ڈانل سن کے جواب کے بعد ٹیلی گراف کی تاریں کٹ چکی تھیں اس لئے کوئی پیغام نہیں پہنچ سکتا تھا ہیلک کو اس بات کا علم نہیں تھا وہ بلاوجہ آپے سے باہر ہو رہا تھا اور سمجھتا تھا کہ فتح اور عوام کی حوصلہ افزائی نے اس کے دماغ کو خراب کر دیا ہے اور اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ اسے سبق سکھائے گا اس نے میکی لان کو اس کے بارے میں بار بار پیغامات بھیجے جن میں لکھا کہ گرانٹ گستاخ، شرابی اور نا قابل ہے وہ اس کے احکام کی پروا نہیں

کرتا میں اس کی غفلت اور نا اہلی سے تنگ آچکا ہوں میکسی لان بھی گرانٹ کی قبولیت پر رشک کرتا تھا پس اس نے ایک تار ہیلک کو بھیجا جو خانہ جنگی کی تاریخ میں حیرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اسے حراست میں لینے میں بالکل توقف نہ کرو اور سی ایف سمتھ (C.F. Smith) کو فوج کا کمانڈر مقرر کردو۔ ہیلک نے فوراً اس حکم پر عمل کرتے ہوئے گرانٹ سے فوج کا چارج لے کر حراست میں لے لیا اس طرح اپنی حیوانی تسکین حاصل کر کے کہنیاں کھرچنے کے لئے دوبارہ اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔

اب جنگ کا واقعہ ایک سال پرانا ہو چکا تھا اور ایک جرنیل تھا جس نے فتوحات حاصل کی تھیں اسے بے بس کر دیا گیا تھا اور عوام کی نگاہ میں بھی اسے ذلیل کر دیا گیا تھا بعد میں گرانٹ کو اس کے عہدہ پر بحال کر دیا گیا۔۔۔۔شلوہ کی لڑائی میں اس سے فاش غلطی ہوئی۔ یہ سب سے بڑی لڑائی تھی جو بر اعظم میں لڑی گئی اگر جان سٹن (John Ston) میدان جنگ میں مارا نہ جاتا تو گرانٹ کی تمام فوج گھیرے میں آ جاتی تاہم گرانٹ کی فوج کا بڑا نقصان ہوا اس نے بڑی بے وقوفی کا مظاہرہ کیا اور دشمن نے اسے اچانک آلیا۔ وہ تنقید کا حقدار تھا اور ہر طرف سے اس پر تنقید کی بوچھاڑ ہوئی۔ اس پر الزام لگایا گیا کہ لڑائی کے وقت شراب میں مخمور تھا اکثر لوگوں کو یقین تھا کہ واقعی ایسا ہی ہوگا۔ ملک میں اس کے خلاف نفرت کی لہر اٹھ کھڑی ہوئی اور اسے سبکدوش کرنے کے لئے سب نے زور شور سے مطالبہ کیا لیکن لنکن نے کہا میں اس شخص کو فارغ نہیں کر سکتا کیونکہ وہ لڑائی میں بذات خود حصہ لیتا ہے جب لوگوں نے اسے بتایا کہ گرانٹ بہت زیادہ وسکی پیتا ہے، تو اس نے پوچھا کہ وہ کس

برانڈ کی وسکی استعمال کرتا ہے میں چند کنستر دوسرے جرنیلوں کو بھی بھیجنا چاہتا ہوں۔

اگلے سال جنوری کے مہینہ میں گرانٹ نے وکس برگ (Wicks Burg) کے خلاف مہم کا آغاز کیا یہ مہم ایک قلعہ پر قابض ہونے سے متعلق تھی جو ایک اونچی چوٹی پر واقع تھا یہ چوٹی مس سس پی سے دو سو فٹ بلند تھی اس کی حفاظت کا زبردست انتظام تھا اور دریا کی کشتیوں سے توپیں وہاں تک مار نہیں کرتی تھیں یہ طویل اور دل ہلا دینے والا کام تھا گرانٹ کو یہ مسئلہ درپیش تھا کہ فوج کو قلعہ کے اتنا قریب کیسے لے جایا جائے کہ وہاں سے حملہ کارگر ہو۔ وہ اپنی فوج کو واپس لے گیا۔ اور دریائے مس سس پی کے وسط میں پہنچ کر مشرق کی طرف کوچ کرنے کی کوشش کی۔ لیکن اس مقصد میں ناکام رہا۔

پھر اس نے دریائی پشتہ کو کاٹ دیا اور فوج کو کشتیوں میں بٹھا کر دلدل میں سے شمال کی طرف لے جانے کی کوشش کی لیکن اس مقصد میں بھی کامیابی نہ ہوئی۔

پھر اس نے ایک نہر کھودی، اور دریا کا رخ موڑنے کی کوشش کی مگر اس میں بھی اسے ناکامی ہوئی۔

موسم سرما بہت تکلیف دہ تھا بارش مسلسل ہو رہی تھی اور دریا کا پانی تمام وادی میں پھیل گیا اور گرانٹ کی فوج دلدل، کیچڑ، جھاڑیوں، الجھے ہوئے جنگلات کے درختوں میں پھنسی پڑی تھی سپاہی کیچڑ میں کمر تک لت پت تھے وہ کیچڑ ہی میں کھانا کھاتے اور وہیں سوتے تھے صفائی کا انتظام تقریباً ناممکن تھا۔ ملیریا، چیچک اور خسرہ جیسی بیماریاں پھیلنے لگیں۔ اور فوجی بڑی تعداد میں مرنے لگے وکس برگ کی مہم

ناکام ہوگئی یہ شور ہر جگہ سنائی دیتا تھا لوگ کہتے یہ افسوس ناک ناکامی حماقت کی وجہ سے ہوئی ہے اور گرانٹ تمام نقصان کا ذمہ دار ہے گرانٹ کے اپنے جرنیل بھی تمام سکیم کو بے ہودہ خیال کرتے تھے اور سمجھتے تھے کہ یہ بری طرح ناکام ہوگی۔تمام ملک کے پریس گرانٹ کو مجرم قرار دے رہا تھا اور اس سے گلوخلاصی کا مطالبہ کر رہا تھا اس موقعے پر لنکن نے کہا ''سوائے میرے اس کا کوئی ساتھی نہیں رہا۔'' اتنی مخالفت کے باوجود لنکن گرانٹ سے چمٹا رہا اور اس کے اعتماد کا اسے خاصہ صلہ مل گیا۔کیونکہ چار جولائی کو جب میڈ۔۔۔۔نے گیٹس برگ۔۔۔۔کی لڑائی میں جنرل لی۔۔۔۔کو بچ کر نکل جانے دیا تو گرانٹ وکس برگ۔۔۔۔چلا گیا اور لی۔۔۔۔کے مقابل ایسی فتح حاصل کی جس کی مثال جنرل واشنگٹن کے بعد کوئی نہیں ملتی۔آٹھ ماہ کی متواتر مایوس کن ناکامیوں کے بعد گرانٹ نے وکس برگ کے مقام پر چالیس ہزار سپاہی جنگی قیدی بنا لئے اور تمام مس سس پی دریا پر قابض ہو کر نیم وفاق کو تقسیم کر دیا۔اس خبر سے قوم میں پھر جوش پیدا ہو گیا کانگرس نے خاص قانون پاس کیا اور گرانٹ کو لیفٹیننٹ جنرل کا عہدہ پیش کیا گیا۔یہ اعزاز واشنگٹن کے بعد کسی شخص کو نہیں ملا تھا۔لنکن نے اسے وائٹ ہاؤس میں مدعو کیا۔اور مختصر خطاب کے بعد یونین کی افواج کا کمانڈر بنا دیا۔اسے پہلے سے بتا دیا گیا تھا کہ اسے ایڈریس کا جواب دینا ہوگا۔چنانچہ اس نے چرمر کیا ہوا کاغذ جیب سے نکالا جس پر تین جملے درج تھے جب وہ پڑھنے لگا تو اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے اور اس کا چہرہ تمتما رہا تھا اس کے گھٹنے لڑکھڑا رہے تھے اس کی آواز نے جواب دے دیا اور پڑھنے میں کامیاب نہ ہو

نکا۔تب اس نے دونوں ہاتھوں میں کاغذ کو مضبوطی سے پکڑ لیا۔ اپنی جگہ سے ہٹ گیا ایک لمبی سانس لی اور دوبارہ پڑھنا شروع کیا سور اور کھالوں کے بیوپاری کے لئے چور اسی الفاظ کی تقریر گیارہ سامعین کے سامنے پیش کرنے کی نسبت گولی کا مقابلہ کرنا آسان تھا میری لنکن کے پیش نظر کھانے کا انتظام کرنا تھا۔لیکن گرانٹ نے معذرت چاہی اور کہا مجھے جلدی محاذ پر جانا ہے اس پر پریزیڈنٹ نے اصرار کیا اور کہا ''تمہارے بغیر بیگم کی دعوت کی کیا وقعت رہ جائے گی'' گرانٹ نے جواب دیا اس ضیافت پر قوم کے لاکھوں ڈالر بلا وجہ ضائع ہو جائیں گے اس نمود کا مجھے پہلے سے کافی تجربہ ہے۔ اس لئے ایسے تکلفات کی ضرورت نہیں لنکن ایسے شخص کو دل سے چاہتا تھا جس کے خیالات اس قسم کے ہوں وہ خود نمائش، تماشے اور آتش بازی کو پسند نہیں کرتا تھا اس نے اب گرانٹ سے بڑی بڑی امیدیں باندھیں اسے یقین ہو گیا تھا کہ گرانٹ کے زیر اہتمام تمام مشکلات دور ہو جائیں گی لیکن اس کا خیال غلط نکلا چار ماہ کے اندر ہی ملک پر پہلے سے بھی کہیں زیادہ مایوسی اور بد دلی کے سیاہ بادل چھا گئے اور ایک دفعہ پھر لنکن بے قراری کے عالم میں رات کے وقت فرش پر ٹہلتا ہوا نظر آیا۔

☆☆☆☆☆

خانہ جنگی میں جانی اور مالی قربانیاں

مئی 1864ء میں فتح کے نشے میں گرانٹ نے ایک لاکھ بائیس ہزار کے لشکر کے ساتھ دریائے ریپڈان (Rapidan) کو عبور کیا۔ وہ جنرل لی کی فوج کو فوری طور پر ختم کر کے یک بارگی جنگ کا خاتمہ کرنا چاہتا تھا شمالی ورجینیا کے جنگلوں میں لی کی اس کے ساتھ مڈبھیڑ ہوئی۔ اس جنگل میں بہت سی ڈھلوان پہاڑیاں تھیں اور یہ دلدلوں سے اٹا پڑا تھا۔ شاہ بلوط وصنوبر کے درختوں کے نیچے اتنی گھنی جھاڑیاں تھیں کہ کسی خرگوش کا گزر بھی مشکل سے ہو سکتا تھا اس تاریک اور الجھے ہوئے جنگل میں گرانٹ نے خوفناک مہم شروع کی۔ جس میں بے پناہ خون خرابہ ہوا۔ مزید برآں جنگل میں آگ لگ گئی اور سینکڑوں لوگ جھلس کر رہ گئے دوسرے دن کے اختتام ہی پر گرانٹ بھی جو بڑا سخت دل اور بے حس مشہور تھا بہت متاثر ہوا وہ اپنے خیمے میں واپس جا کر رو دیا۔ لیکن ہر معرکے کے بعد نتائج کی پروا نہ کرتے ہوئے اس نے آگے ہی آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ چھٹے خونی دن کے اختتام پر اس نے لنکن کو تار بھیجا ''میں اسی طرز پر لڑتا رہوں گا چاہے تمام موسم گرما گزر جائے۔'' تمام موسم گرما واقعی جنگ میں گزر گیا بلکہ تمام موسم خزاں و سرما اور ایک حصہ موسم بہار کا بھی جنگ میں بیت گیا۔

گرانٹ کے پاس لی کی نسبت دوگنی فوج تھی۔ اور اتنی فوج پیچھے مدد کے لئے کھڑی تھی لیکن لی کی فوج کے سپاہی تھک چکے تھے اور ان کی رسد بھی ختم ہو رہی تھی

کیونکہ باغیوں نے پہلے ہی سب کچھ لوٹ لیا تھا۔ گرانٹ کا نظریہ یہ تھا کہ وہ لی۔۔۔۔ کے سپاہیوں کو اسی طرح قتل کرتا رہے گا۔ یہاں تک کہ وہ ہتھیار ڈالنے پر مجبور ہو جائیں۔ اسے اس بات کی پروا نہیں تھی کہ دشمن کے ایک سپاہی کے بدلے اس کے اپنے دو سپاہی ہلاک ہو جاتے ہیں گرانٹ کمی پوری کر سکتا تھا لیکن لی کے لئے ایسا کرنا ممکن نہیں تھا اس کا توپ خانہ اور اس کی پیادہ فوج دشمن کا مقابلہ کرتی رہی۔ صرف چھ ہفتوں کی لڑائی میں اس کے چون ہزار نو سو چھبیس فوجی مارے گئے لی کے پاس کل اتنی نفری تھی ایک گھنٹے میں کولڈ ہاربر (Cold Harbour) کے مقام پر اس کے ساتھ ہزار فوجی ڈھیر ہو گئے اور گیٹس برگ کی لڑائی میں تین دن میں دونوں اطراف سے چھ ہزار سپاہی کام آئے۔ اس قدر دل ہلا دینے والے نقصان سے کیا فائدہ پہنچا؟ قطعاً نہیں کولڈ ہاربر کا معرکہ اس کی فوجی زندگی کی سب سے افسوس ناک غلطی تھی۔ اس قدر قتل عام نا قابل برداشت تھا اس سے فوج کا حوصلہ پست ہو گیا اور فوجی غدر پر آمادہ ہو گئے۔ ان کے ساتھ بہت سے افسر بھی شامل ہو گئے لنکن کا دل بھی ٹوٹ گیا لیکن جنگ جاری رکھنے کے سوا کوئی چارہ بھی نہ تھا اس نے گرانٹ کو تار بھیجا کہ وہ بلی کتے کی گرفت ڈھیلی نہ ہونے دے پھر اس نے مزید پچاس ہزار رضا کاروں کی خدمات طلب کیں اس اعلان پر عوام سٹپٹا گئے اور قوم مایوسی کے گڑھے میں جا گری۔ ہر طرف تاریکی اور اداسی تھی۔ دو جولائی کو کانگرس نے ایک قرارداد پاس کی جس کا لہجہ بین ڈالنے کے مترادف تھا اعلان یہ تھا ''قوم کو چاہئے کہ وہ اپنے گناہوں پر نادم ہو اور خدا تعالیٰ سے معافی چاہے اسے دنیا کا سب سے بڑا حکمران

سمجھے تاکہ بحیثیت قوم وہ صفحہ ہستی سے مٹ جانے سے بچ جائیں۔''

لنکن پر ہر طرف سے لعنت ملامت ہو رہی تھی اور اس معاملہ میں شمال اور جنوب کی کوئی تمیز نہ رہی۔ اسے لٹیرا، باغی، ظالم، شیطان، آدم خور اور قصاب جیسے ناموں سے یاد کیا جاتا تھا جو ذبح کرنے کے لئے مزید بھیڑوں کا مطالبہ کر رہا تھا اس کے بعض انتہا پسند دشمنوں نے مطالبہ کیا کہ اسے قتل کر دینا چاہئے اور ایک شام جب وہ موسم گرما کے ہیڈ کوارٹر سے سپاہیوں کے تربیتی مرکز کی طرف جا رہا تھا ایک شخص نے اس پر گولی چلا دی یہ گولی اس کے ریشمی ہیٹ کو چھیدتی ہوئی نکل گئی یہی شخص تھا جس نے اسے بعد میں قتل کیا چند ہفتوں کے بعد میڈ وائیل (Mead Ville) کے ایک ہوٹل میں دیوار پر ایک تحریر دیکھی گئی کہ ابے لنکن تیرہ اگست 1864ء کو زہر کے اثر سے مر چکا ہے اس کمرے میں ایک رات پیشتر ایک ایکٹر بوتھ نامی مقیم تھا۔

گزشتہ جون کے مہینے میں ری پبلکن پارٹی نے دوسری مرتبہ لنکن کو پریذیڈنٹ کے عہدے کے لئے نامزد کر دیا لیکن اب انہیں محسوس ہوا کہ ان سے بڑی بھاری غلطی ہوئی ہے پارٹی کے بعض سرکردہ ممبروں نے لنکن کو اپنا نام واپس لینے کی ترغیب دی اور کئی لوگوں نے اس سے مطالبہ کیا کہ وہ اپنا نام واپس لے لے وہ ایک اور کنونشن بلانا چاہتے تھے اور یہ ثابت کرنا چاہتے تھے کہ لنکن ناکام ہو چکا ہے اس کی نامزدگی منسوخ کی جاتی ہے اور اس کی بجائے ایک اور امیدوار کو کھڑا کیا جاتا ہے۔

لنکن کا ایک قریبی دوست آروائل (Or Ville) تھا۔ جولائی 1864ء میں اس نے اپنی ڈائری میں لکھا کہ قوم کی اشد ضرورت یہ ہے کہ کوئی قابل لیڈر پیدا ہو۔

لنکن کو بھی یقین ہو چکا تھا کہ اس کی کامیابی کی کوئی امید نہیں اور اس نے دوسری دفعہ پریزیڈنٹ کے عہدے کے لئے کوشش کا خیال ہی ترک کر دیا تھا۔۔۔۔ وہ ناکام ہو چکا تھا اس کے جرنیل ناکام ہو چکے تھے اور اس کی جنگی حکمت عملی بیکار ثابت ہوئی تھی لوگوں کو اس کی رہنمائی پر اعتبار نہیں رہا تھا اسے خود بھی شبہ تھا کہ یونین قائم نہیں رہ سکے گی اس نے خود کہا ہے کہ "آسمان پر تاریکی چھائی ہوئی تھی" بالآخر ایک انقلابی گروہ نے جو لنکن سے مایوس ہو چکا تھا ایک اجلاس بلایا اور ایک عجوبہ روزگار جرنیل جان فری مانٹ (John free Mont) کو امیدوار نامزد کر دیا۔ اس طرح ری پبلکن پارٹی دو حصوں میں تقسیم ہو گئی حالات خطرناک تھے اور جرنیل فری مانٹ (Free Mont) بیٹھ جاتا تو میکلی لان ضرور کامیاب ہو جاتا اور لنکن ناکام ہوتا۔ چونکہ لنکن کے مد مقابل دو حصوں میں تقسیم ہو گئے اس لئے وہ کامیاب ہو گیا اسے میکلی لان کے مقابلہ میں دو لاکھ ووٹ زیادہ ملے لنکن اپنی حکمت عملی کے مطابق خاموشی کے ساتھ کام کرتا رہا وہ کسی کے اعتراضات کا جواب نہ دیتا تھا اس نے کہا میری خواہش ہے کہ میں انتظام مملکت اس طرح چلاؤں کہ بظاہر جب میرا کوئی دوست بھی نہ رہے۔ تو ایک دوست میرے اندر موجود ہو میں ضروری نہیں کہ جیت جاؤں بلکہ میں تو سچائی پر قائم رہنا چاہتا ہوں میری کامیابی لازم نہیں۔ لیکن میں اس روشنی کی رہنمائی میں چلوں گا جو میرے اندر موجود ہے روشنی سے مراد! اس کا ضمیر تھا وہ تھک ہار کر صوفے پر لیٹ جاتا بائبل کا ایک چھوٹا نسخہ پکڑ لیتا اور تسکین کے لئے اس کا مطالعہ کرتا۔

1864ء کے موسم گرما میں لنکن بالکل ہی مختلف دکھائی دیتا تھا اس کے ذہن اور بدلتی ساخت میں بڑی تبدیلی آچکی تھی سال بہ سال اس کے قہقہوں میں کمی آرہی تھی اس کے چہرے کے شکن گہرے ہورہے تھے اور اس کے کندھے جھک گئے تھے اس کے رخسار اندر کی طرف دھنس گئے تھے اسے ہاضمے کی دائمی خرابی لاحق ہوگئی اس کی ٹانگیں ہمیشہ سرد رہنے لگیں اسے بڑی مشکل سے نیند آتی تھی اس کے چہرے سے ہر وقت دکھ اور اذیت کا اظہار ہوتا تھا اس نے اپنے ایک دوست سے کہا ''مجھے معلوم ہوتا ہے کہ مجھے کبھی خوشی نصیب نہ ہوگی۔'' جب سینٹ اگسٹس (St. Augustus) نے 1865ء کے موسم بہار میں لنکن کی زندگی کا زائچہ دیکھا تو اسے اس کی موت کے آثار نظر آئے، بلاشبہ موت کے آثار تو اس کے چہرے سے پہلے ہی نظر آرہے تھے مسٹر کارپینٹر، جس نے وائٹ ہاؤس میں غلاموں کی آزادی کے اعلان کا نقشہ کھینچا ہے، لکھتا ہے ''جنگ کے پہلے ہفتے کی لڑائی کے دوران پریزیڈنٹ بالکل نہ سو سکا۔ ان دنوں ایک روز میں سکونتی کمرے میں سے گزرا، اس سے ملاقات کی تو وہ صبح کے وقت ایک چادر اوڑھے اضطراب کی حالت میں فرش پر کبھی آگے اور کبھی پیچھے پھرتا تھا اس کے دونوں ہاتھ پشت پر تھے اس کی آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے پڑے ہوئے تھے اور وہ اپنا سر سینے پر ڈالے ہوئے تھا دن بھر میں جب بھی میری نظر اس کے چہرے پر پڑتی اس کے شکن دار چہرے پر رونے کے آثار نظر آتے جب ملاقاتی اس کے پاس آتے تو اسے درماندگی کی حالت میں کرسی پر پڑا پاتے، اور جب پہلی مرتبہ اس سے مخاطب ہوتے تو وہ نہ ان کی طرف دیکھتا اور نہ بات کرتا

تھا۔ وہ کہتا تھا مجھے یوں معلوم ہوتا ہے کہ جو ہجوم روزانہ مجھ سے ملاقات کے لئے آتا ہے۔'' مجھ پر ٹوٹا پڑتا ہے اور میری قوت چٹکیوں کے ساتھ نکال کر لے جاتا ہے۔ اس نے بیگم سٹوو (Stowe) کو یہ بتایا کہ وہ امن کا زمانہ دیکھنے کے لئے کبھی زندہ نہ رہے گا۔ یہ جنگ مجھے ختم کر رہی ہے۔

جب اس کے دوستوں نے اس کا چہرہ متغیر پایا، تو اسے آرام کرنے کا مشورہ دیا۔ لیکن اس نے جواب دیا کہ دو تین ہفتوں کی رخصت سے مجھے کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا۔ میں وائٹ ہاؤس سے دور جا سکتا ہوں، مگر مجھے اپنے خیالات سے مفر کہاں؟ میں نہیں جانتا کہ میں کیسے آرام کروں جو چیز میرے لئے تکلیف کا باعث ہے، وہ میرے اندر ہے میں اس سے کیسے نجات حاصل کر سکتا ہوں؟ لنکن کا سیکرٹری کہتا ہے کہ یتیموں اور بیواؤں کی آوازیں ہر وقت اس کے کانوں میں گونجتی رہتی تھیں۔ بڑی تعداد میں مائیں اور بیویاں اس کے پاس آتی تھیں۔ اور ان فوجیوں کے لئے معافی کی طلبگار ہوتی تھیں جو میدان جنگ سے بھاگ کر آتے تھے۔ لنکن چاہے کتنا ہی تھکا ماندہ ہوتا۔ ان کی سرگزشت ضرور سنتا تھا اور عموماً ان کی درخواست منظور کر لیتا تھا کیونکہ وہ عورت کو کبھی روتے ہوئے برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ خاص طور پر جب اس کی گود میں بچہ ہو۔ وہ دکھ بھری آواز کے ساتھ کہتا تھا جب میں اس دنیا میں نہیں ہوں گا مجھے امید ہے میرے متعلق یہ کہا جائے گا کہ جس جگہ ممکن ہو سکا میں نے کانٹے اکھاڑ کر پھول لگانے کی کوشش کی جرنیل اس کو برا بھلا کہتے تھے سیکرٹری سٹینٹن اس پر برستا تھا ان کا خیال تھا کہ لنکن کی نرمی سے فوج کا نظم وضبط

خراب ہو رہا ہے اسے فوج کے معاملے میں دخل نہیں دینا چاہئے حقیقت یہ تھی کہ وہ فوجی افسروں کے ظالمانہ رویے کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتا تھا اور اسے رضا کاروں سے محبت تھی جو اپنا کام چھوڑ کر جنگ میں کود پڑے تھے ان ہی پر جنگ جیتنے کا انحصار تھا ان میں سے کوئی بھی ایسا نہ تھا جسے بزدلی کے الزام میں گولی کا نشانہ بنا گیا ہو لنکن انہیں معاف کر دیتا تھا اور کہتا کہ ممکن ہے اگر میں ایسے حالات میں ہوتا تو میں بھی رائفل پھینک کر بھاگ جاتا۔ اگر کوئی رضا کار گھر کی یاد کا ستایا ہوا ہے تو گولی مارنا اسے کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ اگر کوئی تھکا ماندہ دیہاتی لڑکا پہرے پر سو جاتا ہے تو ممکن ہے میں اس کی جگہ ہوتا تو میں بھی ایسا کرنے کے لئے مجبور ہو جاتا۔ وہ اتنی کثرت سے رضا کاروں کو معاف کرتا تھا کہ روزانہ کئی صفحات پر ان کی فہرست تیار ہوتی تھی اس دفعہ اس نے جنرل میڈ (Meade) کو تار دیا کہ میں اٹھارہ سال سے کم عمر کے سپاہی کو گولی مارنے کے خلاف ہوں یونین کی افواج میں ایک لاکھ سے بھی زیادہ لڑکے تھے، جن کی عمر اٹھارہ سال سے کم تھی بلکہ پچیس ہزار سپاہ کی عمر سولہ سے بھی کم تھی اور ہزاروں ایسے تھے جن کی عمر پندرہ سال سے بھی کم ہو گی بعض دفعہ پریزیڈنٹ اپنے نہایت سنجیدہ پیغامات میں بھی مزاح کا رنگ پیدا کر دیتا تھا مثلاً اس نے کرنل مولیگن (Mullegan) کو لکھا " اگر تم نے ابھی تک بارنے ڈی (Barney D) کو گولی ماری، تو اب گولی نہ مارنا۔" دکھی ماؤں کو دیکھ کر لنکن کی طبیعت پر بڑا گہرا اثر ہوتا تھا۔

1864ء میں اس نے نہایت خوبصورت اور اپنی زندگی کا مشہور ترین خط لکھا۔

آکسفورڈ یونیورسٹی نے اس خط کی نقل دیوار پر لٹکا رکھی ہے۔ یہ شاعرانہ بندش کے اعتبار سے بے نظیر ہے اور آج تک اس کی کوئی مثال نہیں پیش کی جا سکی۔ اگرچہ یہ نثر میں ہے لیکن دراصل اس میں غیر شعوری طور پر نظم کی بندش موجود ہے یہ خط مسز بکسلی (Bixly) کے نام لکھا گیا ہے جو بوسٹن میں مقیم تھی۔ لنکن نے اسے یوں مخاطب کیا " پیاری جناب! مجھے محکمہ جنگ کی فائلوں اور میسا چوسیٹ ۔۔۔ ایڈ جوٹنٹ جنرل ۔۔۔۔۔ کے بیان سے معلوم ہوا ہے کہ تم پانچ بچوں کی ماں ہو اور یہ بچے شاندار کارنامے سرانجام دیتے ہوئے میدان جنگ میں کام آئے ہیں میں محسوس کرتا ہوں کہ تمہیں غم میں تسلی دینے کے لئے میرے الفاظ زیادہ موثر ثابت نہیں ہو سکتے۔ اتنے بڑے نقصان پر کوئی بھی تسلی کارگر نہیں ہو سکتی لیکن میں تمہیں یقین دلانا چاہتا ہوں کہ تمہارے بیٹوں نے ری پبلک کی خاطر جان قربان کر کے قوم کو ممنون احسان بنا دیا ہے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ ہمارا باپ جو آسمانوں میں ہے تمہاری تکلیفوں اور دکھوں کو کم کرے اور تمہارے ذہن میں صرف اپنے پیارے بچوں کی یاد رہ جائے جو تمہارے لئے خوشی کا موجب ہو اور تمہارا سر فخر سے بلند رہے کہ تم نے آزادی کی قربان گاہ پر بڑی قیمتی قربانی پیش کی ہے۔"

ایک دن بروکس ۔۔۔ نے لنکن کو آلیور وینڈل ۔۔۔ کی نظموں کی ایک کتاب دی، لنکن نے اس میں سے ایک نظم لیکسنگٹن ۔۔۔ بلند آواز سے پڑھی۔ جب وہ اس بند پر پہنچا کہ " وہ گھاس سرسبز ہے جہاں شہید لیٹے ہوئے ہیں اور بے گور و کفن آرام کر رہے ہیں" تو اس کی گھگی بندھ گئی اس نے بروکس کو کتاب پکڑاتے ہوئے آہستگی

سے کہا ”تم پڑھو، میں اسے پڑھ نہیں سکتا“ کئی مہینوں کے بعد اس نے یہ ساری نظم اپنے دوستوں کو لفظ بہ لفظ سنائی۔

پانچ اپریل 1864ء کو لنکن کو پنسلوینیا کے علاقے سے ایک لڑائی کی طرف سے خط موصول ہوا، جو دل شکستہ تھی۔ اس کا منگیتر فوج میں شامل ہو گیا تھا اور ووٹ ڈالنے کے لئے چھٹی لے کر آیا تھا۔ ان سے کچھ بے وقوفی کی حرکات سرزد ہوئیں تھیں۔ اس نے اپنے خاوند کے لئے مہلت چاہی تا کہ وہ بدنامی سے بچ جائے۔ یہ خط پڑھ کر لنکن پر گہرا اثر ہوا۔ اس کا دل بھر آیا۔ آنکھوں سے بے اختیار آنسو چھلک پڑے اور کھڑکی سے باہر جھانکا پھر اپنا قلم اٹھا کر خط کے اوپر ہی یہ الفاظ لکھ دیئے ”اسے بہر حال اس کے پاس بھیج دو۔“

1864ء میں شدید گرمی کا موسم انجام کو پہنچ رہا تھا اور موسم خزاں میں اچھی خبریں موصول ہونا شروع ہو گئیں تھیں جنرل شرمن ـــــ نے ایٹلانٹا ـــــ پر قبضہ کر کے جارجیا ـــــ کی طرف کوچ کرنا شروع کر دیا تھا۔ امیر البحر نے ایک ڈرامائی بحری جنگ میں خلیج موبائل پر قابض ہو کر میکسیکو ـــــ کی ناکہ بندی سخت کر دی تھی شیری ڈن ـــــ نے شاندار فتوحات حاصل کی تھیں، اور شنانڈوہ کی وادی پر قابض ہو گیا تھا جنرل لی کھلے میدان میں نکل کر مقابلہ کرنے سے خوف کھاتا تھا اس لئے گرانٹ نے پیٹرزبرگ اور رچمانڈ کا محاصرہ کر لیا۔ نیم وفاق تقریباً ختم ہو چکا تھا اب لنکن کے جرنیل جیت رہے تھے اور شمالی حصے کے حوصلے بہت بلند ہو چکے تھے اس لئے نومبر کے مہینے میں وہ دوبارہ منتخب ہو گے الیکن لنکن اسے اپنی ذات کی فتح

نہیں سمجھتا تھا وہ کہتا تھا، یہ واضح طور پر عوام کی دانش مندی ہے۔ وہ ندی عبور کرتے وقت گھوڑے تبدیل کرنا پسند نہیں کرتے۔ اس کی مراد یہ تھی کہ وہ خطرے کے وقت اپنا لیڈر تبدیل نہیں کرنا چاہتے۔

چار سال کی جنگ کے بعد بھی اس کے دل میں جنوبی علاقے کے متعلق کوئی نفرت نہ تھی وہ بار بار کہتا تھا کہ ایسا فیصلہ نہ کرو، جو تم اپنے لئے پسند نہیں کرتے اور اپنے آپ کو ان کی جگہ رکھ کر دیکھو پھر ان پر کوئی تعزیر لگاؤ۔

فروری 1865ء میں جب کہ نیم وفاق پہلے ہی خاک میں مل چکا تھا اور دو ماہ کے بعد جنرل لی نے ہتھیار ڈال دیئے تھے لنکن نے یہ تجویز پیش کی کہ جنوبی ریاستوں کو غلام آزاد کرنے کے عوض چار کروڑ ڈالر ادا کیے جائیں۔ لیکن اس کی کابینہ کا ہر ممبر اس تجویز کے خلاف تھا اس لئے اس تجویز پر عمل نہ ہو سکا اگلے ماہ دوسری دفعہ پریذیڈنٹ بننے کی تقریب کے افتتاحی اجلاس میں لنکن نے ایک تقریر کی، جس کے متعلق آکسفورڈ یونیورسٹی کے چانسلر کرزن کی رائے یہ ہے کہ یہ خالص سونے کی حیثیت رکھتی ہے اور بے مثال ہے بلکہ اس کے الفاظ خدا کے الفاظ معلوم ہوتے ہیں اس نے آگے بڑھ کر بائبل کو بوسہ دیتے ہوئے پانچویں حصے کی تلاوت شروع کی اور اپنی تقریر کا آغاز کیا جو ڈرامائی انداز رکھتی ہے یہ متبرک نظم کی مانند ہے کسی حکمران نے آج تک اپنی قوم کو ایسے الفاظ کے ساتھ مخاطب نہیں کیا امریکہ کے کسی اور پریذیڈنٹ نے اپنے دل کی گہرائی سے اس قسم کے الفاظ نہیں نکالے۔ اس تقریر کے افتتاحی الفاظ نہایت مقدس اور خوبصورت ہیں جو اس سے پہلے کسی انسان

کے منہ سے نہیں نکلے۔

''ہم خدا کے پیار سے امید رکھتے ہیں اور تضرع سے دعا کرتے ہیں کہ جنگ کا زبردست کوڑا جلد واپس لے لے۔ اگر خدا کی مرضی جنگ جاری رکھنے کی ہے تاکہ غلاموں کے ذریعے اڑھائی سو سال سے حاصل کی ہوئی دولت ڈوب جائے اور کوڑے کے ذریعے خون کے ہر قطرے کے عوضانہ چکایا جائے، تو ہم کہیں گے کہ خدا کا فیصلہ سچا اور بالکل درست ہے ہمارے دل میں کسی کے متعلق میل نہیں، اور ہم ہر ایک کے خیر خواہ ہیں مضبوطی سے سچائی پر قائم رہیں اللہ تعالیٰ نے ہمیں روشنی اور ہدایت بخشی ہے ہم نے جو کام شروع کیا ہے آؤ اس کی پوری کوشش سے تکمیل کریں قوم کے زخموں پر مرہم لگائیں اور جن کے ذریعے سے جو مصائب نازل ہوئے ہیں ان کا علاج کریں یتیموں، بیواؤں کی نگہبانی کریں اپنے لئے اور اپنی قوم کے لئے انصاف پر مبنی ہمیشہ قائم رہنے والا امن قائم کریں۔''

ٹھیک دو ماہ کے بعد اس کی یہی تقریر سپرنگ فیلڈ میں اس کے جنازے کے موقعے پر پڑھی گئی۔

☆☆☆☆☆☆

جنرل لی کی شکست فاش

1865ء میں مارچ کے مہینے کے آخری ہفتہ میں رچ مانڈ میں ایک اہم واقعہ پیش آیا۔ نیم وفاق کے پریذیڈنٹ جیفرسن ڈیوس۔۔۔۔ کی بیوی نے اپنی گھوڑا گاڑی بیچ دی ذاتی سامان نیلام کر دیا۔ اور اپنی باقی اشیاء باندھ کر جنوب کی طرف چل دی۔ اس سے معلوم ہوتا تھا کہ کچھ ہونے والا ہے نو ماہ سے گرانٹ نیم وفاق کے صدر مقام کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ جنرل لی۔۔۔۔۔ کی افواج کی وردیاں چیتھڑے ہو چکی تھیں اور سپاہی بھوک سے نڈھال ہو رہے تھے روپے کی بڑی قلت تھی اس لئے انہیں تنخواہ نہیں ملتی تھی اگر کبھی انہیں ادائیگی کی جاتی تو وہ بھی نوٹوں کی صورت میں ہوتی تھی یہ نوٹ اب بیکار ہو چکے تھے قہوے کی ایک پیالی کی قیمت تین ڈالر تھی اور ایندھن کی ایک لکڑی پانچ ڈالر میں ملتی تھی۔ ایک کنستر آٹے کے لئے ہزاروں ڈالر کا مطالبہ کیا جاتا تھا۔

اب علیحدگی کا مقصد پیش نظر نہیں رہا تھا اور یہی حال غلامی کے مسئلہ کا تھا جنرل لی۔۔۔ بھی جانتا تھا کہ اس کے ساتھیوں کو بھی اس کا علم ہو چکا تھا ہزاروں لوگ پہلے ہی ترک وطن کر چکے تھے تمام رجمنٹیں اپنا سامان باندھ کر اجتماعی صورت میں باہر نکل رہی تھیں اور اپنی امید کو آخری سہارا دے رہی تھیں ہر خیمے میں دعا کے لئے اجتماع ہو رہے تھے لوگ چلاتے تھے آہ و زاری کرتے تھے اور خوابوں میں نظارے دیکھتے تھے کوئی معرکہ شروع کرنے سے پہلے سپاہی جھک کر دعا کرتے تھے۔ تمام

دعاؤں، عبادتوں اور نیکیوں کے باوجود رچ مانڈ کی حالت پتلی ہو رہی تھی وہ اپریل کو اتوار کے روز لی کی فوج نے شہر میں اناج اور تمباکو کے گوداموں کو آگ لگا دی۔ اسلحہ جلا دیا اور بندرگاہ پر کھڑے جہازوں کو جن کا ابھی نصف سامان استعمال نہیں ہوا تھا تباہ کر کے رات کے وقت ہر سے بھاگ گئے اندھیری رات میں آگ کے شعلے بلند میناروں کی طرف دکھائی دیتے تھے چیزوں کے جلنے سے تڑاق تڑاق آوازیں آ رہی تھیں وہ ابھی شہر سے باہر نکلے ہی تھے کہ بہتر 72 ہزار فوجیوں نے ساتھ گرانٹ نے ان کا تعاقب کیا اور چاروں طرف سے گھیر لیا ریلوے لائنوں کو اکھاڑ دیا اور رسد لانے والی گاڑیوں پر قابض ہو گئے لنکن کے ایک جرنیل شیری ڈان۔۔۔۔۔ نے اپنے ہیڈ کوارٹر میں اطلاع دی ''اگر ہم اس طرح دھکیلتے جائیں تو لی ہتھیار ڈال دے گا''، لنکن نے تار کا جواب دیا ''دشمن کا قافیہ تنگ کرتے جاؤ'' چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اسی میل تک بھاگ دوڑ کرنے کے بعد گرانٹ نے چاروں طرف سے جنوبی افواج کو گھیرے میں لے لیا اب وہ اس کے قابو میں تھیں اور بچ نکلنے کی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی۔

جنرل لی۔۔۔۔۔ نے یہ محسوس کیا کہ مزید خون خرابے کا کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ اس اثنا میں گرانٹ شدید سر درد کی وجہ سے نیم اندھا ہوا جا رہا تھا وہ اپنی فوج سے پیچھے رہ گیا۔ اور ہفتے کی شام کو ایک فارم کے مکان میں قیام پذیر ہو گیا۔ وہ اپنی یادداشت میں لکھتا ہے ''میں نے تمام رات گرم پانی اور تیل کے ساتھ اپنے پاؤں دھونے میں گزاری۔ کہنیوں پر ٹکوں کا پلستر لگایا گردن کے پچھلے حصے میں بھی مالش کی مجھے امید

تھی میں صبح تک ٹھیک ہو جاؤں گا اگلی صبح وہ آناً فاناً ٹھیک ہو گیا اس کی حالت کو اعتدال پر لانے میں کسی علاج کا دخل نہیں تھا بلکہ جنرل لی کا ایک پیغامبر تھا جو گرانٹ کے لئے ایک چٹھی لایا جس میں لکھا تھا کہ وہ ہتھیار ڈالنے پر تیار ہے گرانٹ نے اپنی یادداشت میں لکھا ہے کہ جب افسر یہ پیغام لے کر آیا تو اس وقت میں شدید سر درد میں مبتلا تھا لیکن جونہی میں نے چٹھی کے مضمون کا مطالعہ کیا میری حالت بہتر ہو گئی اس سہ پہر دونوں جرنیلوں کی صلح کی شرائط طے کرنے کے لئے ملاقات ہوئی۔"

گرانٹ کا لباس حسب معمول ڈھیلا ڈھالا تھا اس کے جوتے صاف نہیں تھے نہ اس کے پاس تلوار تھی وہ وہی وردی پہنے ہوئے تھا جو اس کے رضا کار پہنتے تھے فرق صرف اتنا تھا کہ اس نے چاندی کے تین ستارے کندھے پر لگائے ہوئے تھے جن سے اس کی شناخت ہوتی تھی اس کے بالمقابل لی کا لباس امیرانہ ٹھاٹھ کا تھا وہ دندانے دار فولادی دستانہ پہنے ہوئے تھا اور اس کے پہلو میں خوبصورت تلوار لٹک رہی تھی جس کے دستے میں جواہرات جڑے تھے وہ ایک فاتح شہنشاہ معلوم ہوتا تھا جس نے ابھی زرہ اتاری ہو لیکن گرانٹ میسوری کا کسان دکھائی دیتا تھا جو اپنے سور اور کھالیں شہر میں بیچنے آیا ہو۔ اسے ایک لمحے کے لئے اس حالت کا احساس ہوا اور کچھ جھینپ سا گیا۔ اس لئے اس نے جنرل لی سے معذرت چاہی کہ اس موقع کے لئے وہ بہترین لباس میں ملبوس نہیں ہے، بیس سال پیشتر گرانٹ اور لی باقاعدہ فوج میں افسر تھے اور دونوں نے میکسیکو کے خلاف لڑائی میں حصہ لیا تھا۔ اس لئے وہ

پرانی یادوں میں کھو گئے اور سردی کی ان راتوں کا تذکرہ کرنے لگے جو انہوں نے میکسیکو کی سرحد پر گزاری تھیں جہاں وہ تمام رات سور کا شکار کھیلتے رہے تھے، اور ''اتھیلو'' شیکسپیئر کا ڈرامہ پیش کیا تھا گرانٹ لکھتا ہے کہ وہ اس قدر گفتگو میں محو ہو گئے کہ گرانٹ ملاقات کا مقصد ہی بھول گیا بالآخر لی نے ہتھیار ڈالنے کی شرائط کی طرف اس کی توجہ مبذول کرائی۔ گرانٹ نے مختصر جواب دیا اور پھر اپنی سرگزشت شروع کر دی اس سے پہلے اگر ''لی'' مداخلت نہ کرتا اور دوسری بار یاد دہانی نہ کراتا تو شاید فوج کے ہتھیار ڈالنے کے متعلق کوئی بات ہی نہ ہوتی۔ گرانٹ نے کاغذ اور قلم دوات منگوایا اور چند شرائط لکھ دیں فتح حاصل کرنے کے بعد مفتوح کو ذلیل کرنے کے لئے کوئی رسمیں ادا نہ کی گئیں۔

جنرل واشنگٹن نے 1781ء میں انگریزوں سے اقتدار لیتے وقت ایک تقریب منعقد کی تھی، فوج سے ہتھیار لے کر پریڈ کرائی تھی، اور خوشی کا اظہار کیا تھا۔ اب کے ایسا کوئی مظاہرہ نہ کیا گیا۔ اور نہ مفتوح سے کوئی بدلہ لیا گیا۔ چار سال سے شمالی علاقے کے انقلابی، جنرل لی اور ویسٹ پوائنٹ افسروں کو باغی قرار دینے اور بغاوت کے جرم میں پھانسی دینے کا مطالبہ کر رہے تھے لیکن گرانٹ نے جو شرائط لکھیں ان میں کوئی پابندی نہ تھی بلکہ لی کے افسروں کو ہتھیار اپنے پاس رکھنے کی اجازت دے دی گئی تاکہ وہ اپنے کھیتوں میں پہنچ کر زمین کی کاشت شروع کریں ہتھیار ڈالنے کی شرائط ایسی فیاضانہ اور شریفانہ کیوں تھیں؟ اس لئے کہ لنکن کی طرف سے ایسی ہی ہدایت تھی اس طرح وہ خانہ جنگی جس میں لاکھوں انسان کام آئے

ورجینیا کے ایک چھوٹے سے گاؤں ''اپومیٹکس'' ۔۔۔۔ میں ختم ہوگئی ہتھیار ڈالنے کی شرائط پر موسم بہار میں سہ پہر کو دستخط ہوئے۔ جبکہ ہلکے بنفشی رنگ کے پھولوں کی مہک سے فضا معطر تھی۔

اسی سہ پہر لنکن واپس جہاز میں بیٹھ کر واشنگٹن چلا گیا۔ اس نے کئی گھنٹے دوستوں کو شیکسپیئر کی تصنیف پڑھ کر سنانے میں گزارے۔ اور اسی موقع پر اس نے ''میکبتھ'' سے یہ پیراگراف پڑھا ''ڈنکن ۔۔۔۔۔ اپنی قبر میں ہے۔ زندگی کی بھرپور گہما گہمی کے بعد وہ نہایت سکون کی نیند سو رہا ہے اب کوئی بغاوت کا الزام کوئی زہر اور کوئی اسلحہ اس پر اثر انداز نہیں ہوسکتا اپنوں کا حسد اور اغیار کی دشمنی اس کے لئے بے معنی ہے۔'' اس تحریر نے لنکن کی طبیعت پر گہرا اثر ڈالا۔ وہ اسے پڑھتا تھا رک جاتا تھا اور پھر پڑھتا تھا وہ جہاز کے روشندان کی طرف ٹکٹکی باندھے لاشعور کی حدود میں جا پہنچا تھا جیسے کچھ سوچ رہا ہو۔

پانچ دن کے بعد وہ خود بھی ڈنکن کے ساتھ جاملا۔

☆☆☆☆☆

میری ٹاڈ کا حسد

اب ہمیں ذرا ماضی کی طرف جھانکنا چاہیے، کیونکہ میں ایک اہم واقعہ بیان کرنا چاہتا ہوں جو رچ مانڈ کے سقوط سے تھوڑی دیر پہلے پیش آیا اس واقعے سے لنکن کی گھریلو مشکلات کا نقشہ صاف طور پر سامنے آجاتا ہے ان مشکلات اور پریشانیوں کا نقشہ جو اس نے پچیس سال تک بڑے صبر اور سکون کے ساتھ برداشت کیں یہ واقعہ جو پیش خدمت ہے گرانٹ کے ہیڈ کوارٹر کے قریب پیش آیا۔

جنرل نے لنکن اور بیگم لنکن کو اپنے پاس محاذ کے قریب ایک ہفتہ گزارنے کی دعوت دی۔ لنکن نے اس دعوت کو بخوشی قبول کرلیا۔ کیونکہ جب سے وہ پریذیڈنٹ بنا تھا۔ کام کی زیادتی کی وجہ سے تھک کر چور ہو گیا تھا اور اسے قطعاً آرام کا موقع نہیں ملا تھا وہ چاہتا تھا کہ ملازمت کا مطالبہ کرنے والے ہجوم سے جو اسے دوسری دفعہ پریزیڈنٹ بننے پر بھی پریشان کر رہا تھا چند دنوں کے لئے نجات حاصل کرلے۔ پس لنکن اور میری لنکن دریائی ملکہ نامی کشتی پر سوار ہو کر پوٹو میک ۔۔۔۔۔ دریا کے بہاؤ کی طرف روانہ ہو گئے اور سٹی پوائنٹ ۔۔۔۔ پہنچ گئے۔

وہاں ایک چٹان کی چوٹی پر، جو پانی سے 200 فٹ بلند تھی، گیلینا کا بیوپاری بیٹھا سگریٹ نوشی کر کے وقت گزار رہا تھا۔

چند دنوں کے بعد اہم شخصیتوں پر مشتمل واشنگٹن کی پارٹی ان کے ساتھ جا ملی جس میں جعفری نام فرانسیسی وزیر بھی تھا قدرتی طور پر زائرین محاذ جنگ دیکھنے کے

شائقین تھے جو اس جگہ سے بارہ میل کے فاصلے پر تھا۔ اس لئے اگلے روز وہ سیرو سیاحت کے لئے چل پڑے مرد گھوڑوں پر سوار تھے بیگم لنکن اور بیگم گرانٹ ایک نیم وا گاڑی میں سوار تھیں اس روز جنرل آدم جو گرانٹ کا معتمد تھا اور اس کے گہرے دوستوں میں سے تھا بیگمات کی حفاظت کے لئے مامور ہوا۔ وہ گاڑی کے اگلے حصے پر بیٹھا تھا اس کا منہ ان کی طرف تھا۔ اور پشت گھوڑوں کی طرف تھی۔ جو واقعہ ظہور پذیر ہوا۔ وہ اس کا عینی شاہد ہے۔ اس کی کتاب ''گرانٹ امن میں'' کے صفحہ 56 تا 362 سے یہ عبارت پیش کی جاتی ہے۔

''میں نے گفتگو کے دوران ذکر کر دیا کہ تمام فوجی افسروں کی بیویوں کو پیچھے ہٹنے کی ہدایت کی گئی ہے اور اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کوئی فوجی اقدام ہونے والا ہے اور میں نے کہا کہ سوائے بیگم گرفن ۔۔۔۔۔۔ کے کسی اور عورت کو وہاں ٹھہرنے کی اجازت نہیں دی گئی کیونکہ بیگم گرفن ۔۔۔۔۔ نے پریزیڈنٹ سے خاص اجازت حاصل کر لی ہے ان الفاظ کے سنتے ہی بیگم لنکن نے تو گویا ہتھیار اٹھا لئے، اور چلائی۔ کیا تمہارا مطلب یہ ہے کہ وہ پریزیڈنٹ کے پاس اکیلی گئی تھی، تمہیں معلوم ہے کہ میں پریزیڈنٹ کو تنہائی میں کسی عورت سے ملاقات کی اجازت نہیں دیتی وہ بے چارے بدصورت ابراہام سے بہت جلتی تھی میں نے نرم لہجہ اختیار کر کے اس کا غصہ ٹھنڈا کرنے کی کوشش کی لیکن وہ غصہ میں خاص جل بھن رہی تھی اس نے پھر چلا کر کہا ''جناب آپ کی ہنسی ذو معنی ہے۔'' میں ابھی گاڑی سے نکل کر جاتی ہوں اور پریزیڈنٹ سے پوچھتی ہوں کہ آیا اس نے اس خاتون سے علیحدگی میں بات چیت

کی تھی؟''

بیگم گرافن۔۔۔۔ واشنگٹن بھر میں نہایت خوبصورت حسین و جمیل عورت تھی۔ اور بیگم گرانٹ سے ذاتی واقفیت تھی اس نے لنکن کی حاسد رفیقہ حیات کو نرم کرنے کی کوشش کی پر وہ بھی ناکام رہی بیگم لنکن نے مجھے گاڑی ٹھہرانے کا حکم دیا لیکن میں نے تعمیل میں تساہل برتا اس پر اس نے اپنا ہاتھ بڑھا کر ڈرائیور کو مضبوطی سے پکڑ لیا اس پر بیگم گرانٹ نے مداخلت کی اور کہا کہ پارٹی کے منزل تک پہنچنے تک انتظار کیا جائے۔ رات کے وقت جب ہم کیمپ میں تھے، تو بیگم گرانٹ نے مجھے تمام ماجرا کہہ سنایا۔ اس نے کہا کہ معاملہ اتنا تکلیف دہ ہے کہ ہم میں سے کسی کو اس کا ذکر آگے نہیں کرنا چاہئے اور طے پایا کہ میں تو بالکل خاموش رہوں۔ اور وہ صرف اپنے خاوند جنرل گرانٹ کے ساتھ ذکر کرے گی۔ لیکن اگلے روز میں اس عہد کا پابند نہ رہا کیونکہ اس سے بھی برا واقعہ پیش آ گیا اگلے روز یہی پارٹی دریا کے شمال کی طرف جنرل آرڈ۔۔۔۔ کی فوج دیکھنے گئی۔ سفر کے انتظامات تقریباً پہلے روز کی مانند تھے ہم دریا کے بہاؤ کے اوپر ایک دخانی جہاز میں گئے۔ دریائی سفر کے بعد مردوں نے گھوڑے لے لئے بیگم لنکن اور بیگم گرانٹ ایک گاڑی میں سوار ہو گئیں میں پہلے کی طرح محافظ مقرر کیا گیا لیکن میں نے یہ درخواست کی کہ میرے ساتھ ایک اور افسر کی ڈیوٹی بھی لگائے جائے، کیونکہ قبل ازیں مجھے تلخ تجربہ ہو چکا تھا۔ چنانچہ کرنل ہورلیس کو بھی پارٹی کے ہمراہ جانے کا حکم ہوا۔ بیگم آرڈ۔۔۔ اپنے خاوند کے ہمراہ تھی کیونکہ وہ کمانڈر کی بیوی تھی اس لئے اسے محاذ جنگ سے پیچھے جانے کا حکم نہیں ملا تھا

اگرچہ اس نے ایک دن پیشتر واشنگٹن یا فوج سے دور کسی اور علاقے میں جانے کی کوشش کی تھی چونکہ گاڑی میں مزید جگہ نہ تھی وہ گھوڑے ہی پر رہی اور تھوڑی دیر تک پریزیڈنٹ کے پہلو بہ پہلو چلتی رہی۔ اس طرح وہ بیگم لنکن کے آگے آگے جا رہی تھی جونہی بیگم لنکن کو یہ معلوم ہوا وہ غصے سے لال پیلی ہوگئی، اور شائستگی کی تمام حدود پھلانگ گئی اس نے چلا کر کہا ''پریزیڈنٹ کے ساتھ اور میرے آگے آگے چلنے کا کیا مطلب کیا؟ کیا اس کا یہ خیال ہے کہ لنکن اسے اپنے پہلو میں رکھنا چاہتا ہے؟'' وہ جوش سے پاگل ہوئی جاتی تھی ہر لمحے اس کی زبان درازی اور غیر شائستہ حرکات میں اضافہ ہو رہا تھا بیگم گرانٹ نے دوبارہ اس کے مزاج کو اعتدال پر لانے کی کوشش کی، لیکن وہ اب بیگم گرانٹ سے ناراض ہوگئی۔ ہم تو یہ دیکھ رہے تھے کہ کہیں باتوں میں بات بڑھ نہ جائے ہمیں تو یہ خدشہ تھا کہ وہ گاڑی سے چھلانگ لگا دے گی اور گھڑ سواروں کو پکارنے لگے گی ایک دفعہ سفر کے دوران اس نے بیگم گرانٹ سے کہا ''میرا خیال ہے، تمہیں وائٹ ہاؤس میں رہنے کا بہت شوق ہے'' بیگم گرانٹ بہت ٹھنڈے مزاج کی قابل احترام خاتون تھی۔ اس نے نرمی سے جواب دیا کہ وہ اپنی موجودہ حالت پر مطمئن ہے اور جو کچھ اسے ملا ہے وہ تو اس کی توقع بھی نہیں رکھتی تھی لیکن بیگم لنکن نے پھر کہا اچھا تم وائٹ ہاؤس میں آسکتی ہو تو بے شک آ جاؤ۔ یہ بڑی عمدہ جگہ ہے پھر وہ بیگم آرڈ۔۔۔۔ سے مخاطب ہوئی اور بیگم گرانٹ نے بڑی مشکل سے اپنی ہیلی کا پیچھا چھڑایا۔ جب معاملہ ٹھنڈا پڑ گیا تو میجر سیورڈ جو سیکرٹری آف سٹیٹ تھا آگے بڑھا، اور مذاق کے رنگ میں کہا کہ پریزیڈنٹ کا گھوڑا بہت شاندار

ہے، لیکن وہ بیگم آرڈ کے پہلو بہ پہلو چلنے پر اصرار کرتا ہے اس بات نے جلتی پر تیل کا کام کیا وہ چلائی "جناب! یہ بات کرنے سے آپ کا مطلب؟" سیورڈ۔۔۔ کو اب معلوم ہوا کہ اس سے بہت بڑی غلطی ہوئی ہے اور اس نے اپنے گھوڑے کو پیچھے ہی رکھا۔تا کہ اس طوفان سے بچا رہے۔

بالآخر پارٹی منزل مقصود پر پہنچی اور بیگم آرڈ گاڑی کے پاس آئی۔ اس وقت بیگم لنکن نے اس کی بڑی بے عزتی کی اور افسروں کے ہجوم میں اس کے لئے نہایت برے الفاظ استعمال کئے اور پوچھا "پریذیڈنٹ کے ساتھ ساتھ چلنے کا تمہارا کیا مقصد تھا؟ وہ بے چاری پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی اور پوچھا اس سے کیا گناہ سرزد ہو گیا ہے لیکن بیگم لنکن کا غصہ ٹھنڈا ہونے میں نہیں آتا تھا وہ اس پر برابر برستی رہی یہاں تک کہ تھک گئی بیگم گرانٹ نے اب بھی اپنی سہیلی کا ساتھ دینے کی کوشش کی ہر شخص جو وہاں موجود تھا، اسے سخت صدمہ ہوا، اور بہت خائف ہو گیا۔ بالآخر معاملہ رفع دفع ہوا۔ اور ہم تھوڑی دیر بعد سٹی پوائنٹ۔۔۔۔۔ واپس آ گئے۔ اس رات پریذیڈنٹ اور بیگم لنکن نے جنرل گرانٹ، اس کی بیگم اور سٹاف کو جہاز میں کھانے پر بلوایا۔ ہماری موجودگی میں بیگم لنکن نے پریذیڈنٹ کے سامنے جنرل آرڈ کے خلاف لنکن کے کان بھرے۔ اسے ملازمت سے سبکدوش کرنے کا مشورہ دیا۔ جنرل گرانٹ پاس بیٹھا تھا اس نے جرات مندی سے اپنے افسر کا ساتھ دیا اور جنرل آرڈ۔۔۔ کو سبکدوش ہونے سے بچا لیا۔"

اس سفر کے دوران اس قسم کے کئی واقعات پیش آتے رہے بیگم گرفن اور بیگم آرڈ

کی وجہ سے بیگم لنکن اپنے خاوند کو اس کے افسروں کی موجودگی میں برا بھلا کہتی رہی میں نے اس وقت بڑی ہی ذلت اور کوفت محسوس کی۔ کہ وہ شخص جو ایک مملکت کا حکمران ہے اور تمام قوم کے معاملات کا ذمہ دار ہے اسے پبلک کے سامنے کس طرح نکو بننا پڑتا ہے۔ اور وہ کس طرح ان حالات کو مسیح علیہ السلام جیسے صبر اور تحمل کے ساتھ برداشت کرتا ہے۔ اس کے چہرے پر دکھ اور افسوس کا اظہار ہوتا ہے لیکن وہ نہایت سکون اور وقار کے ساتھ ایسی باتوں کو برداشت کرتا ہے وہ لب و لہجے اور نگاہوں کے ساتھ دوسروں پر لگائے گئے الزامات کی نفی کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کی بیگم شیرنی کی طرح ۔۔۔۔۔ اس پر جھپٹتی ہے اور وہ وہاں سے کھسک جاتا ہے وہ اپنے شریفانہ مگر بدصورت چہرے کو چھپا لیتا ہے تاکہ ہمیں اس کے دکھ اور اذیت کے آثار دکھائی نہ دیں جنرل شرمن اس قسم کے واقعات کا عینی گواہ تھا۔ اس نے اپنی ڈائری میں کئی سال پیشتر انہیں قلمبند کیا تھا۔ کیپٹن بارنز ۔۔۔۔۔ بھی عینی شاہد تھا۔ کیونکہ اسے بھی ان تکالیف کا ذاتی تجربہ تھا بارنز اس سفر میں بیگم آرڈ کے ہمراہ تھا لیکن بعد میں اس نے کوئی بات بتانے سے انکار کر دیا تھا، بیگم لنکن اسے کبھی درگزر نہیں کرتی تھی۔

ایک یا دو دن کے بعد جب وہ پریذیڈنٹ کے ساتھ ایک سرکاری معاملے پر بات چیت کرنے کے لئے گیا تو اس وقت بیگم لنکن اور کئی لوگ وہاں موجود تھے پریذیڈنٹ کی بیوی نے معمول کے مطابق اسے کوئی جارحانہ بات کہی، جو سب حاضرین نے سنی، لنکن خاموش رہا لیکن ایک لمحے کے بعد وہ اٹھا نوجوان افسر کو

باتیں کرتا ہوا اپنے کمرے میں لے گیا اور یہ ظاہر کیا کہ وہ اسے ایک نقشہ یا کاغذ دکھانا چاہتا ہے اس نے اپنی بیگم کے متعلق کوئی بات نہ کہی وہ اسے کچھ کہہ بھی نہیں سکتا تھا لیکن اس نے بڑے افسوس کا اظہار کیا اور بتایا کہ اس کے دل میں اس کی قدر ہے۔اور ایسے رنگ میں اس کی حوصلہ افزائی کی کہ اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

ان واقعات سے کچھ دیر پہلے بیگم جیفرسن سٹی پوائنٹ دیکھنے گئی تھی مجھے اس سے پریزیڈنٹ کی بیوی کے متعلق کچھ سوالات پوچھنے کا موقع ملا اس کا جواب یہ تھا کہ ’’میں نے کبھی اس سے ملاقات نہیں کی۔‘‘ میں نے سمجھا کہ مجھے غلطی لگی ہے محکمہ جنگ کے سیکرٹری کی بیوی ہو اور اس نے پریزیڈنٹ کی بیوی سے ملاقات نہ کی ہو یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ اس پر میں نے دوبارہ دریافت کیا اس پر اس نے اپنا جواب دہرایا اور کہا ’’جناب! میری بات سمجھئے میں وائٹ ہاؤس نہیں جاتی میں بیگم لنکن سے ملاقات نہیں کرتی اور میرے بیگم لنکن کے ساتھ قریبی تعلقات نہ تھے یہ الفاظ اس قدر غیر معمولی تھے کہ اس وقت مجھے ان کی اہمیت کا احساس نہ ہوا لیکن بعد میں میں ان کی تہہ تک پہنچ گیا۔‘‘

بیگم لنکن نے بیگم گرانٹ کے متعلق اپنا رویہ قائم رکھا اور بیگم گرانٹ نے بیگم لنکن کو معتدل مزاج بنانے کی کوشش جاری رکھی لیکن اس پر الٹا اثر ہوتا تھا ایک دفعہ اس نے بیگم گرانٹ کو اپنے سامنے بیٹھنے کی وجہ سے برا بھلا کہا اس نے کہا ’’جس وقت تک میں تمہیں نہ کہوں، تمہیں بیٹھنے کی کیسے جرأت ہوتی ہے؟‘‘

الزبتھ نیکلے۔۔۔۔۔۔جو گرانٹ کے ہیڈ کوارٹر پر بیگم لنکن کے ساتھ تھی۔ایک

پارٹی کا ذکر کرتی ہے جو پریذیڈنٹ کی بیگم نے جہاز پر دی۔ مہمانوں میں سے ایک افسر صفائی کے کمیشن سے تعلق رکھتا تھا۔ اسے بیگم لنکن کے ساتھ بٹھایا گیا اس نے مزاح کا رنگ پیدا کرنے کے لئے کہا۔ ''بیگم لنکن! تمہیں اس روز پریذیڈنٹ کو دیکھنا چاہئے تھا جب وہ فاتحانہ طور پر رچ مانڈ میں داخل ہو رہا تھا تمام نگاہیں اس پر لگی ہوئی تھیں عورتیں اس کے ہاتھ پکڑتیں اور بوسہ دیتی تھیں اور رومال ہلا ہلا کر اس کا استقبال کرتی تھیں جب وہ خوبصورت نوجوان عورتوں میں گھرا ہوتا ہے تو ہیرو (Hero) دکھائی دیتا ہے۔

یہ الفاظ کہہ کر نوجوان افسر نے توقف کیا اور پریشان ہو گیا کیوں؟ اس لئے کہ بیگم لنکن چمکتی ہوئی آنکھوں سے اس کی طرف متوجہ ہوئی اور کہا کہ ''پریذیڈنٹ کی مانوسیت میری ذات پر حملہ ہے'' اس پر مجلس میں عجیب رنگ پیدا ہو گیا اور میں نہیں سمجھتا اس یادگاری شام کو بیگم لنکن کو ناراض کرنے کا واقعہ کپتان کبھی بھول سکے گا۔

بیگم کیکلی کہتی ہے کہ میں نے زندگی بھر ایسی عجیب عورت نہیں دیکھی۔ ساری دنیا چھان مارو لیکن اس کی مثال تمہیں کہیں نہیں ملے گی کسی امریکن سے پوچھو کہ میری ٹاڈ کیسی تھی؟ تو ننانوے فیصد لوگوں کا جواب یہ ہو گا کہ وہ آوارہ مزاج، بیوقوف، فاتر العقل تھی اور اپنے خاوند کے گلے میں لعنت پڑی ہوئی تھی لنکن کی زندگی کا افسوس ناک واقعہ اس کا قتل نہیں بلکہ اس کی شادی ہے جب بوتھ نے اس پر گولی چلائی تو اسے معلوم بھی نہ تھا کہ اسے کیا ہوا لیکن تئیس برس تک وہ کانٹوں دار تلخ فصل کاٹتا رہا۔ جو اس کی بیوی بوتی تھی پارٹی بازی اور بغاوت کی وجہ سے اسے ذہنی

پریشانی لاحق رہی لیکن جو اذیت اسے گھریلو حالات کی وجہ سے برداشت کرنی پڑتی تھی وہ اس سے کہیں زیادہ تھی۔

لنکن کا ایک مخلص اور پیارا دوست آرول، ایچ، براوننگ۔۔۔۔۔تھا۔وہ الی نائز کا باشندہ تھا دونوں کے تعلقات پچیس سال سے قائم تھے براوننگ۔۔۔۔۔ اکثر وائٹ ہاؤس میں کھانے پر مدعو ہوتا تھا اور بعض اوقات رات بھی وہیں گزارتا تھا اس کے پاس ایک مفصل ڈائری تھی، جو کچھ اس نے بیگم لنکن کے متعلق اپنی ڈائری میں درج کیا ہمارے لئے حیرت کا موجب ہے مصنفین کو اس بات کی اجازت نہیں کہ وہ اس مسودے کو پڑھ کر بیگم لنکن کے کردار کے متعلق کوئی اخلاق سے گری ہوئی بات تحریر کریں یہ مسودہ حال ہی میں شائع کرنے کے لئے فروخت کیا گیا ہے بشرطیکہ بیگم لنکن کے متعلق جو باتیں بھی صدمہ پہنچانے والی ہیں انہیں حذف کر دیا جائے۔

وائٹ ہاؤس کی دعوتوں کے موقع پر یہ رواج ہے کہ پریذیڈنٹ اپنی بیوی کے علاوہ گھومنے کے لئے کسی اور خاتون کی رہنمائی حاصل کرتا ہے۔چاہے رواج ہو یا نہ ہو۔روایت قائم ہو یا نہ ہو بیگم لنکن یہ برداشت نہیں کرتی تھی کہ کوئی اور عورت اس کے آگے چلے اور وہ پریذیڈنٹ کے پہلو بہ پہلو ہو ایسا کبھی نہیں ہو سکتا تھا پس وہ اپنی مرضی کرتی تھی اور واشنگٹن کی سوسائٹی طعنے دیتی تھی وہ نہ صرف پریذیڈنٹ کو کسی اور عورت کے ساتھ چلنے نہیں دیتی تھی، بلکہ جو عورت بھی لنکن کے ساتھ بات کرتی تھی، وہ اس کے ساتھ حسد رکھتی تھی اور اس پر سخت تنقید کرتی تھی۔کسی عوامی استقبالیہ تقریب میں جانے سے پہلے لنکن اپنی حاسد بیوی کے پاس جاتا اور پوچھتا تھا کہ وہ

کس خاتون سے بات کرے۔ وہ کئی عورتوں کا نام لیتی اور ہر ایک کے متعلق کہتی چلی جاتی تھی میں اسے پسند نہیں کرتی۔ اس سے مجھے نفرت ہے لنکن اسے کہتا ''اے خاتون! کسی کے ساتھ تو مجھے بات کرنی ہی ہے۔ میں بیوقوفوں کی طرح سے خاموش تو کھڑا نہیں رہ سکتا۔ اگر تم یہ نہیں بتاسکتی کہ میں کس کے ساتھ بات کروں، تو مجھے یہی بتادو کہ میں کس کے ساتھ بات نہ کروں۔''

وہ اپنی مرضی کے مطابق چلتی تھی چاہے کچھ بھی ہو ایک موقعہ پر اس نے لنکن کو دھمکی دی کہ اگر فلاں افسر کو ترقی نہ دی گئی، تو میں لوگوں کے سامنے کیچڑ میں چھلانگ لگا دوں گی ایک موقعے پر جب وہ اپنے دفتر میں افسروں کے ساتھ اہم گفتگو میں مصروف تھا وہ الفاظ کی بوچھاڑ کرتی ہوئی جا پہنچی، لنکن خاموشی کے ساتھ اٹھا اسے بازو سے پکڑ کر اٹھایا اور کمرے سے باہر لے گیا اس نے واپس آ کر اپنے کمرے کا تالا لگا دیا اور اپنا کام جاری رکھا گویا کچھ بھی نہیں ہوا۔

بیگم لنکن نے ایک روحانی رہنما سے مشورہ کیا تھا جس نے اسے بتایا تھا کہ لنکن کی کابینہ کے تمام ممبران اس کے دشمن ہیں۔ اس انکشاف سے اسے کوئی حیرانی نہ ہوئی۔ کیونکہ وہ ان میں سے کسی کو پسند نہ کرتی تھی۔ وہ سیورڈ کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتی تھی۔ اسے چغل خور اور فریب کار سمجھتی تھی۔ لنکن سے کہتی تھی کہ اس پر اعتماد نہ کرے۔ چیز ۔۔۔ کے ساتھ بھی اسے سخت دشمنی تھی اس کی وجہ تھی کہ اس کی ایک بیٹی تھی جس کی شادی ایک دولت مند شخص سے ہوئی تھی وہ واشنگٹن میں خوبصورت ترین عورت تھی وہ وائٹ ہاؤس کی استقبالیہ دعوتوں میں شامل ہوتی تھی بیگم لنکن اس

سے بہت جلتی تھی وہ تمام مردوں کو اس کے گرد جمع کر کے کھسک جاتی تھی۔

بیگم ییکلے کہتی ہے کہ بیگم لنکن چیز کی بیٹی سے بڑا حسد رکھتی تھی، اور نہیں چاہتی تھی کہ اسے سیاسی مقبولیت حاصل ہو۔ او ر فائدہ اس کے باپ کو پہنچے اس نے طبیعت سے مجبور ہو کر کئی دفعہ لنکن سے کہا کہ وہ چیز ۔۔۔۔ کو کابینہ سے نکال دے۔

وہ سیٹنن ۔۔۔۔ سے کراہت سے پیش آتی تھی جب وہ اس پر تنقید کرتا تھا تو وہ اسے ایسی کتابیں بھیجتی تھی، جن سے ثابت ہو کہ وہ ناپسندیدہ اور زود رنج شخصیت ہے۔ لنکن اس کی ملامت اور تنقید پر جواب دیتا تھا کہ ''اے خاتون! تم غلطی پر ہو تمہارا تعصب معقولیت پر غالب آ چکا ہے اگر میں تمہاری بات مان لوں تو میری کابینہ کا ایک ممبر بھی نہ رہے۔''

وہ اینڈریو جانسن ۔۔۔۔ میکسی لان اور گرانٹ میں سے ہر کسی کو ناپسند کرتی تھی اور ہر کسی کو حقیر جانتی تھی گرانٹ کو وہ ضدی بیوقوف اور قصاب کہتی تھی اور وہ سمجھتی تھی کہ اگر فوج اس کے سپرد کر دی جائے تو وہ اس سے بہتر کام لے سکتی ہے ایک دفعہ اس نے کہا کہ ''اگر گرانٹ ملک کا پریزیڈنٹ بن گیا تو میں ملک چھوڑ کر چلی جاؤں گی۔ اور جس وقت تک وہ وائٹ ہاؤس میں رہے گا واپس نہیں آؤں گی۔''

جب لی نے ہتھیار ڈال دیئے تو گرانٹ اور اس کی بیوی واشنگٹن آئے۔ تمام شہر روشنیوں سے جگمگا رہا تھا خوش مزاج لوگ گانے گا کر خوشیاں منا رہے تھے اس موقع پر بیگم لنکن نے پریزیڈنٹ اور اس کے ہمراہ شہر میں گھومنے کا اظہار کیا کیونکہ وہ چراغاں دیکھنا چاہتی تھی لیکن اس نے بیگم گرانٹ کو مدعو نہ کیا۔ چند دنوں بعد اس نے

ایک تھیٹر پارٹی کا انتظام کیا اس موقعہ پر گرانٹ اور اس کی بیگم، سٹینٹن اور اس کی بیگم کا پریزیڈنٹ کے کمرے میں بیٹھنے کی دعوت دی جونہی بیگم سٹینٹن کو دعوت نامہ ملا وہ بیگم گرانٹ کے پاس یہ دریافت کرنے پہنچی کہ آیا وہ جا رہی ہے۔ بیگم سٹینٹن نے کہا اگر تم دعوت قبول نہ کرو گی تو میں بھی انکار کر دوں گی بیگم گرانٹ دعوت قبول کرنے سے ڈرتی تھی کیونکہ وہ جانتی تھی کہ جب جنرل لنکن کے کمرے ۔۔۔۔ میں داخل ہو گا تو سامعین ایک ہیرو کی طرح اس کا استقبال کریں گے اس کی تعریف و تحسین کریں گے اور پھر بیگم لنکن کیا کرے گی اس کے متعلق کچھ نہیں کہا جا سکتا وہ شاید کوئی اور ذلت آمیز نظارہ پیش کر دے پس یہ سوچ کر بیگم گرانٹ نے دعوت قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ بیگم سٹینٹن نے بھی اس کی پیروی کی یہ انکار کر کے انہوں نے اپنے خاوندوں کی جانیں بچائیں کیونکہ اسی رات بوتھ چوری چھپے پریزیڈنٹ کے کمرے میں داخل ہو گے اور اسے گولی مار دی اگر سٹینٹن اور گرانٹ بھی وہاں ہوتے تو وہ شاید ان کو بھی ہلاک کر دیتا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

ابراہام کا قتل

1863ء میں ورجینیا کے غلاموں کے سرداروں کے ایک گروہ نے ایک خفیہ سوسائٹی قائم کی۔ اس کا مقصد ابراہام لنکن کو قتل کرنا تھا۔ 1864ء میں دسمبر کے مہینے میں ایک اخبار نے جو سلما (Selma) اور الباما (Albama) سے شائع ہوتا تھا ایک اشتہار دیا اس میں اس مقصد کے لئے چندے کی اپیل کی گئی تھی اس وقت جنوب میں شائع ہونے والے اخباروں نے لنکن کو قتل کرنے پر انعامات کا اعلان کیا۔ جس شخص نے لنکن کو گولی ماری، اس میں نہ تو حب الوطنی کا جذبہ تھا، اور نہ دولت کا لالچ۔ کیا جان ولکس بوتھ (John Wilkes Booth) نے صرف شہرت کی خاطر کام کیا تھا؟ بوتھ کیسا انسان تھا؟ وہ ایک ایکٹر تھا اور قدرت نے اسے غیر معمولی دلکشی اور مقناطیسی قوت عطا کی تھی لنکن کے اپنے سیکرٹریوں کا بیان ہے کہ وہ لیٹمس (Latmes) دیوی کا شہزادہ اور اپنی محدود دنیا کا محور تھا۔ فرانسس ولسن (Francis Wilson) اس کی سوانح عمری میں لکھتا ہے کہ وہ کامیاب عاشق تھا جب وہ گزرتا تھا تو عورتیں اس کی تعریف کرنے کے لئے بازار میں کھڑی ہو جاتی تھیں جب اس کی عمر تیئس سال کی ہوئی تو تیسرے پہر کے ناٹک میں بت کی طرح اس کی پوجا کی جاتی تھی اس کا نہایت مشہور کردار "رومیو" تھا جہاں بھی وہ کام دکھاتا، عورتیں اس پر نوٹ نچھاور کرتی تھیں۔ جب وہ بوسٹن میں کھیل دکھا رہا تھا۔ تو عورتوں کے غول کے غول ٹری مانٹ ہاؤس (Tremont House) کے سامنے

جمع ہو جاتے تھے، تا کہ وہ اپنے ہیرو کو گزرتے ہوئے ایک نظر دیکھ لیں۔

ایک حاسد ایکٹرس نے جس کا نام "ہن ریٹا ارونگ" ۔۔۔۔۔۔ تھا ایک ہوٹل میں اسے چاقو مار دیا اور اس کے بعد خودکشی کرنے کی کوشش کی لنکن کو گولی مارنے سے ایک دن بعد ایک اور خاتون ایلا ٹرنر ۔۔۔۔ نے پریشان ہو کر اس کی تصویر اپنے دل کے ساتھ لگائی۔ اور کلوروفام سونگھ کر خودکشی کر لی اسے لنکن کے قتل کا کوئی رنج نہیں تھا لیکن وہ یہ برداشت نہیں کر سکتی تھی کہ لنکن کے قتل کے نتیجے میں بوتھ ۔۔۔۔ کو کوئی تکلیف پہنچے۔ کیا عورتوں کی تعریف وتحسین کے سیلاب میں اسے خوشی نصیب ہوئی نہیں کیونکہ اس کی کامیابی ایسے حلقے کے ساتھ تعلق رکھتی تھی جس کی کوئی امتیازی حیثیت نہیں تھی اس کے دل میں یہ خواہش چٹکیاں لے رہی تھی کہ شہری حلقوں میں بھی اس کی تعریف وتوصیف ہو۔ نیویارک کے حلقوں میں اس پر بری طرح تنقید کی جاتی تھی اور فلاڈلفیا میں اس پر اتنے آوازے کسے گئے تھے کہ اسے سٹیج سے نیچے آنا پڑا۔ یہ چیز اس کے لئے بہت تکلیف دہ تھی کیونکہ بوتھ خاندان کے دوسرے افراد تھیٹر کی سٹیج پر بہت شہرت حاصل کر چکے تھے تقریباً ایک تہائی صدی سے اس کا والد، جونیس بروٹس (Junius Brutus) تھیٹر کے حلقوں میں بہت بڑے "ستارے" کی مانند چمک رہا تھا تمام قوم اس کے شیکسپیئر کے کردار بہت پسند کرتی تھی ملک بھر میں گھر گھر اس کا چرچا تھا تاریخ میں اس جیسی غیر معمولی مقبولیت کسی نے حاصل نہ کی تھی اور بوڑھے بوتھ نے اپنے لڑکے ولکس بوتھ کی ایسے ہی رنگ میں تربیت کی تھی جس کی وجہ سے اسے توقع تھی کہ وہ بوتھ خاندان کا عظیم ترین فرد بنے گا لیکن حقیقت

یہ تھی کہ ولکس بوتھ میں بہت کم صلاحیت پائی جاتی تھی اور جتنی صلاحیت بھی اس میں موجود تھی اس سے بھی وہ پورا فائدہ نہیں اٹھاتا تھا۔

وہ خوبصورت مگر بگڑا ہوا ست الوجود نوجوان مطالعہ کر کے اپنی طبیعت کو پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا اس کی بجائے اس نے اپنی جوانی کے دن گھوڑے پر سوار ہو کر جنگلوں اور میری لینڈ کے کھیتوں میں سیر کرتے ہوئے گزارے تھے وہاں وہ درختوں اور گلہریوں کو مخاطب کر کے عظیم تقریریں اور مکالمے تیار کرتا رہتا تھا فضا میں گھوڑے پر سوار ہو کر پرانے فوجی نیزے کے ساتھ، جو اس نے میکسیکو کی جنگ میں استعمال کیا تھا حملہ کرنے کی مشق کیا کرتا تھا بوڑھے جونیئس بروٹس نے اپنے کنبے کے افراد کو گوشت کھانے کی کبھی اجازت نہ دی تھی اور اس نے اپنے بیٹوں کو یہ تعلیم دی تھی کہ کسی جاندار کو مارنا بہت بری بات ہے لیکن جان ولکس بوتھ۔۔۔۔۔ نے اپنے باپ کی فلاسفی کو کبھی درخور اعتنا نہیں سمجھا تھا وہ گولی چلانا اور ہلاک کرنا پسند کرتا تھا بعض اوقات وہ اپنی بندوق لے کر بلیوں اور غلاموں کے شکاری کتوں پر حملہ آور ہو جاتا تھا۔

ایک دفعہ اس نے اپنے پڑوسی کی ایک گائے کو مار ڈالا۔ بعد میں وہ چیسا پیک۔۔۔۔۔ خلیج میں کستورا مچھلی کا قزاق بن گیا پھر وہ تھیٹر میں ایکٹر بنا اب وہ ہائی سکول کی الڑ لڑکیوں میں مقبولیت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا لیکن وہ اپنی نگاہ میں ناکام تھا اس کے علاوہ اس کے دل میں حسد کی آگ جل رہی تھی کیونکہ اس کے بھائی ایڈون۔۔۔۔۔ نے وہ شہرت حاصل کر لی تھی جس کی اسے آرزو تھی اس عرصے میں وہ

غوروفکر کرتا رہا اور بالآخر اس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ ایک ہی رات میں دائمی شہرت حاصل کر لے گا۔

اس کی پہلی تجویز یہ تھی کہ وہ کسی رات تھیٹر میں لنکن کا پیچھا کرے گا اس کے ساتھیوں میں سے کوئی گیس کی روشنیاں گل کر دے گا اور وہ پریذیڈنٹ کے کمرے میں جا گھسے گا اسے رسے کے ساتھ باندھ دے گا اور سٹیج سے نیچے پھینک کر جلدی سے عقبی دروازے کے راستے باہر نکل جائے گا۔ وہاں اسے گاڑی میں بیٹھا کر گھپ اندھیرے میں لے اڑے گا۔ گاڑی کو تیز رفتاری سے چلاتا ہوا صبح ہونے سے پہلے پورٹ ٹوبیکو پہنچ جائے گا وہاں سے کشتی کے ذریعے دریا عبور کرے گا اور پھر پریذیڈنٹ کو ورجینیا پہنچا دے گا۔۔۔ یہاں تک کہ یونین کی فوج کے سپہ سالار کو سنگینوں کی حفاظت میں رچ مانڈ پہنچائے گا اور پھر کیا ہوگا؟ جنوبی ریاستیں اپنی مرضی کی شرائط منوائیں گی اور فوراً جنگ کا خاتمہ ہو جائے گا وہ تاریخ میں ولیم ٹل کے نام سے مشہور ہوگا بوتھ اس قسم کے خواب دیکھا کیے۔

اس وقت وہ تھیٹر میں بیس ہزار ڈالر سالانہ مار رہا تھا لیکن اس نے اپنا کاروبار بند کر دیا اس کے نزدیک روپے کی کوئی وقعت نہ تھی وہ مادی اشیاء کی نسبت زیادہ اہم چیز کے لئے کوشاں تھا چنانچہ اس نے اپنے بچائے ہوئے روپے کو جنوبی ریاستوں کے ان ہمدرد لوگوں کو اپنے ساتھ ملانے میں صرف کیا جو بالٹی مور اور واشنگٹن کے درمیان رہتے تھے بوتھ نے ان میں سے ہر ایک کے ساتھ وعدہ کیا کہ وہ انہیں کثیر دولت اور شہرت عطا کرے گا ان میں کوئی شرابی کبابی تھا کوئی ماہی گیر اور نقاش کوئی

فوج کا بھگوڑا تھا یا کوئی احمق کلرک، ان میں سے ایک عیسائی مبلغ کا بیٹا تھا جو بالکل قلاش تھا اس طرح اس گروہ میں ایک شخص ہیرلڈ بھی شامل تھا جو آوارہ اور عیاش تھا وہ عموماً گھوڑوں، عورتوں اور دولت کی باتیں کرتا رہتا تھا اس قسم کے لوگوں کے ساتھ بوتھ اپنے لئے عظیم کردار کا پروگرام بنا رہا تھا اس نے اپنے پروگرام کی تفصیلات طے کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی اور نہ روپیہ پیسہ خرچ کرنے سے دریغ کیا اس نے ہتھکڑیاں خریدیں تیز رفتار گھوڑوں کا انتظام کیا۔ تین کشتیاں مہیا کیں جو پورٹ ٹوبیکو میں موجود تھیں اور انہیں چلانے کے لئے ملاح ہر وقت تیار رہتے تھے آخر کار جنوری 1865ء میں اس کے خیال کے مطابق پروگرام کو عملی جامہ پہنانے کا وقت آ پہنچا تھا۔

18 جنوری کو لنکن کا فورڈ تھیٹر میں ایک ڈرامہ "جیک کیڈ" ۔۔۔۔ دیکھنے کا پروگرام تھا اس کی افواہ تمام قصبے میں پھیل گئی بوتھ کو بھی اس کا علم ہو گیا۔ اس رات وہ اپنے رسے لے کر لنکن کو اغوا کرنے کے لئے تیار تھا لیکن ہوا یہ کہ لنکن تھیٹر دیکھنے نہ جا سکا۔ دو ماہ بعد پھر بوتھ کو یہ اطلاع ملی کہ لنکن کسی قریب کے فوجی کیمپ میں کسی تھیٹر کمپنی کی حوصلہ افزائی کے لئے جائے گا پس بوتھ اور اس کے ساتھی گھوڑوں پر سوار ہو کر چاقو اور ریوالور لئے ایک جنگل میں جا چھپے جہاں سے پریذیڈنٹ کو گزرنا تھا لیکن جب وائٹ ہاؤس کی گاڑی گزری تو لنکن اس میں موجود نہیں تھا اپنی سکیم میں ناکام ہو کر بوتھ کو بہت غصہ آیا وہ اپنے آپ کو گالیاں دیتا، اپنی سیاہ مونچھوں کو تاؤ دیتا اور اپنے بوٹوں پر سانٹے مارتا تھا۔ اس نے فیصلہ کر لیا کہ اب وہ زیادہ دیر تک مایوسی کے

عالم میں نہیں رہے گا اگر وہ لنکن کو پکڑنے پر قادر نہیں ہوگا تو وہ اسے قتل کر ڈالے گا۔

چند ہفتوں کے بعد جنرل لی نے ہتھیار ڈال دیئے، اور جنگ ختم ہو گئی۔ اب بوتھ سمجھا کہ پریذیڈنٹ کو اغواء کرنے کی کوئی تک نہیں ہے۔ اس لئے اس نے اسے قتل کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا اسے اس کام کے لئے زیادہ دیر تک انتظار نہ کرنا پڑا۔ اگلے جمعہ کے روز اس نے اپنے بال کٹوائے، اور فورڈ تھیٹر میں ڈاک لینے کے لئے چلا گیا۔ وہاں اسے معلوم ہوا کہ پریذیڈنٹ کے لئے ایک کمرہ رات کے شو میں مخصوص کیا جا رہا ہے بوتھ نے کہا "یہ بات ہے؟ کیا بوڑھا بد معاش آج رات یہاں آئے گا؟" ڈرامے کے کردار پہلے ہی جشن کی تیاری کر رہے تھے بائیں طرف کے کمرے کو پردوں سے سجایا جا رہا تھا اور اس کے پیچھے جھالریں ٹانگی جا رہی تھیں واشنگٹن کی ایک تصویر بنائی گئی تھی جسے کمرے میں لٹکانا مقصود تھا جہاں تک ممکن تھا، جگہ کو کشادہ کر کے ایک جھولا کرسی وہاں رکھی گئی تھی، جو لنکن کی ٹانگوں کے عین مطابق تھی۔

بوتھ نے منتظمین میں سے بعض کو رشوت دے کر خرید لیا۔ اور پریذیڈنٹ کی کرسی اس جگہ رکھوالی، جو اس کے لئے مناسب تھی۔ وہ یہ چاہتا تھا کہ اسے سامعین کے قریب ترین رکھے تاکہ اسے داخل ہوتے ہوئے کوئی دیکھ نہ سکے اس نے اندرونی دروازے میں سے ایک گہرا سوراخ کر لیا اور دروازے کے پیچھے پلستر میں ایک دندانہ ڈال دیا۔ یہ راستہ کرداروں کے لباس کے کمرے سے تھیٹر کے کمرے کی طرف جاتا تھا یہاں اس نے لکڑی کا ایک تختہ رکھ دیا اس کے بعد بوتھ ہوٹل میں چلا

گیا۔ اور ''نیشنل انٹیلی جنس'' اخبار کے ایڈیٹر کے نام ایک خط لکھا، جس میں اس نے اس قتل کو حب الوطنی کے نقطۂ نگاہ سے حق بجانب قرار دیا۔ اور یہ بھی بتایا کہ آنے والی نسلیں اس کے اس فعل کی وجہ سے اس کی عزت کریں گی اس خط پر دستخط کر کے اس نے ایک ایکٹر کے حوالے کر دیا اور اسے ہدایت کی کہ وہ اگلے روز اسے شائع کرا دے۔ پھر وہ ایک اصطبل میں گیا۔ اور ایک تیز رفتار گھوڑی کا انتظام کیا۔ جو بلی کی طرح پھرتی سے بھاگتی تھی اس کے بعد اس نے اپنے مددگاروں کو اکٹھا کیا اور گھوڑوں پر سوار کرا دیا۔ ان میں سے ایک کو وائس پریذیڈنٹ کو گولی مارنے کے لئے ہدایت کی اور دوسرے کو حکم دیا کہ وہ سیورڈ جینٹن کو قتل کرے۔ یہ گڈ فرائیڈے۔۔۔۔۔ تھا اور ایسی راتوں میں عام طور پر تھیٹر میں رونق نہیں ہوتی۔ لیکن شہر میں افسر کثرت کے ساتھ جمع تھے اور فوجی اپنے سپہ سالار کو دیکھنے کے مشتاق تھے۔

شہر میں جنگ ختم ہونے کی وجہ سے ابھی تک خوشیاں منائی جا رہی تھیں ابھی تک محرابیں پنسلوینیا ایونیو۔۔۔۔ میں موجود تھیں اور لوگ بازاروں میں جلوسوں کی صورت میں مشعلیں ہاتھوں میں لئے ناچ رہے تھے جب پریذیڈنٹ رات کے وقت تھیٹر میں جانے کے لئے گزرا۔ تو انہوں نے فلک شگاف نعرے لگائے۔ تھیٹر میں تل دھرنے کو جگہ نہیں تھی سینکڑوں لوگوں کو جگہ کی تنگی کی وجہ سے نکالنا پڑا۔ پریذیڈنٹ کی پارٹی پہلے کھیل کے درمیان نو بجنے میں بیس منٹ پر پہنچی کرداروں نے ذرا توقف کیا اور آداب بجا لائے۔ تماشائی جو عمدہ لباس پہنے ہوئے تھے استقبال

کے لئے نعرے لگانے لگے۔ سازندوں نے اپنے سردار کا موسیقی کی دھن کے ساتھ استقبال کیا۔ لنکن نے ان کے آداب کو تسلیم کرتے ہوئے اپنے کوٹ کے دامن کو ایک طرف سرکایا اور اخروٹ کی جھولا کرسی پر بیٹھ گیا جس کے اوپر سرخ پوشش چڑھائی ہوئی تھی بیگم لنکن کی بائیں طرف اس کے مہمان بیٹھ گئے لارا کینا۔۔۔ اپنا آخری کمال دکھا رہی تھی یہ نہایت ہی خوشی اور مسرت کا موقعہ تھا ہلکے ہلکے قہقہے سامعین کی طرف سے سنائی دے رہے تھے لنکن نے اس روز سہ پہر کے وقت طویل سفر کے اتھا اس کی بیوی نے بعد میں بتایا کہ وہ اس روز اتنا خوش تھا کہ سالہا سال سے وہ کبھی اتنا خوش دکھائی نہیں دیتا تھا وہ کیوں خوش نہ ہوتا، اسے امن، فتح اور آزادی حاصل ہوئی تھی۔

وہ اس روز میری سے باتیں کر رہا تھا کہ جب وہ پریذیڈنٹ کے عہدے سے فارغ ہو جائے گا تو یورپ یا کیلیفورنیا جا کر طویل عرصے تک آرام کرے گا پھر وہ شکاگو میں اپنا دفتر کھولے گا یا سپرنگ فیلڈ میں حسب سابق وکالت کا کام کرنے لگے گا۔ جو اس کی پسندیدہ جگہ تھی۔ کچھ پرانے دوست جو اسے الی نائز میں جانتے پہچانتے تھے اس سہ پہر کو اسے وائٹ ہاؤس میں اس کی ملاقات کو آئے اور وہ ان کے ساتھ مذاق کر کے بہت خوش ہو رہا تھا۔ یہاں تک کہ اسے کھانے کے لئے طلب کرنے میں میری لنکن کو بڑی دقت پیش آئی۔ اس سے پہلی رات اس نے ایک عجیب خواب دیکھا تھا صبح کے وقت اس نے یہ خواب اپنی کابینہ کے ممبروں کو بتا دیا اس نے دیکھا کہ وہ ایک جہاز پر اکیلا سفر کر رہا ہے جس کے متعلق مفصل بیان کرنا

اس کے بس میں نہیں ہے۔ اور یہ جہاز بڑی تیزی کے ساتھ کسی تاریک اور نا معلوم ساحل کی طرف جا رہا ہے اس نے ایسی خوابیں عظیم واقعات سے پہلے دیکھی تھیں اسے یقین تھا کہ یہ خواب بھی ایک اچھا شگون ہے اور کوئی اچھا واقعہ پیش آنے والا ہے۔

دس بج کر دس منٹ پر بوتھ نشے میں چور سواری لئے برجس اور بوٹ پہنے آخری بار تھیٹر میں داخل ہوا اس نے پریذیڈنٹ کی سیٹ کا جائزہ لیا سیاہ بھدا ہیٹ ہاتھ میں لئے ہوئے وہ ان سیڑھیوں پر چڑھ گیا جو لباس والے احاطے میں جاتی تھیں اور نیچے اتر کر اس راستے پر ہو لیا جو کرسیوں کے درمیان تھا یہاں تک کہ وہ اس روش پر جا پہنچا جو تھیٹر کے کمروں کی طرف جاتی تھی یہاں پریذیڈنٹ کے ایک محافظ نے اسے روکا بوتھ نے اسے اپنا شناختی کارڈ پکڑا دیا۔ اور اعتماد کے ساتھ کہا کہ وہ پریذیڈنٹ کی خواہش پر ملاقات کرنے جا رہا ہے۔

اجازت کا انتظار کئے بغیر وہ خود ہی اندر چلا گیا اور گزرگاہ کا دروازہ بند کر دیا۔ موسیقی کے سٹینڈ پر عمودا بچر لگا دی لوہے کے سریا سے جو اس نے دروازے میں کیا تھا پریذیڈنٹ کی پشت کی طرف فاصلے سے جائزہ لیا اور پھر بڑی آہستگی سے دروازہ کھول دیا۔ اس نے اپنے فوجی پستول کی نال پریذیڈنٹ کے سر کے قریب لاتے ہوئے لبلبی دبا دی۔ اور جلدی سے اچھل کر سٹیج کے نیچے چلا گیا لنکن کا سر آگے کی طرف جھک گیا اور جب وہ کرسی پر اکڑوں ہوا تو دائیں طرف مڑ گیا اس کے منہ سے کسی قسم کی کوئی آواز نہ نکلی ایک لمحہ کے لئے تماشائیوں نے یہ خیال کیا کہ یہ آواز بھی

ڈرامے کا ایک حصہ ہے اور اسی طرح سٹیج پر کودنا بھی ڈرامے کا ایک حصہ ہے کسی کو بھی شبہ نہ ہوا نہ ایکٹروں کو شک گزرا کہ پریزیڈنٹ پر گولی چلائی گئی ہے۔

پھر ایک عورت کی چیخ تھیٹر میں سنائی دی اور تمام نگاہیں سجے ہوئے کمرے کی طرف اٹھ گئیں میجر رتھبون۔۔۔جس کے ایک بازو سے خون بہہ رہا تھا پکارا، اس شخص کو پکڑو اس نے پریزیڈنٹ کو ہلاک کر دیا ہے ایک لمحہ کے لئے خاموشی طاری ہو گئی۔

پریزیڈنٹ کے کمرے سے کچھ دھواں اٹھا اور پھر خاموشی کا سماں جاتا رہا تماشائیوں میں بلا کا جوش وخروش اور خوف و ہراس تھا وہ اپنی سیٹوں سے کرسیاں کھینچتے ہوئے بھاگ کھڑے ہوئے، جنگلہ توڑ دیا، اور سٹیج پر پہنچنے کی کوشش کرنے لگے انہوں نے ایک دوسرے کو نوچ ڈالا۔بوڑھوں اور کمزوروں کو پاؤں تلے روند ڈالا ان کی چیخوں سے قیامت برپا ہو گئی تھی جو بے ہوش ہو گئے۔ان چیخوں میں ملی جلی آوازیں سنائی دیتی تھیں ’’اسے پکڑ لو‘‘ پھانسی دے دو’’گولی مار دو‘‘ ’’تھیٹر کو آگ لگا دو‘‘ وغیرہ کسی نے پکار کر کہا کہ تھیٹر ہی کو بم سے اڑا دینے کا پروگرام تھا اس پر لوگ اور زیادہ ہراساں ہو گئے فوجیوں کی ایک بدحواس کمپنی تھیٹر کے اندر گھسی اور تماشائیوں پر بندوقوں اور سنگینوں سے حملہ کر دیا۔انہیں باہر نکال دیا۔تماشائیوں میں سے چند ڈاکٹروں نے پریزیڈنٹ کے زخموں کا معائنہ کیا، اور یہ مشورہ دیا کہ سنگریزوں کی سڑک پر سے گزر کر اسے وائٹ ہاؤس لے جانا ناممکن ہے اس لئے اسے چار سپاہیوں نے (دو نے سر کی طرف سے اور دو نے ٹانگوں کی طرف سے)

اٹھایا اور اس کے لمبے تڑنگے خمیرہ بدن کو تھیٹر سے باہر لے گئے راستے میں خون کے قطرے زمین پر گر رہے تھے۔ لوگ جھک جھک کر اپنے رومال خون سے تر کر رہے تھے وہ انہیں بطور تبرک زندگی بھر اپنے پاس رکھنا اور پھر مرتے وقت یہ قیمتی ترکہ اپنی اولاد کی طرف منتقل کرنا چاہتے تھے چمکتی تلواروں والے گھوڑسواروں نے پنڈال کو خالی کر دیا۔ اور عقیدت مندوں نے اسے بستر پر لا ڈالا، جو اس کے قد کے لحاظ سے بہت چھوٹا تھا۔ اسے درزی کے ایک معمولی سے مکان میں رکھا گیا۔ جہاں گیس کی روشنی بھی ہلکی زرد رنگ کی تھی اس کمرے کی پیمائش 17x9 فٹ تھی، اور چارپائی کے اوپر دیوار کے ساتھ گھوڑوں کے میلے کی تصویر لٹک رہی تھی۔

لنکن پر حملے کی خبر آن واحد میں تمام واشنگٹن میں پھیل گئی اس کے ساتھ ہی ایک اور مصیبت نازل ہوئی۔ جس وقت لنکن پر حملہ ہوا۔ سیورڈ پر اس کی چارپائی پر خنجر سے حملہ کیا گیا اس کے بچنے کی کوئی امید نہ تھی اس کے علاوہ رات بھر یہ افواہ بھی گشت کرتی رہی کہ سٹینٹن قتل ہو گیا ہے اور وائس پریذیڈنٹ جانسن ۔۔۔۔ پر بھی قاتلانہ حملہ کیا گیا ہے گرانٹ کو گولی مار دی گئی ہے۔

لوگوں کو یقین ہو گیا کہ لی ۔۔۔۔۔۔۔ کے ہتھیار ڈالنے کے بعد نیم وفاق کے حامی دغا بازی سے واشنگٹن میں داخل ہو گئے ہیں اور ایک دم گورنمنٹ کا صفایا کرنا چاہتے ہیں جنوبی علاقوں نے پھر ہتھیار اٹھا لئے ہیں اور پہلے سے بھی زیادہ خون ریز جنگ ہو رہی ہے خفیہ پیغام ممبر ضلعوں میں پھیلا دیئے گئے جنہوں نے اطلاع دی کہ خفیہ سوسائٹی یونین لیگ کے کیا عزائم ہیں اس پر رضا کاروں نے اپنی رائفلیں پکڑ

لیں اور جوش و خروش سے باہر نکل آئے عوام ہاتھوں میں مشعلیں لئے ہوئے چلا رہے تھے "تھیٹر کو آگ لگا دو" "دغا باز کو پھانسی دو" "باغیوں کو مار ڈالو" یہ ایسی رات تھی جب تمام قوم جنون میں مبتلا نظر آتی تھی تاروں کے ذرائع سے جو خبریں پھیلیں انہوں نے عوام کے دل میں آگ لگا دی۔ جنوبی علاقہ سے ہمدردی رکھنے والوں کو جنگلوں پر چڑھا کر نیچے پھینک دیا گیا۔ بعض کی کھوپڑیاں بازاروں میں پتھروں کے ساتھ ٹکرا کر پچک گئیں عوام نے بالٹی موری آرٹ گیلری پر حملہ کر دیا کیونکہ خیال کیا جاتا ہے کہ یہاں بوتھ کی تصاویر ہیں میری لینڈ کے ایڈیٹر کو گولی مار دی گئی کیونکہ اس نے اپنے اداریے میں لنکن کے گھٹیا پن کا اظہار کیا تھا۔

پریذیڈنٹ فوت ہو چکا تھا وائس پریذیڈنٹ شراب میں مخمور پڑا تھا اور سیورڈ سیکرٹری آف سٹیٹ خنجر کے گہرے گھاؤ سے مرنے کے قریب تھا اس لئے حکومت کی باگ ڈور اکھڑ اور ترش رو ایڈورڈ سٹینٹن ۔۔۔۔ نے سنبھال لی جو محکمہ جنگ کا سیکرٹری تھا باغیوں نے گورنمنٹ کے بڑے بڑے افسروں کے مکانوں پر ان کے قتل کرنے کے نشان لگا دیئے تھے اس لئے سٹینٹن نے بڑی عجلت کے ساتھ احکام جاری کیے جب وہ اپنے فوت شدہ پریذیڈنٹ کے پاس بیٹھا تھا یہ احکام اس نے اپنے ریشمی ہیٹ پر لکھے تھے اس نے محافظوں کو حکم دیا کہ وہ اس کے مکان کی حفاظت کریں اس کے علاوہ اس نے فورڈ تھیٹر کو اپنی تحویل میں لے لیا، اور جس شخص کا تعلق بھی تھیٹر کے ساتھ تھا، اسے قید کر دیا اور اعلان کر دیا کہ واشنگٹن محاصرے کی حالت میں ہے۔ تمام قلعوں، بارکوں اور کولمبیا کے قلعے کی فوج اور پولیس طلب کر

لیا۔ اسی طرح ریاست کی خفیہ پولیس کو بھی لیا تمام شہر میں ہر پچاس فٹ کے فاصلے پر محافظ کھڑے کر دیئے ہر پٹن جہاز اور جنگی کشتی کی حفاظت کا بطور خاص انتظام کیا اس نے نیویارک کی پولیس کے سب سے بڑے افسر کو پیغام بھیجا کہ وہ گرانٹ کو فلاڈلفیا میں روک لیں اور فوراً حفاظتی گاڑی کے ساتھ واشنگٹن پہنچائیں اس نے پیادہ فوج کا ایک بریگیڈ جنوبی میری لینڈ بھیج دیا اور ایک ہزار گھڑ سوار قاتل کے پیچھے بھیجا ان کا خیال تھا کہ وہ جنوب کی طرف نکل جائے گا اس لئے شہر کی سمت دریائے پوٹومیک۔۔۔۔ پر سخت پہرے کی ضرورت تھی بوتھ نے جو گولی چلائی، وہ لنکن کے بائیں کان کے نیچے سر میں لگی اور رموداً دماغ سے نکل کر بائیں آنکھ کے قریب جا ٹھہری۔ کمزور طبیعت کا آدمی تو اسی وقت ختم ہو جاتا، لیکن لنکن نو گھنٹے تک زندہ رہا۔ اور اس عرصے میں وہ بہت زیادہ کراہتا رہا۔ بیگم لنکن کے لئے ساتھ والے کمرے میں ٹھہرنے کا انتظام کیا گیا تھا، لیکن وہ ہر گھنٹے کے بعد اصرار سے اس کے بستر پر آ جاتی۔ وہ روتی اور چیخیں چلاتی تھی ایک مرتبہ وہ اس کے چہرے پر تھپکی دے رہی تھی کہ اچانک اس کے کراہنے کی آواز میں تیزی ہوگئی اس پر جنونی عورت چیختے ہوئے پیچھے ہٹی، اور بے ہوش ہو کر فرش پر گر پڑی۔ شور سن کر سٹینٹن۔۔۔۔ بھاگتا ہوا کمرے میں آیا اور چلا کر کہا، اس عورت کو لے جاؤ اور اسے دوبارہ اندر نہ آنے دو ساتھ بجے سے تھوڑی دیر بعد کراہنے کی آواز بند ہوگئی اور لنکن نے سانس لینا بھی بند کر دیا اس کے تھکے ماندے چہرے پر ناقابل بیان سکون دکھائی دیتا تھا بعض اوقات تجزیہ سے ذرا پہلے دماغ کے خفیہ حصوں میں سمجھ بوجھ کے آثار پیدا ہو جاتے

ہیں ممکن ہے کہ آخری سکون کے لمحات میں اس کے ذہن میں بھی پرانی یادیں تازہ ہو گئیں ہوں۔ زندگی اور موت کی کش مکش کی حالت میں ڈاکٹر لیل ۔۔۔ جو ایک فوجی سرجن تھا پریذیڈنٹ کی چارپائی پر اس کا ہاتھ پکڑے بیٹھا رہا۔ جب سات بج کر بائیس منٹ پر نبض چلنا بند ہو گئی تو ڈاکٹر نے اس کے بازو کو بدن سے لگا دیا آنکھوں کو بند کرنے کے لئے نصف ڈالر کا سکہ پلکوں پر رکھ دیا اور اپنی جیب سے رومال نکال کر اس کے منہ پر باندھ دیا ایک پادری نے اس کے لئے دعا کی اس وقت بارش کے قطرے چھت پر ٹپکنے کی آواز آ رہی تھی۔ جنرل بارنز۔۔۔۔۔۔۔۔ نے پریذیڈنٹ کی لاش پر چادر ڈال دی اور سٹینٹن نے روتے ہوئے کھڑکی پر پردے ڈال دیئے تا کہ روشنی اندر نہ آئے اور ایک یادگار جملہ کہا ''اب اس کا تعلق آنے والے زمانے کے ساتھ ہے'' اس کا مطلب تھا کہ مستقبل لنکن کی اہمیت کا صحیح اندازہ کر سکے گا۔

اگلے روز ایک شخص جب تعزیت کے لئے وائٹ ہاؤس آیا تو ننھے ٹاڈ (Tad) نے اس سے پوچھا ''کیا میرا باپ جنت میں ہے؟'' اس نے جواب میں کہا ''مجھے اس کے متعلق بالکل کوئی شبہ نہیں'' پھر ٹاڈ نے کہا ''اگر یہ بات ہے تو میں اس کے جانے پر خوش ہوں کیونکہ جب سے وہ اس دنیا میں آیا تھا۔ اسے کبھی خوشی نصیب نہیں ہوئی تھی یہ دنیا اس کے لئے اچھی جگہ نہیں تھی۔''

☆☆☆☆☆☆☆

جنازے کی گاڑی

لنکن کی لاش کو لے کر جنازے کی گاڑی بے پناہ ماتمی ہجوم میں سے گزرتی ہوئی الی نائز کی طرف روانہ ہوئی تمام گاڑی کریپ سے لپٹی ہوئی تھی اور انجن جنازے کے گھوڑے کی طرح بہت بڑے سیاہ کمبل سے ڈھانپا ہوا تھا جس پر سفید ستارے بہت بھلے معلوم ہو رہے تھے۔

جب گاڑی شمال کی طرف بڑھی، راستے پر لوگ نمودار ہونے شروع ہو گئے۔ ان کی تعداد میں جلد ہی اضافہ ہو گیا۔ فلاڈلفیا۔۔۔۔ سٹیشن ابھی بہت دور تھا لیکن دونوں طرف انسانوں کی دیوار نظر آتی تھی جب گاڑی شہر کے اندر پہنچی تو لوگ ہزاروں کی تعداد میں بازاروں میں جمع تھے اور چلنے پھرنے کے لئے قطعاً کوئی گنجائش نہیں تھی سوگواروں کی قطار آزادی کے ہال سے تین میل تک پھیلی ہوئی تھی لوگ دس گھنٹے سے قدم قدم فاصلہ طے کر رہے تھے تاکہ لنکن کے چہرے پر آخری نظر ڈال سکیں۔

ہفتے کے روز آدھی رات کے وقت ہال کے دروازے بند کر دیئے گئے لیکن مشتاقین نے منتشر ہونے سے انکار کر دیا رات بھر اپنی جگہ پر کھڑے رہے اتوار کی صبح تین بجے ہجوم پہلے سے کہیں زیادہ تھا اور لڑکے اپنی جگہ دس ڈالر میں بیچ رہے تھے پیادہ اور گھڑ سوار فوج گلیوں میں آمد و رفت جاری کرنے کی پوری کوشش کر رہی تھی اس وقت سینکڑوں عورتیں بے ہوش ہو گئیں۔ اور تجربہ کار سپاہی جنہوں نے گیٹس

برگ ۔۔۔۔ کے معرکے میں بڑے بڑے کارنامے سرانجام دیئے تھے، انتظام کرنے میں ناکام ہوگئے۔ جنازے کی رسومات ادا کرنے سے چوبیس گھنٹے پہلے ہی سپیشل گاڑیوں کی آمدورفت شروع ہوگئی اور ہجوم اتنا زیادہ ہوگیا کہ اس سے پہلے اس کی مثال نہیں ملتی۔ ہوٹل، مکان، پارک اور دخانی کشتیاں لوگوں سے اٹی پڑی تھیں اگلے روز سولہ سفید گھوڑے جن پر حبشی سوار تھے جنازے کی گاڑی کو براڈوے ۔۔۔۔ تک لے گئے۔

اس وقت عورتیں غم سے پاگل ہوئی جاتی تھیں اور گاڑی پر پھول نچھاور کر رہی تھیں اس کے پیچھے ایک لاکھ ساٹھ ہزار کا ماتمی جلوس قدم قدم چلتا ہوا آ رہا تھا ان کے ہاتھوں میں سیاہ جھنڈیاں تھیں، جن پر یہ الفاظ تحریر تھے ''خاموش ہو جاؤ اور سمجھ لو کہ میں خدا ہوں'' پچاس ہزار تماشائی جلوس کو دیکھنے کے لئے آگے بڑھنے کی کوشش کر رہے تھے اور ایک دوسرے کو کچل رہے تھے۔ براڈوے ۔۔۔۔ کے تخت مکانوں کی بالائی منزلوں کی کھڑکیاں کرائے پر اٹھ چکی تھیں ایک کھڑکی کا کرایہ 40 ڈالر وصول کیا جاتا تھا کھڑکیوں کے شیشے توڑ دیئے گئے تھے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ باہر جھانک سکیں گانے والے طائفے سفید لباس پہنے بازاروں کے کونوں پر دعائیں ترنم کے ساتھ پڑھ رہے تھے اور بینڈ غم ناک دھنیں بجا رہے تھے ہر منٹ کے بعد ایک سو توپیں داغی جاتی تھیں شہر کے ہال میں جنازے کے پاس بہت بڑا ہجوم تھا کچھ لوگ ابراہام کے چہرے کو چھونے کی کوشش میں تھے ایک عورت نے محافظ سے نظر بچا کر جھجکتے ہوئے لاش کو بوسہ دیا۔

جب نیو یارک میں تابوت بند کر دیا گیا ہزاروں لوگ جو اس کی شکل نہیں دیکھ سکے تھے تیزی سے مغربی علاقوں کی طرف چل دیئے جہاں پروگرام کے مطابق جنازے کی گاڑی کو رکنا تھا۔ جب گاڑی سپرنگ فیلڈ نہ پہنچ گئی، ماتمی گھنٹیاں بجتی رہیں اور توپوں کے دہانے کھلے رہے دن کے وقت گاڑی سرسبز محرابوں اور پھولوں کے نیچے سے یا پہاڑی علاقوں سے گزرتی تھی جہاں بچے جھنڈیاں لہرا لہرا کر اپنے جذبات کا اظہار کرتے تھے رات کے وقت یہ مشعلوں کے پاس سے گزرتی تھی جو تمام علاقوں میں روشن تھیں۔

تمام ملک جوش میں پاگل ہوا جا رہا تھا تاریخ نے ایسا نظارہ پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا زیادہ جذباتی لوگ تو گاڑی کے نیچے آ کر خودکشی کر لیتے تھے نیو یارک میں ایک نوجوان نے استرے سے اپنا گلا کاٹ لیا اور چیخ رہا تھا کہ میں بھی لنکن کے ساتھ شامل ہو رہا ہوں۔

قتل کے اڑتالیس گھنٹے کے بعد ایک کمیٹی واشنگٹن پہنچی اور بیگم لنکن سے التجا کی کہ اسے اس کے آبائی گاؤں سپرنگ فیلڈ میں دفن کرنے کی اجازت دی جائے اس نے ابتدا میں اس تجویز کی سختی کے ساتھ مخالفت کی، سپرنگ فیلڈ میں کوئی شخص ایسا نہیں تھا جس کے ساتھ اس کے تعلقات اچھے ہوں۔ یہ بات درست تھی کہ اس کی تین بہنیں وہاں رہتی تھیں، لیکن وہ دو کو تو بالکل ناپسند کرتی تھی اور تیسری کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتی تھی اور باقی گاؤں کے باشندوں کے ساتھ اسے قطعاً کوئی ہمدردی نہ تھی اس لئے اس نے کہا کہ میں سپرنگ فیلڈ کبھی واپس نہیں جا سکتی اس کی تجویز تھی

کہ لنکن کو شکاگو میں دفن کیا جائے۔ اور نیشنل کیپیٹل میں اس قبر میں اتارا جائے، جو ابتدا میں جارج واشنگٹن کے لئے تیار کی گئی تھی۔ تاہم پورے سات دن سمجھانے بجھانے کے بعد وہ لاش کو سپرنگ فیلڈ لے جانے کے لئے رضامند ہوگئی۔ قصبے کے لوگوں نے رقم جمع کی اور ایک خوبصورت قطعہ زمین جو شہر کے چار رباکوں پر مشتمل تھا، حاصل کرلیا اور وہاں پر دن رات کھدائی ہونے لگی۔ آخر کار چار مئی کی صبح کو جنازے کی گاڑی سپرنگ فیلڈ پہنچی۔ قبر تیار تھی۔ لنکن کے پرانے دوست رسومات میں شریک ہونے کے لئے پہلے ہی وہاں موجود تھے اچانک بیگم لنکن نے سخت غصے کی حالت میں حکم دیا کہ لاش کو وہاں ہرگز دفن نہیں کیا جائے گا۔ جہاں قبر تیار ہوئی تھی، بلکہ دو میل دور جنگل میں اوک رج۔۔۔۔۔ کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا۔

جہاں قبر تیار ہوئی تھی، بلکہ دو میل دور جنگل میں اوک رج۔۔۔۔۔ کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا۔ اب کسی کے لئے بولنے کی کوئی گنجائش نہ تھی کیونکہ اگر ذرا بھی چون و چرا کی جاتی، تو وہ دھمکی دیتی کہ لاش کو واپس واشنگٹن لے جاؤں گی۔ اس کی وجہ کیا تھی؟ وہ قبر جو سپرنگ فیلڈ کے مرکز میں بنائی گئی تھی وہ اس جگہ واقع تھی، جسے ماور بلاک کہا جاتا تھا اور بیگم لنکن ماور کے کنبے کو حقیر جانتی تھی۔ اور اس وقت بھی جب لنکن کی موت کی وجہ سے وہ غم زدہ تھی۔ وہی نفرت کے جذبات اس کے دل میں موجود تھے اور وہ نہیں چاہتی تھی کہ ایک رات کے لئے بھی لنکن کی لاش کو اس زمین میں رکھا جائے۔ جسے اس کے خیال کے مطابق ماور خاندان نے ناپاک کیا ہوا تھا۔

پچیس سال تک یہ عورت اپنے خاوند کے ساتھ ایک مکان میں مقیم رہی۔ اس

کے خاوند کے دل میں کسی کے متعلق کوئی میل نہ تھی۔ بلکہ وہ ہر ایک کا برابر بہی خواہ تھا۔ لیکن فرانس کے بادشاہوں بوربن۔۔۔۔۔کی طرح اس نے اس سے کوئی سبق نہ سیکھا تھا۔ اور وہ کسی بات کو درگزر کرنے کے لئے تیار نہیں تھی۔ لہذا اسپرنگ فیلڈ کو بادشاہوں کو اس بیوہ کے حکم کی تعمیل کرنا پڑی۔ اور لاش کو گیارہ بجے محراب سے نکال کر ''اوک رج'' کے قبرستان میں لایا گیا گاڑی کے آگے آگے جو بکر۔۔۔۔۔جا رہا تھا اور اس کے پیچھے لنکن کا گھوڑا اولڈ بک۔۔۔۔۔تھا جس کے اوپر سرخ، سفید اور نیلا کمبل ڈالا ہوا تھا۔ اس پر یہ الفاظ منقش تھے 'بوڑھے ابے کا گھوڑا''

جب گھوڑا اصطبل میں واپس پہنچا تو کمبل کا ایک چیتھڑا بھی اس میں موجود نہیں تھا لوگوں نے نشانی کے طور پر اس کے ٹکڑے بانٹ لئے تھے۔ وہ باز کی طرح اس پر جھپٹتے اور اس کے ٹکڑے اڑا لے جاتے۔ جس وقت تک سپاہیوں نے سنگینوں کے ساتھ ان پر حملہ نہ کیا وہ آپس میں لڑنے سے باز نہ آتے۔ قتل کے پانچ ہفتے بعد تک بیگم لنکن وائٹ ہاؤس میں پڑی روتی رہی۔ دن اور رات کے کسی حصے میں وہ باہر نہیں نکلتی تھی۔ الزبتھ کیکلے نے جس کی چارپائی اس کے پاس ہوتی تھی لکھا ہے'' وہ نظارہ اب بھی میری آنکھوں کے سامنے گھومتا ہے ٹوٹے ہوئے دل کے نالے، غیر معمولی چیخیں۔ اس کے بدن کا خوفناک کھچاؤ اور غم کے طوفانوں کے تھپیڑے مجھے کبھی نہیں بھول سکتے۔ میں بیگم لنکن کا سر ٹھنڈے پانی سے دھوتی تھی اور جہاں تک مجھ سے ممکن تھا۔ رنج و غم کے خوفناک طوفانوں کو دبانے کی کوشش کرتی تھی۔ نیڈ۔۔۔۔۔کو بھی اپنے والد کی موت پر اتنا ہی غم تھا۔ جتنا اس کی ماں کو، لیکن ماں کی

خوفناک چیخیں لڑکے کو خوف زدہ کر کے اسے خاموش کرا دیتی تھیں اکثر رات کے وقت جب ٹیڈ اپنی ماں کی آہیں سنتا تو بیدار ہو جاتا تھا۔ اور اس کے بستر پر آ کر کہتا تھا ''امی مت چیخو، جب تم چیختی چلاتی ہو۔ میں سو نہیں سکتا۔ ہمارے ابا بہت اچھے تھے اور وہ جنت کو سدھارے ہیں۔ وہ خدا کے ساتھ ہیں'' اور وہ ولی۔۔۔ بھائی کے پاس ہیں امی مت چلاؤ، ورنہ میں بھی چلاؤں گا۔''

☆☆☆☆☆☆☆

بوتھ کا انجام

جب بوتھ نے لنکن پر فائر کیا۔ میجر رتھبون ۔۔۔۔۔۔ نے جو پریذیڈنٹ کے کمرے میں بیٹھا تھا۔ فوراً ایک کر قاتل کو اپنی گرفت میں لے لیا۔ لیکن وہ اسے زیادہ دیر تک اپنی گرفت میں نہ رکھ سکا۔ کیونکہ بوتھ نے بڑے جوش کے ساتھ اپنے خنجر نما چاقو کو میجر کے بازو میں گھونپ کر گہرا گھاؤ کر دیا۔ میجر رتھبون سے چھوٹ کر بوتھ کمرے کے جنگلے سے پھلانگ گیا۔ اور سٹیج پر جو بارہ فٹ نیچے تھی، چھلانگ لگا دی۔ جب اس نے چھلانگ لگائی تو اس کی مہمیز جھنڈے کے ساتھ پھنس گئی۔ اور وہ بری طرح گرا۔ گرنے سے اس کی بائیں ٹانگ کی چھوٹی ہڈی ٹوٹ گئی۔ اس نے ٹانگ کے ٹوٹنے پر زبردست ٹیس محسوس کی، لیکن ذرہ بھر توقف نہ کیا، کیونکہ اسے اب زندگی کا نہایت اہم کردار ادا کرنا تھا۔ بقول اس کے لافانی زندگی حاصل کرنی تھی۔ وہ جلدی سے اٹھا۔ اپنا خنجر لہراتا اور نعرے لگاتا ہوا۔ ''ظالم کا انجام یہی ہوتا ہے۔'' سٹیج کو عبور کر گیا ایک موسیقار اس کے راستے میں حائل ہوا۔ تو بوتھ نے اسے بھی زخمی کر دیا۔ ایک اداکارہ کو دھکیل کر زمین پر گرا دیا۔ اور بجلی کی سی تیزی سے عقبی دروازے سے نکل گیا۔ یہاں وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوا۔ جو اس کا منتظر تھا۔ اپنے ریوالور پر گرفت مضبوط کی، اور بلندی کی طرف لے گیا۔ جس لڑکے نے گھوڑا پکڑا ہوا تھا۔ اسے پچھاڑتا ہوا وحشیانہ انداز میں بازار کی طرف بھاگ نکلا۔ جب اس کا گھوڑا سنگریزوں کے اوپر سے گزرتا تھا۔ تو رات کے وقت اس کی چنگاریاں صاف

دکھائی دیتی تھی۔ اس نے شہر کی حدود میں دو میل تک دوڑ لگائی۔ جب چاند درختوں کی چوٹیوں پر نمودار ہوا۔ تو وہ این کوشیا۔۔۔ کے پل کی طرف سرپٹ دوڑ رہا تھا۔ وہاں یونین کے ایک سنتری سارجنٹ کوب۔۔۔ نے رائفل کی نالی اس کی طرف موڑتے ہوئے پوچھا، ''تم کون ہو؟ اور اتنی دیر سے باہر کیوں نکلے ہو؟ تم نہیں جانتے کہ نو بجے کے بعد باہر نکلنے کی اجازت نہیں؟'' بوتھ نے اپنا نام بتاتے ہوئے کہا کہ وہ چارلس کاؤنٹی میں رہتا ہے اور شہر میں کسی کام سے آیا تھا واپس جانے کے لئے اس نے چاند کے نکلنے کا انتظار کیا۔ اس وجہ سے اسے دیر ہوگئی سنتری کو یہ عذر کافی معقول معلوم ہوا۔ اس نے اپنی رائفل نیچے کر دی اور سوار کو گزرنے کی اجازت دے دی۔ چند منٹ کے بعد ڈیوی ہیرلڈ، جو بوتھ کا ساتھی تھا۔ ایسے ہی عذر کے ساتھ این کوشیا۔۔۔ کا پل عبور کر گیا۔ اور بوتھ کے ساتھ جا شامل ہوا۔ وہ دونوں گھوڑوں کو میری لینڈ کے زیریں علاقے کی طرف دوڑانے لگے۔ وہ سمجھتے تھے کہ ڈکسی۔۔۔ میں پہنچ کر انہیں بہت شہرت حاصل ہو جائے گی آدھی رات کے وقت وہ ایک دوسرے کی سرائے میں ٹھہرے، جہاں ان کا اسلحہ کا ذخیرہ رکھا تھا۔ اپنے ہانپتے ہوئے گھوڑوں کو پانی پلایا۔ قطب نما بندوقیں اور بارود حاصل کیا۔ اس کے بعد وہ ایک ڈالر کی وسکی پی کر فخریہ انداز میں اپنے کارنامے کا ذکر کرتے ہوئے تاریکی میں روانہ ہو گئے۔

شروع میں انہوں نے یہ منصوبہ بنایا تھا کہ وہ اس جگہ سے سیدھے دریائے پوٹومیک۔۔۔ پر پہنچیں گے۔ اور وہاں سے فوراً ورجینیا چلے جائیں گے۔ اس

پروگرام پر عمل کرنا چنداں مشکل نہ تھا۔ اگر ایک وقت نہ ہوتی، تو یقیناً وہ اس طرح کرتے اور وہ بالکل پکڑے نہ جاتے انہیں یہ معلوم نہیں تھا کہ بوتھ کی ٹانگ زخمی ہو جائے گی درد کے باوجود بوتھ اس رات بڑی بہادری اور استقلال سے گھوڑا دوڑاتا رہا۔ جسے وہ خود ہی ڈائری میں لکھتا ہے جب بھی گھوڑا اچھلتا تھا ٹوٹی ہوئی ٹانگ کی تکلیف ناقابل برداشت ہوگئی اس لئے اب انہوں نے گھوڑوں کا رخ بائیں طرف موڑ دیا۔ اور صبح ہونے سے تھوڑی دیر پہلے ہفتے کے روز ایک مکان کے سامنے رک گئے۔ یہ ایک دیہاتی حکیم کا مکان تھا۔ جس کا نام ڈاکٹر سیموئیل اے مُڈ۔۔۔ تھا۔ یہ جگہ واشنگٹن سے بیس میل جنوب مشرق کی طرف تھی۔

بوتھ درد کی وجہ سے اس قدر کمزور ہو گیا تھا کہ وہ خود گھوڑے سے نہیں اتر سکتا تھا۔ اسے گھوڑے سے اٹھا کر اتارا گیا۔ اور مکان کی دوسری منزل پر ایک کمرے میں لٹایا گیا۔ اس وقت وہ بہت کراہ رہا تھا۔ یہ جگہ شاہراہوں سے دور واقع تھی اور یہاں تار اور ریل گاڑی نہیں جاتی تھی اس لئے اس علاقے کے لوگوں کو پریذیڈنٹ کے قتل کے متعلق کوئی علم نہ تھا ڈاکٹر کو کوئی شبہ نہ ہوا۔ بوتھ نے اسے یہ بتایا تھا کہ گھوڑا اس کے اوپر چڑھ گیا تھا اس کی وجہ سے اس کی ٹانگ ٹوٹ گئی تھی ڈاکٹر نے اس کی بائیں ٹانگ کا بوٹ کاٹ دیا۔ ہڈی کو ٹھیک اپنی جگہ پر رکھ کر کھپچیاں لگا کر ٹانگ کو باندھ دیا۔ اور اسے ایک بھدی سی بیساکھی دے دی، تاکہ وہ اس کے سہارے چل سکے۔ بوتھ ڈاکٹر مُڈ کے مکان میں سویا رہا۔ لیکن جب کہکشاں کی روشنی نمودار ہوئی، وہ بڑی مشکل سے بستر پر اٹھ کر بیٹھا۔ اپنی خوبصورت مونچھوں کا صفایا کر کے مصنوعی

مونچھیں لگالیں۔ اور مٹیالے رنگ کی بڑی سی شال سے مکمل طور پر اپنے کندھوں کو لپیٹ لیا۔ اس نے اپنا دایاں ہاتھ بھی اس میں چھپالیا، تاکہ اس کے اوپر کھدے ہوئے الفاظ سے شناخت نہ کیا جاسکے۔ وہ اس طرح سے بھیس بدل کر اور کچھ کھائے
ہوئے الفاظ سے شناخت نہ کیا جاسکے۔ وہ اس طرح سے بھیس بدل کر اور کچھ کھائے
پیئے بغیر پچیس ڈالر کے نوٹ ڈاکٹر کے حوالے کر کے پھر گھوڑوں پر سوار ہو گئے۔ اور دریا کی طرف سفر شروع کر دیا۔ جو ان کی امیدوں کی منزل تھا۔ ان کے راستے میں ایک بہت بڑی دلدل پڑتی تھی جسے زکیہ (Zakia) دلدل کہا جاتا تھا۔ یہاں جھاڑیاں بھی تھیں، کیچڑ تھا اور جوہڑ تھے۔ جو چھپکلیوں اور سانپوں کا گھر تھا۔ اندھیرے میں دونوں سوار راستہ بھول گئے اور کئی گھنٹے تک اسی علاقہ میں گھومتے رہے۔ جب رات کا ایک حصہ گزر گیا تو ایک حبشی آس والڈ۔۔۔۔ نے ان کی رہنمائی کی بوتھ کی ٹانگ میں اتنا شدید درد ہو رہا تھا کہ وہ اپنی ٹانگیں کشادہ کر کے گھوڑے پر نہیں بیٹھ سکتا تھا۔ اس لئے انہوں نے آس والڈ۔۔۔ کو کہا کہ وہ اپنے چھکڑے میں لے چلے۔ چنانچہ وہ انہیں ایسٹر کے اتوار کو رچ ہل۔۔۔۔۔ تک لے گیا انہوں نے اسے عوضانہ کے طور پر سات ڈالر دیئے رچ ہل میں ایک دولت مند شخص کیپٹن کاکس۔۔۔۔ رہتا تھا۔ جو نیم وفاق کا حامی تھا۔ بوتھ کا خیال تھا کہ وہ اس کے کارنامے کو بہ نظر دیکھے۔۔۔ گا اور اس کی حوصلہ افزائی کرے گا۔

بوتھ نے کیپٹن کاکس۔۔۔ کو بتایا کہ اس نے کیا کارنامہ سرانجام دیا ہے شناخت کے طور پر اسے اپنے بازو پر کھدے ہوئے الفاظ دکھائے، اس نے کیپٹن کاکس سے

التجا کی کہ وہ اس کا راز فاش نہ کرے، کیونکہ وہ بیمار اور معذور ہے، اور یہ بھی بتایا کہ اس نے یہ کام جنوبی علاقے کی بہتری کے لئے کیا ہے۔ بوتھ کی ایسی حالت تھی کہ نہ وہ گھوڑے پر سفر کر سکتا تھا نہ چھکڑے پر۔

کیپٹن کاکس نے دونوں بھگوڑوں کو صنوبر کے درختوں میں چھپا دیا۔ یہ نہایت گھنے جنگل کی مانند تھا۔ ان درختوں کے نیچے بھی جھاڑیاں اگی ہوئی تھیں یہاں سے کسی کو ڈھونڈ نکالنا نہایت مشکل تھا اگلے چھ دن اور پانچ راتیں بھگوڑے اسی جگہ رہے۔ اور انتظار کرتے رہے کہ بوتھ کی ٹانگ کو آرام آجائے۔ تو وہ اپنا سفر جاری رکھیں۔

کیپٹن کاکس کا ایک سوتیلا بھائی تھا جس کا نام تھامس اے جونز ۔۔۔۔۔ تھا اس کے پاس اپنے غلام تھے کئی سال تک وہ نیم وفاقی گورنمنٹ کا ایجنٹ رہا تھا۔ اور بھگوڑوں کو دریا پار کروایا کرتا تھا۔ کیپٹن کاکس نے جونز کو تاکید کی کہ وہ ہیرلڈ اور بوتھ کی دیکھ بھال کرے۔ وہ روزانہ صبح ان کے لئے ایک ٹوکری میں کھانا لاتا تھا اسے معلوم تھا کہ گورنمنٹ کے سراغ رساں جگہ جگہ پھر رہے ہیں اور بوتھ کی تلاش کر رہے ہیں اس لئے جب وہ کھانا لے کر جاتا تو اپنے سوروں کو بلاتا تھا اور یہ ظاہر کرتا تھا کہ وہ اپنے مویشیوں کو چارہ کھلا رہا ہے۔ بوتھ کو خوراک کی ضرورت تو تھی ہی، لیکن معلومات حاصل کرنے کی خواہش اسے اور بھی زیادہ تھی۔ اس نے جونز سے التجا کی، کہ وہ اسے خبریں بہم پہنچاتا رہے، تاکہ اسے معلوم ہو کہ قوم اس کے کارنامے کو کتنا پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ جونز بوتھ کو اخبار لا کر دیتا تھا اور وہ جلدی جلدی

خبروں کو نگلنے کی کوشش کرتا تھا۔ وہ بڑی بے صبری سے اخبار پڑھتا تھا۔ لیکن اسے یہ معلوم کر کے بڑی مایوسی ہوتی تھی کہ کوئی بھی اس کے بہیمانہ قتل کو "کارنامہ" قرار نہیں دے رہا تھا۔ وہ تیس گھنٹے سے ورجینیا کی طرف دوڑ لگا رہا تھا اور اپنے زخم سے تکلیف اٹھا رہا تھا، لیکن اس تکلیف کا برداشت کرنا۔ ذہنی اذیت برداشت کرنے کی نسبت بہت آسان تھا شمالی علاقے کا غم وغصہ تو غیر متوقع نہ تھا لیکن جنوبی علاقہ جو اس کا اپنا علاقہ تھا اسے ملامت کر رہا تھا اور اس سے لاتعلقی کا اظہار کر رہا تھا۔ وہ مایوسی اور نا امیدی کی وجہ سے پاگل ہوا جا رہا تھا اس نے تو خواب دیکھا تھا کہ وہ بروٹس۔۔۔ اور ولیم ٹل۔۔۔ کی طرح سے عظمت حاصل کرے گا۔ لیکن اسے بزدل، بیوقوف، کرائے کا ٹٹو اور قاتل قرار دیا جا رہا تھا یہ حملے اسے سانپ کی مانند ڈس رہے تھے اور موت کے پیالے کی طرح تلخ تھے لیکن کیا وہ اس کا الزام اپنے آپ کو دیتا تھا؟ نہیں ہرگز نہیں وہ ہر شخص کو الزام دیتا تھا سوائے اپنے اور خدا کے وہ اپنے آپ کو خدائے قادر کے ہاتھ میں ایک آلہ کار قرار دیتا تھا اور اس طرح سے وہ اپنے آپ کو بری الذمہ سمجھتا تھا۔ وہ سمجھتا تھا کہ اسے خدا کی طرف سے ابراہام لنکن کو قتل کرنے کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ اور اس کی غلطی صرف یہ تھی کہ اخلاقی لحاظ سے پستی کے گڑھے میں گری ہوئی قوم کی خدمت کر رہا تھا۔ اس نے اپنی ڈائری میں لکھا ہے کہ "اگر دنیا میرے دل کی حالت سے واقف ہوتی، تو مجھے ایک دم عظیم بنا دیتی گو مجھے عظمت کی خواہش نہیں۔ میری روح اتنی عظیم ہے کہ یہ ایک مجرم کی حیثیت سے نہیں مر سکتی۔ وہ زکیا ولدل کے علاقے میں اپنے کمبل میں لپٹا ہوا سردی

کے مارے کانپ رہا تھا اور اپنے دل کے پھپھولے جلا رہا تھا۔"

"میں یہاں نمی، سردی اور رفاقہ مستی میں پڑا ہوں ہر شخص میرے خلاف ہے اس کی کیا وجہ ہے؟ میں نے تو وہ کام کیا ہے جس کی وجہ سے بروٹس ۔۔۔ کی عزت ہوئی اور جس کی وجہ سے ولیم ٹل ۔۔۔۔۔ ہیرو بنا۔ میں نے ایک بہت بڑے جابر اور ظالم کو ختم کیا ہے۔ مگر میں ایک عام گلا کاٹنے والا سمجھا جاتا ہوں میرا کارنامہ ان دونوں سے زیادہ اخلاص پر مبنی ہے۔ مجھے کسی فائدے کی امید نہیں تھی۔ میرا خیال ہے کہ میں نے اچھا کام کیا ہے۔ جو ضرب میں نے لگائی ہے اس کی وجہ سے میں شرمندہ نہیں ہوں۔"

جب بوتھ وہاں لیٹا ہوا لکھ رہا تھا تو تین ہزار سراغرساں اور ہزاروں گھڑ سوار جنوبی میری لینڈ کا کونہ کونہ چھان رہے تھے۔ ہر مکان، عمارت، غار اور دلدل میں بوتھ کی تلاش جاری تھی۔ تاکہ اسے زندہ یا مردہ حالت میں گرفتار کیا جائے۔ اسے پکڑنے پر ایک لاکھ ڈالر انعام کا اعلان ہو چکا تھا بعض اوقات گھڑ سواروں کی آوازیں اس کے کانوں میں پڑتی تھیں جو اس کی تلاش میں تھے وہ اس سے زیادہ سے زیادہ سو گز کے فاصلے پر ہوتے تھے کبھی کبھی وہ ان کے گھوڑوں کے ہنہنانے کی آوازیں بھی سنتا تھا اگر ہیرلڈ کا گھوڑا بھی ہنہنانے کا جواب دے دیتا، تو وہ یقیناً پکڑے جاتے اور انہیں گولی مار دی جاتی۔

دو دن بعد باز آ پہنچے۔ وہ آسمان پر چتی ڈال رہے تھے۔ پھر وہ ایک دوسرے کے قریب آ گئے اور مرے ہوئے جانوروں کے ارد گرد چکر لگانے لگے بوتھ خوف زدہ ہو

گیا کہ وہ شاید تعاقب کرنے والوں کے لئے نشاندہی کا باعث بن جائیں جو بڑی آسانی کے ساتھ اس کی سرخ گھوڑی کو پہچان سکتے تھے ٹانگ کی تکلیف بدستور تھی اس نے فیصلہ کیا کہ وہ کسی اور ڈاکٹر کے پاس جائے گا اس لئے اگلی رات بارہ اپریل جمعہ کے روز یعنی قتل سے ایک ہفتہ بعد، اسے گھوڑے پر بٹھا دیا گیا۔ اور ایک دفعہ پھر انہوں نے دریائے پوٹومیک کی طرف اپنا سفر شروع کر دیا۔

ان کے لئے یہ رات نہایت سودمند تھی کہ نہایت گہری تھی اور تاریکی اتنی زیادہ تھی کہ انہیں ایک دوسرے کو چھو کر محسوس کرنا پڑتا تھا جان کے وفادار کتے نے دریا تک پہنچانے میں ان کی رہنمائی کی وسیع کھیتوں میں آہستہ آہستہ چلتے ہوئے وہ ان کے پار شاہراہ پر پہنچ گئے چونکہ جونز کو معلوم تھا کہ خفیہ پولیس کے آدمی ہر جگہ کثرت سے موجود ہیں، وہ پچاس گز آگے نکل جاتا تھا۔ کان لگا کر کسی آہٹ کا جائزہ لیتا تھا۔ اور اچھی طرح مطمئن ہونے کے بعد دھیمی آواز سے سیٹی بجاتا تھا۔ تب بوتھ اور ہیرلڈ اس کی طرف بڑھتے تھے۔ وہ معمولی سی آواز پر بھی چونک پڑتے تھے۔ تاہم انہوں نے کئی گھنٹے اپنا سفر جاری رکھا۔ وہ خم دار راستوں سے گزرتے ہوئے دریا پر پہنچے۔ اس وقت بڑی تیز ہوا چل رہی تھی اور پانی کا شور صاف سنائی دے رہا تھا۔ تقریباً ایک ہفتہ سے یونین کے سپاہی دریائے پوٹومیک کے بہاؤ اور بالائی اطراف بھاگتے پھرتے تھے۔ انہوں نے ساحل کی ہر کشتی کو تباہ کر دیا تھا۔ لیکن جیمز نے بڑی ہوشیاری سے ایک کشتی محفوظ کر لی تھی۔ اور اسے دن کے وقت مچھلیاں پکڑنے کے لئے استعمال کرتا تھا۔ اور رات کے وقت چراگاہ میں چھپا دیتا تھا۔ اس لئے جب

بھگوڑے شام کے وقت دریا پر پہنچے تو ہر قسم کی تیاری مکمل تھی۔ بوتھ نے جونز کا شکریہ ادا کیا۔ سترہ ڈالر کشتی کے لئے ادا کئے۔ اور اسے ایک شراب کی بوتل پیش کر کے کشتی میں سوار ہو گئے انہیں دوسرے کنارے پر ایسی جگہ پہنچنا تھا جو ورجینیا سے پانچ میل کے فاصلے پر تھی رات کے وقت دھند کی وجہ سے گھپ اندھیرے میں ہیرلڈ چپو چلاتا تھا اور بوتھ آگے بیٹھا ہوا۔ قطب نما اور موم بتی کے ذریعے سمت متعین کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ وہ ابھی دور نہیں گئے تھے کہ انہیں ایک سیلاب کی لہر سے واسطہ پڑا جو اس جگہ دریا کے تنگ پاٹ کی وجہ سے بڑی تیز تھی یہ انہیں دریا میں کئی میل بہاؤ کے اوپر کی طرف لے گئی۔ اور وہ اندھیرے میں اپنی منزل بھول گئے۔ وفاقی جنگی کشتیوں سے بچتے بچاتے وہ صبح کے وقت دریا سے دس میل اوپر جا ٹھہرے۔ لیکن ان کے ورجینیا تک پہنچنے کے فاصلے میں کوئی کمی واقع نہ ہوئی۔ اس لئے وہ نیجے مائی (Nanjemoy) کھاڑی کی دلدل میں چھپے رہے۔ وہ بھوکے اور بھیگے ہوئے تھے بوتھ نے چلا کر کہا ''اب میں اپنے شاندار ورجینیا میں محفوظ ہوں اور خدا کا شکر ادا کرتا ہوں'' وہ جلدی سے ڈاکٹر رچرڈ سٹیورٹ ۔۔۔۔ کی دکان کی طرف چل دیئے۔

ڈاکٹر رچرڈ نیم وفاقی حکومت میں کنگ جارج کونٹی میں امیر ترین آدمی تھا بوتھ کو توقع تھی کہ جنوب کے نجات دہندہ کی حیثیت سے اس کا استقبال کیا جائے گا، لیکن نیم وفاقیوں کی مدد کرنے پر ڈاکٹر کو پہلے ہی کئی مرتبہ قید کی صعوبتیں برداشت کرنی پڑ چکی تھیں اب وہ لنکن کے قاتل کی امداد کر کے اپنی جان خطرے میں نہیں ڈالنا چاہتا تھا۔۔۔۔ اس لحاظ سے وہ بڑا چالاک تھا۔ اس نے بوتھ کو اپنے مکان میں بھی داخل

نہ ہونے دیا۔ لیکن اس نے انہیں کہا کہ غلے کے گودام میں جا کر کھاؤ۔ اور رات کو سونے کے لئے حبشیوں کے ایک کنبے کے پاس بھیج دیا۔ حبشی بھی بوتھ کو پسند نہیں کرتے تھے۔ رات کو وہاں قیام کرنے کے لئے انہیں ڈرانا دھمکانا پڑا۔ یہ حالت تھی اس کی ورجینیا میں جہاں اسے یقین تھا کہ پہاڑیاں اس کے حق میں نعروں سے گونجیں گی۔ اور اس کی زبردست استقبال ہوگا۔

اب اس کا انجام قریب آ رہا تھا صرف تین دن کی مہلت باقی تھی بوتھ زیادہ دور نہیں گیا تھا۔ اس نے دریا عبور کر کے پورٹ رائل کا سفر کیا تھا۔ وفاقی حکومت کے تین گھڑسوار جو جنگ سے واپس آ رہے تھے انہیں تین میل دور جنوب کی طرف لے گئے یہاں بوتھ نے ان کی مدد سے ایک کسان گیرٹ کو کچھ رشوت دی۔ اپنا نام بوائڈ۔۔۔۔ بتایا اور کہا کہ وہ جنرل لی کی فوج میں شامل تھا۔ رچ مانڈ کے قریب زخمی ہو گیا تھا۔ اور اب اسے آرام کی ضرورت ہے وہ دو دن کے لئے گیرٹ کے مکان میں رہا۔ مکان کے باہر لان میں وہ دھوپ تاپتا رہتا تھا اور نقشے کی مدد سے اس راستے کا جائزہ لے رہا تھا۔ جو میکسیکو کی طرف جاتا تھا زخم کی وجہ سے اسے کافی تکلیف تھی۔

پہلی شام کو جب وہ رات کے کھانے پر بیٹھا تو گیرٹ کی لڑکی نے بلند آواز سے لنکن کے قتل کی خبر سنائی۔ جو اس نے پڑوسی سے سنی تھی۔ وہ اس کے متعلق باتیں کرتی رہی۔ اور حیران تھی کہ قاتل کون ہو سکتا ہے؟ اور اسے قتل کرنے پر کتنی رقم ملی ہو گی؟ بوتھ نے بے ساختہ کہا ''میری رائے میں اسے کوئی رقم نہیں ملی ہو گی بلکہ اس نے

صرف شہرت کی خاطر یہ کام کیا ہوگا۔" اگلے روز سہ پہر کے وقت پچیس اپریل کو بوتھ اور ہیر لڈ درختوں کے جھنڈ میں گیرٹ کے صحن میں پاؤں پھیلائے پڑے تھے کہ اچانک میجر رگلز۔۔۔۔۔۔جو وفاقی حکومت کا رسالدار تھا۔اور جس نے ان کی دوران سفر مدد کی تھی آ پہنچا۔وہ چلایا یانکی (Yankees) دریا عبور کر رہے ہیں محتاط رہو۔ وہ جلدی سے جنگل میں چھپ گئے۔لیکن جب اندھیرا چھا گیا تو خاموشی سے واپس مکان پر آ گئے۔

گیرٹ کو ان کی حرکت بہت مشکوک معلوم ہوئی وہ فوراً ایسے مہمانوں سے نجات حاصل کرنا چاہتا تھا کیا وہ اس لئے ان سے چھٹکارا پانا چاہتا تھا کہ وہ لنکن کے قاتل تھے؟ نہیں، اس کا تو اسے بالکل وہم بھی نہیں تھا۔اس کا خیال تھا کہ وہ گھوڑوں کے چور ہیں جب انہوں نے شام کے کھانے کے وقت دو گھوڑے خریدنے کا ارادہ ظاہر کیا تو اسے شبہ ہو گیا اور کھانے کے بعد جب انہوں نے بالا خانے میں جانے سے انکار کیا اور اپنی حفاظت کے خیال سے محراب یا گودام میں سونے پر اصرار کیا۔تو اس کا شبہ یقین میں بدل گیا۔اب اس کے نزدیک بلاشبہ وہ گھوڑوں کے چور تھے۔ چنانچہ اس نے ان کے سونے کا انتظام تمباکو کے ایک پرانے گودام میں کر دیا۔جو اس وقت خشک گھاس اور فرنیچر رکھنے کے لئے استعمال ہو رہا تھا۔

اس نے انہیں اندر داخل کر کے باہر سے قفل لگا دیا۔اور مزید احتیاط کے طور پر بوڑھے کسان نے اپنے دو بیٹوں، ولیم اور ہنری کو سردی سے بچنے کے لئے کمبل دے کر متصلہ گودام میں جہاں بالیوں سے بنی ہوئی پلنگڑی پڑی تھی۔ان کا پہرہ دینے

کے لئے بھیج دیا۔ یہاں بیٹھ کر وہ گھوڑوں کی نگرانی کر سکتے تھے اور اگر کوئی انہیں لے جانے کی کوشش کرتا تو انہیں فوراً علم ہو سکتا تھا گیرٹ کا کنبہ اس روز اس حالت میں سویا کہ اسے کوئی پر جوش واقعہ پیش آنے کی کسی حد تک ضرور توقع تھی اور ایسا واقعہ صبح ہونے سے پیشتر پیش آ ہی گیا۔

دو دن اور دو راتوں سے یونین کے سپاہی بوتھ اور ہیرلڈ کا کھوج لگا رہے تھے اور انہیں جگہ جگہ سے ان کا سراغ مل رہا تھا انہوں نے بوڑھے حبشی اور چپن عبور کرنے والے رولنز (Rollins) سے معلومات حاصل کر لی تھیں اس نے انہیں بتا دیا تھا کہ جس شخص نے بوتھ کو سواری مہیا کی تھی اس کا نام کیپٹن جیٹ ہے۔ اس کیپٹن کی ایک محبوبہ بارہ میل دور باؤلنگ گرین (Bowling Green) میں رہتی تھی۔ غالباً وہ وہاں چلا گیا تھا۔ چونکہ اس بات کا کافی امکان تھا اس لئے رسالدار فوراً اپنے گھوڑوں پر چڑھ بیٹھے اور چاندنی میں باؤلنگ گرین۔۔۔۔ کے راستے پر گھوڑے ڈال دیئے وہ آدھی رات کے وقت وہاں پہنچے اور مکان کے سامنے جا گرجے۔ انہوں نے کیپٹن جیٹ۔۔۔۔ کو اس کے بستر سے باہر نکالا اور اس کے پہلو پر ریوالور رکھ کر دریافت کیا "خدا تمہیں سمجھے! بتاؤ بوتھ کہاں ہے؟ جلدی بتاؤ ورنہ تمہارا بھرکس نکال دیا جائے گا" جیٹ اپنی خچر پر سوار ہوا اور انہیں گیرٹ کے فارم پر لے گیا رات تاریک تھی کیونکہ چاند چھپ چکا تھا اور ستارے بھی نظر نہیں آ رہے تھے نو میل تک گھوڑوں کے ٹاپوں سے اتنی گرد اڑی کہ دم گھٹا جا رہا تھا سپاہی جیٹ کے دائیں بائیں جا رہے تھے مبادا وہ بھاگ جائے انہوں نے احتیاط کو ملحوظ

رکھتے ہوئے اس کے گھوڑے کی باگیں اپنی کاٹھی کے ساتھ باندھ رکھی تھیں صبح ساڑھے تین بجے وہ گیرٹ کے پرانے مکان پر پہنچے جسے سفیدی کی ہوئی تھی پھرتی مگر خاموشی سے انہوں نے مکان کا محاصرہ کرلیا اور ہر کھڑکی اور دروازے کے سامنے ایک ایک بندوقچی کو متعین کر دیا۔ ان کا لیڈر محراب میں داخل ہوا دروازے پر دستک دی اور بوتھ کو ان کے حوالے کرنے کو کہا فوراً ہی رچرڈ گیرٹ موم بتی ہاتھ میں لئے باہر نکلا اور دروازہ کھول دیا۔ اس وقت اس کے کتے بڑے غصے سے بھونک رہے تھے اور تیز ہوا ان کی قمیض کے دامن کو پھڑ پھڑا رہی تھی اس کی ٹانگیں کانپ رہی تھیں لیفٹیننٹ بیکر۔۔۔ نے لپک کر اسے گلے سے پکڑ لیا اور اس کی کنپٹی پر پستول رکھتے ہوئے کہا کہ بوتھ کو اس کے حوالے کر دیا جائے بوڑھے نے خوفزدہ ہو کر جواب دیا کہ وہ مکان میں نہیں ہے کہیں جنگل میں چلا گیا ہوگا یہ جھوٹی بات تھی، اور اس کی باتوں سے بھی صاف طور پر عیاں ہو رہا تھا کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے اس لئے سپاہیوں نے اسے جھٹکا دے کر دروازے سے باہر نکال لیا اور اس کی گردن پر رسہ ڈالتے ہوئے دھمکی دی کہ وہ اسے باہر صحن کے درخت کے ساتھ پھانسی دے دیں گے اس وقت گیرٹ کا ایک لڑکا جو گودام میں سو رہا تھا مکان کی طرف دوڑ کر آیا اور سچی بات بتا دی اسی وقت فوجیوں نے تمباکو کے گودام کو گھیرے میں لے لیا گولی چلانے سے پیشتر بوتھ اور فوجیوں میں بڑی تو تو میں میں ہوئی اور بیس منٹ تک فوجی افسر اور بوتھ کو ہتھیار ڈالنے کی ترغیب دیتا رہا مگر وہ کہتا رہا میں معذور آدمی ہوں مگر کمال دکھانا چاہتا ہوں اگر وہ ایک سو گز پیچھے ہٹ جائیں تو میں ہر ایک کے ساتھ

باری باری مقابلہ کروں گا ہیر لڈ حوصلہ ہار گیا اور وہ ہتھیار ڈالنے کے لئے تیار ہو گیا۔

جب بوتھ اس کی طرف سے مایوس ہو گیا تو اس نے ہیر لڈ کو باہر دھکیلتے ہوئے کہا ''او ناکارہ بزدل نکل جا'' میں تمہیں روکنا نہیں چاہتا ہیر لڈ باہر نکل گیا اس نے ہتھکڑیاں ڈلوانے کے لئے ہاتھ آگے بڑھائے ہوئے تھے اور کہہ رہا تھا کہ میں تو لنکن کے مزاج کو پسند کرتا ہوں قتل میں میرا کوئی ہاتھ نہیں کرنل کانگو نے اسے درخت کے ساتھ باندھ دیا اور کہا ''اگر خاموش نہیں ہو گے تو تمہارے منہ میں کپڑا ٹھونس دیا جائے گا۔''

بوتھ ہتھیار ڈالنے کے لئے تیار نہیں تھا وہ محسوس کر رہا تھا کہ وہ آنے والی نسلوں کے لئے قابل تقلید نمونہ پیش کر رہا ہے اس نے تعاقب کرنے والوں سے گرجتے ہوئے کہا ہتھیار ڈالنے کا لفظ میری لغات میں موجود نہیں ہے، اس نے انہیں ہدایت کی کہ وہ اس کے لئے سٹریچر کا انتظام کر رکھیں وہ پرانے جھنڈے میں ایک اور دھبہ لگا رہے ہیں۔

کرنل کانگر نے اسے اڑا دینے کا فیصلہ کر لیا مگر اس سے پہلے اس نے گودام کے ساتھ جھاڑیوں کا ڈھیر لگوا دیا جب بوتھ نے ایک سپاہی کو ایسا کرتے دیکھا، تو اسے دھمکی دی کہ وہ ایسا کرنے سے باز آ جائے ورنہ اس کے بدن میں سے گولی گزار دے گا وہ رک گیا، لیکن کرنل پیچھے کی طرف گودام کے کونے میں کھسک گیا ایک شگاف سے کچھ خشک گھاس نکالی اور اسے دیا سلائی دکھا دی۔ یہ گودام تمباکو کے لئے تعمیر کیا گیا تھا اور لگ بھگ چار انچ کے شگاف ہوا داخل ہونے کے لئے بنائے

ہوئے تھے ان شگافوں میں سے فوجیوں نے دیکھا کہ آگ کا مقابلہ کرنے کے لئے بوتھ نے ایک میز اٹھایا آخری بار ایلٹر روشنی کے سامنے آیا تھا، تا کہ اپنا المیہ کا آخری کردار ادا کرے بوتھ کو زندہ پکڑنے کے لئے سخت احکامات جاری کیے گئے تھے اگر مذہبی جنونی سارجنٹ بوسٹن (Boston) وہاں نہ ہوتا ہو تو ان احکام پر عمل درآمد ہو سکتا تھا ہر شخص کو یہ تنبیہہ کی گئی تھی کہ اسے بلا اجازت گولی نہ ماری جائے بعد میں کاربٹ بوسٹن ۔۔۔۔ نے کہا کہ اسے بلا واسطہ خدا سے گولی مارنے کا حکم تھا بوسٹن نے کشادہ شگافوں میں سے دیکھا کہ بوتھ نے اپنی بیساکھی پھینک دی ہے اپنی قرابین کو گرا دیا ہے اور اپنا ریوالور لے کر دروازے کی جانب لپک پڑا ہے بوسٹن کو یقین تھا کہ وہ مایوس ہو کر اپنی آخری کوشش کرے گا اور جب وہ بچ کر نکلا تو گولیاں چلاتا ہوا بھاگ جائے گا۔ پس بے کار خون خرابہ روکنے کے لئے بوسٹن آگے بڑھا ایک شگاف سے نشانہ باندھا بوتھ کی روح کے لئے دعا کی اور لبلبی دبا دی پستول کی آواز پر بوتھ نے نعرہ لگایا فرش سے تقریباً ایک فٹ اوپر اچھلا، آگے کی طرف جھکا، اور خشک گھاس پر گر پڑا۔ اس وقت تڑاخے مارتے ہوئے شعلے خشک گھاس تک جا پہنچے۔

بدمعاش کو مکمل طور پر جل جانے سے بچانے کے لئے بوسٹن فوراً شعلہ زن عمارت میں کود گیا اس کی بھنچی ہوئی مٹھی سے ریوالور کھینچا اور احتیاطاً اس کے بازو کمر پر باندھ دیئے۔ کیونکہ اس کی موت کے متعلق ابھی شبہ تھا بوتھ کو کسان کے پورچ میں لے جایا گیا ایک سپاہی کو فوراً تین میل کے فاصلے پر پورٹ رائل ۔۔۔۔ بھیج دیا

گیا، تاکہ وہاں سے ڈاکٹر کو بلا لائے بیگم گیرٹ کی ایک بہن ہیلورے۔۔۔۔۔تھی جو وہاں رہتی تھی وہ ایک سکول میں استانی تھی جب اسے معلوم ہوا کہ زخمی مشہور رائٹر بوتھ ہے تو اس نے کہا کہ اس کی تیمارداری احتیاط سے ہونی چاہیے اس نے اس کے لئے چٹائی بچھائی اور اپنا تکیہ اس کے سر کے نیچے رکھ دیا نہ صرف یہ، بلکہ اس نے بوتھ کا سر اپنی گود میں رکھ کر اسے شراب پلائی لیکن اس کا گلا ناکارہ ہو چکا تھا وہ شراب نہ پی سکا پھر اس نے رومال بھگو کر اس کے ہونٹوں اور زبان کو بار بار تر کیا نیز اس کی کنپٹیوں اور سر پر مالش کی مرنے والا دو گھنٹے تک موت وحیات کی کشمکش میں مبتلا رہا اس وقت وہ سخت تکلیف میں تھا بیقراری کی وجہ سے کبھی التجا کرتا تھا کہ اسے منہ کے بل لٹایا جائے کبھی پہلو اور کمر کے بل لیٹنے کی خواہش کرتا تھا وہ کھانس رہا تھا درد کے مارے کراہتے ہوئے کہتا تھا میرا گلا دبا کر ختم کر دو اس نے لڑکھڑاتی ہوئی زبان کے ساتھ کہا ''میری ماں کو یہ پیغام پہنچا دیا جائے کہ جو کچھ میں نے بہتر سمجھا وہ کیا اور میں اپنے ملک کی خاطر مر رہا ہوں'' جب اس کا آخری وقت قریب تھا، تو اس نے خواہش کی کہ اس کے ہاتھ اوپر اٹھا دیئے جائیں لیکن وہ بالکل بیکار ہو چکے تھے یہ دیکھ کر اس نے کہا ''بے فائدہ ہیں'' یہ اس کے آخری الفاظ تھے۔

جب گیریٹ کے صحن کے سامنے درختوں کی چوٹیوں پر سورج نمودار ہوا، تو وہ چل بسا اس کا جبڑا اعضا کی کھچاوٹ کی وجہ سے ترچھا ہو کر نیچے لٹک گیا تھا اس کی آنکھوں کی پتلیاں پاؤں کی طرح سخت تھیں اس وقت اس کے گلے سے گڑگڑ کی آواز نکلی پھر رک گئی اب اس نے اپنے پاؤں پھیلا دیئے اور سر پیچھے پھینک دیا وہ اس

حالت میں اپنے انجام کو پہنچا۔

یہ سات بجے کا وقت تھا، گویا لنکن کی وفات کے وقت سے بائیس منٹ قبل اس کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی بوتھ کی گولی اس کے سر کی پچھلی طرف ایک انچ نیچے لگی جہاں لنکن کو گولی لگی تھی ڈاکٹر نے بوتھ کے بال کا ایک گھنگر کاٹ کر مس ہیلو لے کو دے دیا اس نے گھنگر اور خون آلود تکیے کو اپنے پاس بطور یادگار محفوظ رکھا۔ لیکن زندگی کے آخری برسوں میں جب غربت نے اسے پریشان کیا تو نصف تکیہ ایک کنستر آٹے کے عوض بیچ دیا۔

☆☆☆☆☆☆☆

بوتھ کی تدفین اور خیال آرائیاں

بوتھ نے آخری سانس لیا ہی تھا کہ سراغرساں خمیدہ ہو کر اس کی تلاش کر رہے تھے۔ انہیں ایک سگار، ماہی دار چاقو، دو ریوالور، ایک ڈائری اور ایک قطب نما ملا۔ جو موم بتی کے قطروں سے تیل آلود تھا۔ اس کے علاوہ کینیڈا کے ایک بینک کے نام تین صد ڈالر کا ڈرافٹ تھا۔ ایک ہیرے کی پن، ناخن صاف کرنے کی ایک ریتی، اور ان خوبصورت عورتوں کے پانچ فوٹو تھے جن کے ساتھ اسے زیادہ عقیدت تھی۔ کرنل ڈوہرٹی ۔۔۔۔ نے جھٹکے کے ساتھ گھوڑے کا کمبل اتارا بیگم گیریٹ سے سوئی لی اور لاش کو کمبل میں سی دیا۔ ایک حبشی کے جس کا نام ''نیڈ فری مین'' ۔۔۔۔ تھا یہ کام سپرد ہوا کہ وہ لاش ''دریائے پوٹو میک'' ۔۔۔۔ تک پہنچائے جہاں ایک جہاز ان کے لئے تیار کھڑا تھا دریا تک سفر کے متعلق لیفٹیننٹ لافیٹی ۔۔۔ جس کا تعلق خفیہ پولیس سے تھا لکھتا ہے ''جب چھکڑا روانہ ہوا تو بوتھ کے زخموں سے دوبارہ خون رسنے لگا۔ چھکڑے کے شگافوں سے خون کے قطرے دھرے پر گرتے تھے اور سڑک پر ہلکی تہہ کے خوفناک دھبے پڑتے جاتے تھے چھکڑے کے تختے رنگدار ہو گئے۔ اور کمبل تو مکمل طور پر بھیگ گیا تمام راستہ مسلسل خون رستا رہا۔''

اس عرصے میں ایک اور عجیب واقعہ پیش آیا۔ نیڈ فری مین ۔۔۔۔ کی گاڑی جیسے ''بیکر'' ۔۔۔۔ نے لکھا ہے فرسودہ قسم کی تھی اور بہت ہچکولے کھاتی تھی یہ ٹوٹنے والی تھی اس لئے ٹوٹ گئی ایک بڑا کابلہ کھل گیا اور اس کے حصے ایک دوسرے سے جدا

ہو گئے سامنے والے پہیے پچھلے پہیوں کو داغ مفارقت دے گئے چھکڑے کا سامنے والا حصہ دھڑام سے زمین کے ساتھ جا ٹکرایا۔ اور بوتھ کا جسم آگے کی طرف کھسک گیا۔ گویا وہ آخری بار بچنے کی کوشش کر رہا تھا لیفٹیننٹ بیکر نے اس چھکڑے کو خیر باد کہا اور کسی قریبی کسان سے ایک چھکڑے کا انتظام کیا بوتھ کی لاش کو اس میں لاد کر دوبارہ دریا کی طرف سفر شروع کر دیا۔ دریا پر پہنچ کر گورنمنٹ کے ایک دخانی جہاز جان ایس آئیڈ ۔۔۔۔ کے ذریعے سے واشنگٹن پہنچا دیا۔

اگلی صبح یہ خبر تمام شہر میں پھیل گئی کہ بوتھ کو گولی ماردی گئی ہے۔ اس وقت اس کی لاش اسلحہ کی کشتی مان ٹانک ۔۔۔۔ میں پڑی تھی جو پوٹومیک ۔۔۔ میں لنگر انداز تھی۔ تمام شہر میں جوش و خروش پایا جاتا تھا اور ہزاروں کی تعداد میں لوگ بوتھ کی لاش میں دلچسپی کے باعث اس جہاز کی طرف چل پڑے۔ جس کے ذریعے سے وہ لائی گئی تھی سہ پہر کے وقت کرنل بیکر بھاگ کر سٹینٹن ۔۔۔ کے پاس گیا اور بتایا کہ جہاز پر کچھ شہری احکام کی کھلی خلاف ورزی کر کے چڑھ گئے ہیں اور ایک عورت نے بوتھ کے بالوں کا گھنگر کاٹ لیا ہے سٹینٹن چونک پڑا اور کہا کہ باغی بوتھ کے ایک ایک بال کو بطور یادگار پیش کریں گے اسے خدشہ تھا کہ یہ یادگار بال اس سے بھی زیادہ اہمیت حاصل کر لیں گے سٹینٹن کا پختہ یقین تھا کہ لنکن کے قتل کی سازش کے پیچھے جنوبی ریاستوں کے پریذیڈنٹ جیفرسن ڈیوس اور نیم وفاق کے لیڈروں کا ہاتھ ہے اور اسے خدشہ تھا کہ وہ بوتھ کی لاش حاصل کر کے جنوبی غلاموں کے حامیوں کو بھڑکائیں گے اور پھر شدید خانہ جنگی شروع ہو جائے گی۔ اس لئے اس نے حکم دیا کہ بوتھ کو جلد

ازجلد دفن کر دیا جائے اس کا نام و نشان مٹا دیا جائے اور اس کی کوئی چیز باقی نہ رہے جس سے لوگوں کو بھڑکانے کا ذریعہ بنایا جا سکے۔

سٹیفنسن نے یہ احکام جاری کر دیئے اس لئے اسی شام جب سورج آگ کی مانند سرخ بادلوں میں غائب ہو گیا۔ کرنل بیکر اور اس کا چچا زاد بھائی لیفٹیننٹ بیکر، ایک کشتی موسمیک میں سوار ہو گئے۔ انہوں نے حیران و پریشان ہجوم کے سامنے تین کام کیے اول انہوں نے بوتھ کی لاش کو جو صنوبر کی لکڑی کے ایک بکس میں بند تھی جہاز کے ایک طرف چھوٹی کشتی میں رکھا۔ دوسرے ایک بڑا گولہ اور زنجیر بھی کشتی میں رکھی۔ پھر خود اس میں سوار ہو کر ندی کے بہاؤ کی طرف چل دیئے جستجو کے دلدادہ ہجوم نے وہی کیا جس کی سراغرسانوں کو توقع تھی انہوں نے دریا کے کنارے کنارے دوڑ لگانا شروع کی وہ دیکھنا چاہتے تھے کہ اس کی لاش کو کہاں ڈبویا جاتا ہے وہ دو میل تک اسی طرح چلتے رہے پھر دریا میں اندھیرا چھا گیا بادلوں کی وجہ سے چاند اور ستارے ماند پڑ گئے اور نہایت تیز نگاہ والا شخص بھی چھوٹی کشتی کو دریا کے منجدھار میں نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اس وقت تک سراغرساں گیز برو پوائنٹ ۔۔۔ تک پہنچ گئے تھے جو دریا میں ویران جگہ تھی۔

کرنل بیکر کو یقین تھا کہ اب انہیں قطعاً کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ اس نے اپنی کشتی کا رخ ایک وسیع دلدل کی طرف کر دیا۔ جہاں سے لمبی لمبی گھاس کا مقام شروع ہوتا تھا یہ وہ میدان تھا جہاں ناکارہ گھوڑوں اور مری ہوئی خچروں کو دفن کیا جاتا تھا۔ اس وسیع دلدل میں یہ معلوم کرنے کے لئے کہ کوئی ان کا پیچھا تو نہیں کر رہا۔ دونوں سراغ

رسانوں نے کئی گھنٹے انتظار کیا۔ گھاس میں سوائے بڑے بڑے مینڈکوں اور پانی کی ہلکی ہلکی لہروں کی آواز کے کچھ سنائی نہ دیا۔

آدھی رات کے وقت دونوں نہایت خاموشی اور احتیاط کے ساتھ آہستہ آہستہ کشتی کو دریا کے بالائی طرف لائے وہ کانا پھوسی کرتے ہوئے بھی ڈرتے تھے چپوؤں کی آواز بھی ان کے لئے خطرے سے خالی نہ تھی بالآخر وہ پرانے اصلاحی قید خانہ کی دیواروں کے پاس پہنچے اور اس جگہ تک چلے گئے۔ جہاں ایک پختہ خلا پانی کے کنارے بنایا گیا تھا۔ وہاں انہوں نے بوتھ کے تابوت کو ایک افسر کے حوالے کر دیا۔ جس کے تختے پر اس کا نام لکھا ہوا تھا۔ نصف گھنٹے کے بعد گورنمنٹ کے اسلحہ خانے کے ایک بڑے کمرے میں جنوب مغربی کونے کی طرف ایک تنگ خلا میں اسے دفن کر دیا گیا۔ قبر کا بالائی حصہ بالکل ناہموار کر دیا گیا تھا۔ باقی مٹی کو فرش کے ساتھ ملا دیا گیا تھا۔ اگلی صبح سورج نکلنے پر جوشیلے لوگ کھونٹیاں پکڑے ہوئے پوٹو میک۔۔۔۔ کی طرف جا رہے تھے۔ اور گیز بروپوائنٹ کے پیچھے وسیع ولدل میں جہاں مری ہوئی خچروں کے پنجر پڑے ہوئے تھے، جگہ جگہ زمین کریدتے تھے۔ وہ بوتھ کی لاش کی تلاش میں تھے وہ ایک دوسرے سے پوچھ رہے تھے کہ بوتھ کی لاش کا کیا ہوا۔ صرف آٹھ اشخاص کو اس کے متعلق علم تھا یہ وفادار لوگ تھے اور ان سے قسم لی گئی تھی کہ وہ راز فاش نہیں کریں گے۔

ایسی حالت میں ملک کے اخبارات میں مختلف قسم کی باتیں شائع ہونا۔ اور افواہیں پھیلانا طبعی بات تھی۔ کوئی کہتا کہ بوتھ کا سر اور دل واشنگٹن کے طبی عجائب گھر

میں جمع کرا دیا گیا ہے کوئی لکھتا کہ اس کی لاش سمندر میں دفن کی گئی ہے کسی نے خیال کیا کہ اسے جلا دیا گیا ہے ایک ہفتہ وار اخبار نے لکھا کہ اسے آدھی رات کے وقت دریا میں ڈبو دیا گیا ہے۔

ایسی افواہوں میں سے ایک افواہ یہ بھی تھی کہ بوتھ بچ کر نکل گیا ہے اور سپاہیوں نے کسی اور آدمی کو گولی مار دی ہے یہ افواہ غالباً اس لئے پھیلی کہ بوتھ کی لاش کی حالت بالکل غیر ہو چلی تھی۔ سٹینٹن نے ایک شخص کو حکم دیا تھا کہ اسلحہ کی کشتی مان ٹاؤک۔۔۔۔ لے جائے اور بوتھ کی لاش کی شناخت کرے، یہ ڈاکٹر جان فریڈرک۔۔۔۔ تھا۔ جو واشنگٹن کا مشہور ڈاکٹر تھا ڈاکٹر نے لکھا ہے کہ جب اس کے بدن سے ترپال ہٹائی گئی تو اس لاش کی بوتھ کے ساتھ کوئی مشابہت نہ تھی۔ اس پر ڈاکٹر نے جنرل بارنز سے کہا ''اس لاش کی بوتھ کے ساتھ کوئی مشابہت نہیں ہے اور میں یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ یہ بوتھ ہے پھر میری درخواست پر لاش کو بٹھایا گیا اور کھڑا کیا گیا۔ میں نے بڑے غور سے دیکھ کر کسی حد تک بوتھ کے خدوخال پہچان لئے میں نے اپنی زندگی میں کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا تھا، جس میں مرنے کے بعد اتنی تبدیلی واقع ہو گئی ہو۔ اس کی کھال کا رنگ زرد تھا اس کے بال پراگندہ تھے اور اس کا چہرہ کھلی فضا میں رہنے کی وجہ سے اور فاقے سے اندر دھنس گیا تھا۔'' دوسرے لوگ جنہوں نے بوتھ کی لاش کو دیکھا بالکل نہ پہچان سکے انہوں نے شہر میں لوگوں کے پاس شبہات کا اظہار کیا جس سے افواہ تیزی سے پھیل گئی اس کے علاوہ افواہوں کے پھیلنے میں اس چیز کا بھی دخل تھا کہ بوتھ کو رازدارانہ طریقے سے دفن کیا

گیا تھا اور اس کے متعلق جو افواہیں پھیل رہی تھیں، گورنمنٹ کی طرف سے اس کی کوئی تردید نہیں ہوتی تھی۔ ایک اخبار نے بوتھ کے پکڑنے کے متعلق تمام واقعہ کو بے بنیاد قرار دیا، اور لکھا کہ جو ظاہر کیا جاتا ہے اس سے صرف لوگوں کو بے وقوف بنانا مقصود ہے دوسرے اخباروں نے بھی ایسے ہی خیالات کا اظہار کیا اور لکھا کہ ہم جانتے ہیں بوتھ بچ کر نکل گیا ہے اور بیکر اور اس کے ساتھیوں نے گورنمنٹ کے خزانے پر ڈاکہ ڈالنے کی سازش کی ہے۔

لفاظی کی جنگ زوروں پر تھی۔ ان حالات میں ایسے بہت سے شاہدوں کا پیدا ہو جانا کوئی غیر معمولی چیز نہ تھی جنہوں نے شہادت دی کہ انہوں نے بوتھ سے ملاقات کی تھی اور گیریٹ کے گودام میں گولی چلنے کے بعد اس سے طویل ملاقات کی تھی اور انہوں نے مختلف مقامات کے نام بھی بتا دیئے جہاں اسے دیکھا گیا تھا۔ کوئی کہتا "وہ کینیڈا کی طرف بھاگ رہا تھا۔ کوئی کہتا، اس نے میکسیکو کا رخ کیا ہوا تھا۔ اور جہاز پر سوار ہو کر جنوبی امریکہ جانا چاہتا تھا کوئی یورپ کا نام لیتا، کوئی ورجینیا کا اور کوئی اورینٹ کے جزیرہ کا غرض جتنے منہ اتنی باتیں تھیں اس طرح بوتھ کے متعلق بیسیوں کہانیاں منظر عام پر آ گئیں جو آج تک مروج ہیں کالجوں کے بعض فاضل بھی ان اساطیر کو قابل یقین سمجھتے ہیں امریکہ کے ایک پادری نے ملک کے مختلف مقامات کا سفر کیا اور وہ لوگوں کو بوتھ کے بچ کر نکل جانے کے متعلق لیکچر دیا کرتا تھا۔"

یہ باب تحریر کرنے کے دوران سائنس کے ایک فاضل نے مجھے یقین دلانے کی کوشش کی کہ بوتھ آزاد ہو گیا تھا لیکن حقیقت یہ ہے کہ بوتھ مارا گیا۔ اس کے متعلق

شبہ کی کوئی گنجائش نہیں جو شخص گیریٹ کے گودام میں تھا اس نے اسے بچانے کے لئے ہر قسم کے دلائل دیئے جو قابل داد ہیں لیکن نہایت نا امیدی کی حالت میں بھی اسے یہ نہ سوجھی کہ وہ بوتھ کی موت سے انکار کر دے۔ اس کی موت سے انکار نہایت بیہودہ بات ہے جو سخت تعصب پر مبنی ہے۔

سٹینٹن نے اس کی شناخت کے لئے دس اشخاص بھیجے تھے ان میں سے ایک ڈاکٹر ہے۔۔۔۔تھا اس نے لکھا ہے کہ اس کی گردن کے پیچھے ایک بڑی ریشہ دار رسولی تھی، اور زخم کے مندمل ہونے کا بڑا نشان موجود تھا ڈاکٹر نے اسی نشان سے اس کی شناخت کی، وہ لکھتا ہے کہ وہ جسم جو پکڑنے والے نے میرے سامنے پیش کیا۔ اس میں اصل شخص کے ساتھ کوئی مشابہت نہیں تھی لیکن وہ نشان جو اس کی زندگی میں موجود تھا موت کے بعد بھی قائم رہا۔ اور اس نے پریذیڈنٹ کے قاتل کے متعلق ہمیشہ کے لئے فیصلہ کر دیا۔ ڈاکٹر میرل نے بوتھ کو ایک دانت سے پہچان لیا۔ جس میں اس نے سیمنٹ بھرا تھا۔ چارلس ڈاسن۔۔۔۔جو نیشنل ہوٹل کا ایک کلرک تھا بوتھ کو اس کے دستخطوں سے پہچانا، جو اس کے دائیں ہاتھ پر کھدے ہوئے تھے اسی طرح اس کے اور بھی مخلص دوستوں اور قریبی تعلق داروں نے اسے پہچان لیا تھا۔ 1869ء میں بوتھ کے ایک پرانے دوست نے اس کو پہچانا پھر اس کی لاش کو اس کے خاندان کے قبرستان گرین ماؤنٹ میں دفن کے اگیا۔ دفن کرنے سے پیشتر اس کے بھائی ماں اور دوستوں نے اس کی شناخت کی اتنے ثبوت کے بعد بھی اس کی وفات کے متعلق شبہ کیا جاتا ہے اور اس کے متعلق طرح طرح کی کہانیاں مشہور ہیں بوتھ کو

موت کے وقت اتنے لوگوں نے شناخت کیا ہے کہ شاید ہی کسی اور کی ایسی شناخت ہوئی ہو۔ 1880ء میں لوگ یہ سمجھتے تھے کہ بوتھ جے جی آرم سٹرانگ کے بھیس میں ہے کیونکہ اس کے بال بھی پریشان تھے وہ ایک ٹانگ سے لنگڑا تھا اور اس کی آنکھیں کوئلے کی طرح سیاہ تھیں وہ لمبے بال اس لئے رکھتا تھا تاکہ اپنی گردن کے زخم کے نشان کو چھپائے رکھے۔

تقریباً بیس افراد نے بوتھ ہونے کا دعویٰ کیا ہے ان میں سے ایک نے 1872ء میں یونیورسٹی آف ''ٹینیسی'' ۔۔۔۔۔۔ کے طلبہ کے سامنے اپنے کرتب دکھائے بعد میں ایک بیوہ سے شادی کر لی اس سے اکتا کر ایک دن کہنے لگا کہ وہ ''تو بوتھ ہے، لنکن کا قاتل'' وہ قسمت آزمانے نیو آرلینز ۔۔۔۔ چلا گیا اور بیگم بوتھ کو اس کے متعلق پھر کوئی خبر نہ مل سکی۔

اسی طرح ایک ہوٹل کے مالک نے، جو نشہ میں مخمور رہتا تھا گرین بری۔۔۔۔ میں ایک وکیل کے سامنے اقرار کیا کہ وہ بوتھ ہے اپنی گردن پر زخم کا نشان بھی دکھایا اور تفصیل کے ساتھ بتایا کہ وائس پریذیڈنٹ نے اسے لنکن کو قتل کرنے کی ترغیب دی تھی۔ اور وعدہ کیا تھا کہ اگر پکڑے گئے تو وہ چھڑا لے گا۔ پچیس سال گزر گئے ہیں تیرہ جنوری 1903ء کو عمارتوں کے ایک رنگ ساز نے گرینڈ ایونیو۔۔۔ ہوٹل اوکلاہاما۔۔۔۔ میں خودکشی کر لی۔ اور مرنے سے پہلے اقرار کیا کہ وہ بوتھ ہے اس نے بتایا کہ جب اس نے لنکن کو قتل کیا تو اس کے دوستوں نے اسے چھپا لیا تھا اور اسے ایک جہاز پر سوار کر دیا تھا جو یورپ جانے والا تھا وہاں اس نے دس سال کا عرصہ

گزارا۔ یہ سن کر بیٹز۔۔۔ وکیل وہاں پہنچا اور تحقیقات کے بعد یوں اظہار رائے کیا "مرنے والا گرینڈ بری۔۔۔۔ ہوٹل کا مالک تھا اور وہ دمے کا مریض تھا اس نے اپنی زندگی سے تنگ آ کر خودکشی کر لی تھی۔ بیٹز نے غسال سے لاش کے بال ایسے بنوائے تھے جیسے بوتھ بنایا کرتا تھا اس پر کھڑے ہو کر ماتم کیا اور اسے حنوط کرایا۔ اس کے بعد وہ (غسال) اسے اپنے وطن میم فس لے گیا۔ بیس سال تک لاش کو اپنے اصطبل میں رکھا اس کا مقصد صرف یہ تھا کہ اسے گورنمنٹ کے حوالے کر کے بوتھ کو پکڑنے کا انعام حاصل کرے گا۔ 1908ء میں بیٹز نے ایک ضخیم کتاب لکھی، جس کا نام "جان ولکس بوتھ"۔۔۔۔ کا بچ نکلنا یا لنکن کے قتل کے متعلق پہلی دفعہ سچے واقعات کا بیان، جرم سے کئی سال بعد بوتھ کا اقبال تھا اس نے اس کتاب کی ستر ہزار جلدیں فروخت کیں اپنے حنوط کئے ہوئے بوتھ کو ہنری فورڈ کے پاس ایک ہزار ڈالر کے عوض فروخت کر دیا۔ اس طرح اس نے جنوبی علاقہ میں کافی ہیجان پیدا کر دیا۔ وہ مضافاتی تماشوں میں ہر ایک سے دس سینٹ وصول کر کے نمائش کرتا رہا۔ اس وقت جشن اور تہواروں کے موقعے پر پانچ کھوپڑیوں کی نمائش کی جاتی ہے۔ ان میں سے ہر ایک کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہ جان ولکس بوتھ۔۔۔۔۔ کی کھوپڑی ہے۔"

☆☆☆☆☆☆

میری ٹاڈ کا انجام

وائٹ ہاؤس سے چلے جانے کے بعد بیگم لنکن کو بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا اور اس نے اپنا ایسا بھرم کھول دیا کہ جگہ جگہ اسی کی باتیں ہونے لگیں۔ جہاں تک گھر کے اخراجات کا تعلق تھا وہ ضرورت سے زیادہ کفایت شعار تھی ملک کے پریزیڈنٹوں کا یہ رواج تھا کہ ہر موسم میں وہ سرکاری ضیافتوں کا اہتمام کرتے تھے۔ لیکن بیگم لنکن ان روایات کو ختم کرنے کے متعلق لنکن کو طرح طرح سے سمجھانے کی کوشش کرتی تھی وہ کہا کرتی ''یہ جنگ کا زمانہ ہے ضیافتیں بہت مہنگی پڑتی ہیں استقبالیہ کا انتظام کر لینا بہتر ہے کیونکہ اس میں زیادہ کفایت ملحوظ رکھی جا سکتی ہے۔'' لنکن کو اسے بار بار یاد دلانا پڑتا تھا کہ انہیں کفایت کے علاوہ بھی کسی معاملہ کے متعلق سوچنا چاہئے لیکن جب ذاتی اشیا خریدنے کا موقعہ آتا تو اس کا غرور آڑے آتا لباس اور زیورات کے بارے میں وہ نہ صرف کفایت کرنا بھول جاتی تھی بلکہ کسی بھی معقول وجہ کی پروا کئے بغیر بے تحاشہ فضول خرچی کا مظاہرہ کرتی تھی۔

1861ء میں وہ پریری کے میدانوں سے یہ خمار دماغ میں لئے نکلی تھی کہ واشنگٹن کی سوسائٹی میں پریزیڈنٹ کی بیوی ہونے کی وجہ سے اس کی حیثیت چمکتے ہوئے ستارے کی ہوگی۔ لیکن اس نے شہر میں روسا کی سوسائٹی میں محسوس کیا کہ اسے ذلیل سمجھا جاتا ہے گویا اسے برادری سے خارج کر دیا گیا ہے ان کی نگاہ میں کینٹکی کی رہنے والی جنوبی علاقے کی کیسے وفادار ہو سکتی تھی اس نے ایسے بے ڈول

حبشی عاشق سے شادی کی ہوئی تھی، جو مغربی ریاستوں کے خلاف برسر پیکار تھا۔ اس کے علاوہ اس میں کوئی پسندیدہ خوبیاں نہیں تھیں۔ یہ امر تسلیم شدہ تھا کہ وہ ایک حامی، کمینی، حاسد اور غیر تہذیب یافتہ لڑاکا عورت تھی خود اسے سوسائٹی میں کوئی مقبولیت حاصل نہیں تھی اس لئے وہ دوسروں کی مقبولیت برداشت نہیں کرسکتی تھی واشنگٹن کی سوسائٹی میں سٹیفن اے ڈگلس کی بیوی۔۔۔۔ ملکہ متصور ہوتی تھی بیگم ڈگلس اور سالمن پی۔۔۔۔ چیز۔۔۔۔ کی بیٹی کی مقبولیت نے اس کے دل میں آگ لگا رکھی تھی اور وہ دولت کے بل بوتے پر سوسائٹی میں کامیابی حاصل کرنا چاہتی تھی اس لئے وہ لباس اور زیورات پر بے تحاشا خرچ کررہی تھی۔ اس نے اپنا مقام حاصل کرنے کے لئے الزبتھ کیکلی۔۔۔۔ سے کہا تھا کہ اسے اتنے روپے کی ضرورت ہے، جتنا لنکن مہیا نہیں کرسکتا وہ اپنی تنخواہ کے علاوہ ایک پنس بھی ناجائز طور پر حاصل نہیں کرنا چاہتا۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ میں مقروض ہوں قرض لینے کے سوا میرے پاس کوئی چارہ کار نہیں اس کا قرض ستر ہزار ڈالر تک جا پہنچا۔ جب کہ پریزیڈنٹ کی سالانہ تنخواہ پچیس ہزار ڈالر تھی ہم باآسانی سمجھ سکتے ہیں کہ ستر ہزار ڈالر قرض کی رقم واقعی بہت زیادہ تھی اگر وہ اپنی پوری تنخواہ قرض اتارنے کے لئے دو سال تک ادا کردیتا تو پھر بھی پورا قرض نہیں چکایا جاسکتا تھا۔

الزبتھ کیکلی غیر معمولی طور پر ذہین تھی وہ آزاد ہوکر واشنگٹن میں لباس تیار کرنے کی دکان چلانے آ گئی تھی۔ اسے تھوڑے ہی عرصے میں شہر کے روسا کی سرپرستی حاصل ہوگئی۔ 1861ء سے 1865ء تک وہ **تقریباً** روزانہ بیگم لنکن کے پاس وائٹ

ہاؤس جاتی تھی اس کا لباس تیار کرتی اور ذاتی ملازمہ کے طور پر خدمت سرانجام دیتی تھی۔ بالآخر وہ بیگم لنکن کی معتمد اور مشیر ہی نہیں بلکہ اس کی نہایت گہری سہیلی بن گئی۔

جس رات لنکن کی وفات ہوئی وہی ایک ذات شریف تھی جسے میری لنکن بار بار طلب کرتی تھی خوش قسمتی سے بیگم کیکلی نے اپنے تجربات کے متعلق ایک کتاب تصنیف کی ہے اور یہ تاریخی لحاظ سے بہت اہمیت رکھتی ہے نصف صدی تک یہ کتاب دوبارہ شائع نہ ہوسکی اور نایاب رہی لیکن آج بھی خستہ حالت میں کسی نہ کسی کتب فروش سے دس یا بیس ڈالر میں مل سکتی ہے۔ اس کا عنوان ذرا طویل ہے ''پس پردہ تصنیف از الزبتھ کیکلی جو پہلے غلام تھی لیکن حال ہی میں آزاد ہوئی اور میری لنکن کی سہیلی رہی۔'' یا تیس سال غلامی کی زندگی اور چار سال وائٹ ہاؤس میں ''الزبتھ کیکلی لکھتی ہے کہ 1864ء کے موسم گرما میں جب لنکن دوسری دفعہ پریذیڈنٹ بننے کی تگ و دو کر رہا تھا۔ میری لنکن فکر اور تشویش کی وجہ سے تقریباً پاگل ہوئی جاتی تھی'' کیوں! اس لئے کہ ایک قرض خواہ نے اس پر مقدمہ چلانے کی دھمکی دی تھی اور اس بات کا امکان تھا کہ لنکن کے دشمنوں کو اس قرض کا علم ہو جائے گا۔ وہ اس ذاتی معاملے کو ہتھیار کے طور پر استعمال کریں گے۔ اگر وہ دوبارہ منتخب ہو جائے تو اپنے معاملات سے اسے بے خبر رکھ سکتی تھی۔ لیکن اگر شکست ہوگئی، تو قرض خواہوں کے بل آنے شروع ہو جائیں گے اور لنکن کو سب ماجرا معلوم ہو جائے گا وہ یہ کہہ کر پاگلوں کی طرح ہچکیاں لیتی تھی وہ لنکن سے رو رو کر کہتی، کہ میں نماز میں تمہاری کامیابی کیلئے دعا کرتی ہوں لیکن اس نے کہا ''میرے متعلق غیر معمولی تشویش کی وجہ

سے خدشہ ہے کہ تمہیں سزا نہ ملے۔ اگر میں منتخب ہو گیا تو ٹھیک ہے اور اگر نہ ہو سکا تو تمہیں مایوسی کا سامنا کرنا پڑے گا اور تمہیں اس کے لئے تیار رہنا چاہئے۔"

بیگم کیکلی نے اس سے پوچھا "اگر لنکن کو تمہارے قرض کا علم ہو جاتا تو" اس پر میری کا یہ جواب تھا "خدا نہ کرے کہ اسے علم ہو۔ اگر اسے معلوم ہو گیا کہ اس کی بیوی اتنے بھاری قرض میں پھنسی ہوئی ہے تو وہ پاگل ہو جائے گا لنکن کے قتل کا ایک ہی خوش کن پہلو تھا اور وہ یہ کہ آخری دم تک اسے قرض کے بارے میں کچھ علم نہ ہوا۔ ابھی اسے قبر میں ایک ہی ہفتہ گزرا ہو گا کہ میری لنکن نے لنکن کی قمیضیں بیچنے کی کوشش شروع کر دیں۔ جس پر لنکن کے دستخط موجود تھے۔ جب سیورڈ کو معلوم ہوا تو دل پر پتھر رکھ کر اس کے پاس گیا۔ اور تمام قمیضیں خود خرید لایا۔ جب میری لنکن وائٹ ہاؤس سے نکلی تو اس کے ساتھ بیسیوں ٹرنک اور سامان سے بھرے ہوئے پچاس بکس تھے۔ اس وجہ سے لوگوں نے طرح طرح کی باتیں بنائیں۔ شہزادہ نپولین کی خاطر مدارات میں گورنمنٹ کے خزانہ پر بوجھ ڈالنے کی وجہ سے اس پر بر سرِ عام اعتراض ہو رہے تھے اس کے دشمن کہتے تھے کہ وہ وائٹ ہاؤس میں چند سوٹ کیس لے کر گئی تھی اور اب ٹرک بھر کر لے جا رہی ہے ایسا کیوں ہے؟ کیا اس نے یہاں لوٹ مچا رکھی ہے اور کیا وہ وائٹ ہاؤس کو بالکل خالی کر کے جا رہی ہے؟"

6 اکتوبر 1867ء کو یعنی واشنگٹن سے چلے جانے کے اڑھائی سال کے بعد ایک اخبار کلین لینڈ ہیرلڈ۔۔۔ نے لکھا "ملک کو معلوم ہونا چاہئے کہ وائٹ ہاؤس کا نقصان پورا کرنے کے لئے ایک لاکھ ڈالر درکار ہیں اس بات کا ثبوت بہم پہنچانا

چاہیئے کہ یہ لوٹ کس نے مچائی'' بلاشبہ گلابی شہزادی کی حکومت میں وائٹ ہاؤس سے بہت سی چیزیں چرائی گئی تھیں لیکن قصور اس کا نہیں تھا البتہ اس نے غلطیاں ضرور کیں اس نے پہلا کام جو کیا وہ یہ تھا کہ بہت سے ملازموں کو یہ کہتے ہوئے فارغ کردیا کہ ان کی جگہ وہ خود نگرانی کرے گی اس کا نام اس نے کفایت رکھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ملازم باورچی خانہ کی بہت سی چیزیں چرا کر لے گئے۔

9 مارچ 1961ء ''واشنگٹن سٹار'' میں ایک مضمون شائع ہوا جس میں بتایا گیا کہ جب پہلے استقبالیہ کے موقعے پر مہمان وائٹ ہاؤس آئے تو بہت سے مہمانوں کے اوورکوٹ اور شالیں چوری ہو گئیں زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ وائٹ ہاؤس کا سجاوٹ کا سامان چوری کرلیا گیا۔ میری لنکن پچاس صندوقوں اور بیسیوں ٹرنکوں میں کیا لے جارہی تھی؟ ان میں بے فائدہ سامان تھا اور بے کار قسم کے تحفے، تصویریں، کتابیں، موم کے ہار، ہرن کے سر اور بہت سے پرانے دستانے اور ہیٹ تھے۔ جن کا رواج بھی ختم ہو چکا تھا ان میں سے بیشتر چیزیں ایسی تھیں جنہیں وہ سپرنگ فیلڈ میں استعمال کر چکے تھے بیگم کیکلی (Keekely) کہتی ہے کہ بیگم لنکن کو پرانی چیزیں جمع کرنے کا شوق تھا جب وہ اپنا سامان باندھ رہی تھی تو اس کے بیٹے رابرٹ نے جو ہاورڈ یونیورسٹی سے گریجویٹ کی ڈگری لے کر آیا تھا کہا کہ وہ تمام جھوٹے زیورات اور ٹیپ ٹاپ کے سامان کو دیا سلائی دکھا دے۔ لیکن میری کو یہ بات پسند نہ آئی، بلکہ اس کی تجویز کو حقارت کے ساتھ رد کر دیا اس پر رابرٹ نے کہا ''میری دعا ہے راستے میں تمام صندوقوں کو آگ لگ جائے۔ اور تمہارا پرانا مال جل کر راکھ ہو جائے۔''

جس صبح بیگم لنکن وائٹ ہاؤس سے چلی گئی اس کی کوئی سہیلی یا واقف کار اسے الوداع کہنے کے لئے موجود نہ تھا یہ خاموشی بڑی تکلیف دہ تھی نیا پریزیڈنٹ اینڈریو جانسن۔۔۔۔بھی اسے الوداع کہنے کے لئے نہ آیا دراصل اس نے لنکن کے قتل کے بعد ہمدردی کے اظہار کے لئے اسے دو الفاظ بھی نہیں لکھے تھے۔وہ جانتا تھا کہ میری لنکن اس سے نفرت کرتی ہے چنانچہ اس نے بھی پروا نہ کی۔

اگرچہ یہ بات تاریخی لحاظ سے کوئی اہمیت نہیں رکھتی لیکن میری لنکن یہ سمجھتی تھی کہ اینڈریو جانسن لنکن کو قتل کرانے کی سازش میں پس پردہ شامل تھا۔میری لنکن نے اپنے دو بیٹوں ٹیڈ۔۔۔۔اور رابرٹ، کے ہمراہ شکاگو کا سفر کیا۔پہلے وہ ٹری مانٹ ہاؤس۔۔۔۔میں ٹھہری لیکن اسے بہت مہنگا پایا اس لئے ایک ہفتے کے بعد وہ موسم گرما گزارنے کے لئے معمولی رہائش گاہ ہائیڈ پارک۔۔۔۔میں منتقل ہوگئی۔وہ آہیں بھرتی تھی کیونکہ اس میں اچھے مکان میں رہنے کی استطاعت نہیں تھی اس نے اپنے کسی رشتہ دار یا سہیلی کے ساتھ کوئی خط و کتابت نہ کی اس کا زیادہ وقت ٹیڈ کو پڑھانے میں گزرتا تھا۔ٹیڈ اپنے والد کا لاڈلا بیٹا تھا اس کا اصل نام ''تھامس''۔۔۔تھا۔لیکن لنکن نے اس کے رنگی ساخت کے مطابق اس کا نام ''ٹیڈ یا ٹیڈ پول'' رکھا تھا۔ٹیڈ عموماً اپنے باپ کے ساتھ سوتا تھا وہ وائٹ ہاؤس میں دفتر کے ارد گرد کہیں لیٹ کر سو جاتا تھا تب پریزیڈنٹ اسے اپنے کندھوں پر اٹھا کر بستر پر لٹا دیتا تھا۔ٹیڈ رک رک کر بات کرتا تھا۔اس کا والد اس وجہ سے اسے مذاق کرتا وہ تعلیم حاصل کرنے میں ناکام رہا۔اس کی عمر بارہ سال تھی لیکن وہ لکھنا پڑھنا نہیں جانتا تھا بیگم

کیکلی لکھتی ہے کہ ''پہلے سبق میں ڈیڑھ دس منٹ تک ایک لفظ کے ہجے بھی نہ سمجھ سکا۔ بالآخر لکڑی سے حروف کاٹ کر اسے ہجے سکھانا پڑے۔''

میری لنکن نے کانگریس سے کہا کہ اسے ایک لاکھ ڈالر سالانہ ملنے چاہئیں کیونکہ اگر لنکن زندہ رہتا، تو اسے یہ معاوضہ ملتا۔ لیکن جب کانگریس نے انکار کر دیا، تو اس نے بہت برا منایا اور ممبران کو شیطان کے نام سے یاد کیا۔ جنہوں نے اس کے خیال کے مطابق جھوٹ اور فریب سے کام لے کر اس کی تجویز کو ناکام بنا دیا تھا۔ وہ کہتی تھی جب یہ مریں گے تو خدا ان بوڑھوں کو سمجھے گا۔ بالآخر کانگریس نے اسے بائیس ہزار ڈالر دینے کا فیصلہ کیا۔ اگر لنکن زندہ رہتا تو اس سال کے آخر تک اسے یہ رقم ملتی۔ اس رقم کے ساتھ اس نے شکاگو میں ایک مکان کی سجاوٹ کا سامان خرید لیا۔

دو سال گزرنے پر لنکن کی جاگیر کا فیصلہ ہو گیا اور اس عرصے میں قرض بہت بڑھ چکا تھا اس لئے اسے اپنے کمروں میں کرائے پر لوگوں کو رکھنا پڑا۔ اور حالت یہ ہو گئی کہ بالآخر اسے مکان چھوڑ کر بورڈنگ ہاؤس میں منتقل ہونا پڑا۔ ستمبر 1867ء میں وہ بڑی مشکل سے بنیادی ضرورتیں پورا کر سکتی تھی اس نے اپنے پرانے کپڑے، جھالریں اور جواہرات ایک بکس میں بند کئے اور نیویارک چلی گئی وہاں اس نے بیگم کیکلی سے ملاقات کی اور ایک گٹھڑی بھر کپڑے ایک گاڑی میں رکھے اور پرانے کپڑوں کے بیوپاریوں کے پاس سیونتھ ایونیو ۔۔۔۔ پہنچی اس نے یہ کپڑے بیچنے کے لئے کوشش کی، لیکن ان کی قیمت بہت ہی کم ملتی تھی اس لئے کامیاب نہ ہوئی۔ اس کے بعد وہ چھ سو نو براڈوے ۔۔۔۔ میں ایک جوہری کے پاس گئی اس نے

حالات سن کر کہا اپنا معاملہ ہم پر چھوڑ دو۔ ہم چند ہفتوں میں تمہارے لئے ایک لاکھ ڈالر مہیا کر دیں گے۔ یہ بات سن کر وہ بڑی خوش کن تھی۔ اس لئے اس نے اپنی انتہائی کسمپرسی کے متعلق دو تین خطوط بھی لکھے۔ فرم کے مینجر کیز (Keyes) نے ری پبلکن پارٹی کے لیڈروں کو ان خطوط کے متعلق اطلاع کر دی۔ اور انہیں کہا کہ اگر انہوں نے تعاون نہ کیا تو وہ ان خطوط کو شائع کر دے گا لیکن ان سے رقم تو کیا حاصل ہوتی۔ انہوں نے میری لنکن کے کردار پر سخت تنقید کی۔ پھر میری لنکن نے اس کمپنی سے کہا کہ وہ پچاس ہزار کی تعداد میں ایک گشتی مراسلہ امداد کی خاطر فیاض لوگوں کو بھیجے لیکن بڑے لوگوں سے چٹھی پر دستخط کروانا ناممکن تھا ری پبلکن پارٹی پر اسے بہت زیادہ غصہ آیا۔ اس لئے اب وہ لنکن کے دشمنوں کی طرف امداد کے لئے متوجہ ہوئی ایک اخبار ''نیو یارک ورلڈ'' ۔۔۔۔۔۔ کے ذریعے سے جس کے ایڈیٹر کو کسی زمانے میں لنکن پر شدید تنقید کرنے کے باعث قید کیا گیا تھا میری لنکن نے اپنی غربت کا رونا رویا، اور اس نے تسلیم کیا کہ وہ صرف پرانے کپڑے بیچ رہی ہے۔ بلکہ معمولی چیزیں مثال کے طور پر چھاتے کا کپڑا اور دو لباس کے نمونے بھی بیچ دیئے ہیں یہ انتخاب کا وقت تھا اس لئے ڈیموکریٹک پارٹی نے ری پبلکن کے لیڈروں کو خوب ہدف تنقید بنایا دنیا خاموشی سے یہ دیکھ رہی تھی کہ ڈیموکریٹک پارٹی کے ہمدرد اور مونس کس طرح ری پبلکن پارٹی کے پریزیڈنٹ کی بیوہ کو مصیبت کے وقت امداد بہم پہنچاتے ہیں لیکن عملی طور پر کوئی قدم نہ اٹھائے گیا اور نہ ہی کوئی چندہ اکٹھا کیا گیا۔ اس کے بعد اس نے حبشیوں کو آزمایا اس نے بیگم کیکلی سے کہا کہ وہ دل و

جان سے کوشش کرے اور اس نے وعدہ کیا کہا گر حبشی پچیس ہزار ڈالر جمع کریں گے تو وہ اسے آخری وقت تک تین سو ڈالر سالانہ بطور وظیفہ ادا کرتی رہے گی اس کے بعد کیز اینڈ بریڈی ۔۔۔ کمپنی نے میری لنکن کے کپڑوں اور زیورات کو فروخت کرنے کے لئے اشتہار دیا۔ اس کے سٹور میں لوگوں کا ہجوم لگ گیا۔ وہ لباس کو پکڑتے، جانچتے اور کہتے کہ اب اس قسم کے کپڑوں کا رواج نہیں ہے اور ان کی قیمت بھی بہت زیادہ ہے طرح طرح کے نقص نکالتے، کوئی کہتا یہ گھسے ہوئے ہیں کوئی کہتا ان پر دھبے پڑے ہوئے ہیں غرض وہ باتیں بنا کر اپنی راہ لیتے اس کمپنی نے چندے کی ایک کتاب بھی گاہکوں کے لئے چھپوائی تا کہ اگر وہ میری لنکن کی اشیاء نہ خریدیں تو کچھ نہ کچھ عطیہ ہی ادا کرتے جائیں بالآخر مایوس ہو کر بیوپاری اس کے کپڑے اور زیورات ''رہوڈ'' کے جزیرہ میں لے گئے ان کا نظریہ تھا کہ وہاں ان کی نمائش لگائیں گے پچیس سینٹ فی کس داخلہ وصول کریں گے اور شہر کے افسروں کو اس بات کا علم نہیں ہو سکے گا کیز اینڈ بریڈی ۔۔۔ کمپنی نے میری لنکن کا آٹھ صد چوبیس ڈالر کا سامان بیچا لیکن انہوں نے اپنے اخراجات کے آٹھ صد بیس ڈالر اس رقم سے وضع کر لئے۔ میری لنکن کی رقم اکٹھی کرنے کی سکیم نہ صرف بری طرح فیل ہوئی بلکہ عوام میں اس کے خلاف طوفان برپا کرنے کا موجب بھی بنی۔

تھرلو ویڈ ۔۔۔ نے ایک اخبار میں اپنا خط شائع کرایا۔ جس میں اسے جھوٹا اور چور کے خطابات سے نوازا اور مزید لکھا کہ وہ اپنے تند و ترش رویہ کی وجہ سے سپرنگ فیلڈ کے گاؤں کے لئے مصیبت بنی رہی ہے۔ لنکن نے ارسطو جیسے حوصلے سے اس

کے ساتھ نبھا گیا۔ "سپرنگ فیلڈ جنرل" میں شائع ہوا کہ وہ کئی سال سے ذہنی توازن کھو بیٹھی ہے اور اپنی عجیب وغریب حرکات کی وجہ سے قابل رحم ہے یہ خوفناک عورت اپنی مکروہ شخصیت دنیا کے سامنے پیش کر کے ساری قوم کی گردن جھکانا چاہتی ہے۔ ان اعتراضات کی تاب نہ لا کر میری لنکن نے اپنے دل کی دردبھری کیفیت سے ایک خط کے ذریعے بیگم کیکلی کو آگاہ کیا "رابرٹ کل شام بڑے طیش میں میرا جان لیوا بن کر آیا وہ مجھے موت دکھائی دیتا تھا کیونکہ دنیا" کے خطوط کل کے روزنامہ میں شائع ہوئے ہیں جب میں یہ چٹھی لکھ رہی ہوں صرف پیارا (Taddie) میری موت کی راہ میں روک ہے۔" اب اپنی بہنوں اور رشتہ داروں کے بعد اس نے رابرٹ سے بھی تعلقات توڑ لئے اس کو بدنام کرنے کے لئے میری نے اس پر اتنی تہمتیں لگائیں کہ اشاعت سے پہلے کئی پیراگراف حذف کرنے پڑے۔"

جب میری انچاس سال کو پہنچی، تو اس نے اپنی پرانی حبشی خدمت گار کو لکھا" مجھے محسوس ہوتا ہے کہ دنیا میں سوائے تمہارے میری کوئی سہیلی نہیں ہے" امریکہ کی تاریخ میں کوئی شخص ایسا نہیں جس کو اتنی عزت کا مقام حاصل ہوا ہو، جتنا لنکن کو حاصل ہوا۔ اور نہ کوئی ایسی عورت گزری ہے جسے اتنا مردود قرار دیا گیا ہو جتنا اس کی بیوی کو، میری لنکن کو کپڑے فروخت کئے ہوئے ایک ماہ نہیں گزرا تھا کہ لنکن کی جائیداد کا فیصلہ ہو گیا اس کی قیمت ایک لاکھ دس ہزار دو سو پچانوے ڈالر تھی۔ بیگم لنکن کو اور اس کے دو بیٹوں میں یہ اثاثہ برابر تقسیم ہوا ہر ایک کے حصے چھتیس ہزار سات سو پینسٹھ ڈالر آئے اب وہ ٹیڈ کو لے کر دور تنہائی میں رہنے لگی وہ فرانسیسی ناول مطالعہ

کرتی رہتی تھی اور کسی سے ملاقات نہ کرتی تھی جلد ہی وہ پھر غربت کا رونا رونے لگی اس نے سینٹ میں درخواست گزاری کہ اسے پانچ ہزار ڈالر سالانہ پنشن دی جائے اس بل کے پیش ہونے پر گیلری میں بیٹھے ہوئے زائرین نے کھسر پھسر کی اور ممبران نے لعنت ملامت سے اس کا استقبال کیا۔ سینٹر ہوول۔۔۔۔ نے جملہ چست کیا "یہ سازش پر مبنی دھوکا ہے بیگم لنکن تو اپنے خاوند کی بھی خیر خواہ نہیں تھی اسے باغیوں سے ہمدردی تھی اس لئے وہ ہماری خیرات کی حق دار نہیں۔"

ایک مہینے کی ذلت خواری کے بعد انہوں نے تین ہزار ڈالر کی منظوری دے دی۔ 1871ء کے موسم گرما میں "ٹیڈ" کی میعادی بخار ہوا۔ اور وہ فوت ہو گیا اور اس کے اکلوتے بیٹے رابرٹ نے بھائی کی وفات پر بڑی ذہنی اذیت اٹھائی غم واندوہ کی حالت ہی میں اسی سال اس کی شادی ہوئی میری بے یارو مددگار رہ گئی اور اس کے پاگل پن میں اضافہ ہو گیا ایک روز فلوریڈا میں اس نے قہوے کی پیالی طلب کی لیکن جب پیالی اس کے سامنے رکھی گئی تو اس نے پینے سے انکار کر دیا وہ قسم کھا کر کہتی تھی کہ اس میں زہر ملا دیا گیا ہے۔ پھر ایک دفعہ شکا گو جانے والی گاڑی میں سوار ہو کر اس نے اپنے خاندانی ڈاکٹر کو تار دیا کہ اس کے بیٹے رابرٹ کو بچایا جائے رابرٹ اس وقت بالکل تندرست تھا وہ اسے سٹیشن پر ملا ایک ہفتہ اس کے ساتھ "گرانڈ پبلک ہوٹل" میں گزارا اور اس کا دماغی توازن بحال کرنے کی کوشش کرتا رہا۔

اکثر آدھی رات کے وقت میری اپنے بستر پر بڑبڑا کر اٹھ بیٹھتی تھی اور کہتی تھی کہ شیطان اسے قتل کرنے کی کوشش میں ہے اور انڈین اس کے دماغ سے تاریں کھینچ

رہے ہیں یا کہتی ڈاکٹر میرے دماغ سے لوہے کے سپرنگ نکال رہے ہیں۔ دن کے وقت وہ جنرل سٹور میں چلی جاتی اور ایسی اشیا خریدتی تھی جو اس کے لئے بیکار ہوتی تھیں مثلاً ایک دن اس نے تین سو ڈالر کے جھالر والے پردے خریدے، جبکہ یہ لگانے کے لئے اس کے پاس مکان نہیں تھا دل پر پتھر رکھ کر "رابرٹ لنکن" نے شکاگو کی کونٹی کورٹ کو درخواست دی کہ اس کی والدہ کی دماغی صحت کے متعلق فیصلہ دیا جائے اس پر بارہ افراد کی جیوری نے جائزہ لیا، اور فیصلہ صادر کیا کہ وہ پاگل ہے اسے ایک پرائیویٹ پاگل خانے میں جو باٹیویا۔۔۔۔ میں تھا رکھا گیا تیرہ ماہ بعد وہ پاگل خانہ سے رخصت ہوگئی لیکن اس کا علاج نہ ہوسکا پھر بیچاری مریضہ ملک چھوڑ کر کسی ایسے علاقے میں چلی گئی جہاں سے رابرٹ کو بھی اس کے متعلق کوئی اطلاع نہ مل سکی ایک دن جب وہ فرانس کے علاقے پین۔۔۔۔ میں مقیم تھی سیڑھی سے گر پڑی اور اس کی ریڑھ کی ہڈی زخمی ہوگئی وہ طویل عرصے تک چل پھر نہ سکتی تھی اس کے بعد وہ اپنے وطن واپس آگئی اور اپنی بہن کے پاس مقیم ہوئی وہ اپنی بہن ایڈورڈز سے التجا کرتی تھی "میرے لئے دعا کرو کہ میں اب اپنے خاوند اور بچوں کے پاس چلی جاؤں۔"

تلخ حقائق سے کنارہ کشی کرنے کے لئے وہ کسی سے ملاقات کرنے سے گریزاں تھی۔ وہ اپنے کمرے کے دروازے اور کھڑکیاں بند کر لیتی اور پردے کھول دیتی کمرہ تاریک ہو جاتا تو موم بتی جلائے رکھتی اس وقت باہر سورج آب و تاب کے ساتھ چمک رہا ہوتا تھا اس کے ڈاکٹر کا بیان ہے کہ کتنے ہی جتن کئے

جاتے، وہ باہر بالکل نہیں نکلتی تھی۔ یہاں تنہائی اور موم بتی کی روشنی میں وہ گزرے ہوئے تلخ ایام کا تصور کرتی تھی۔ جب وہ نوجوان تھی۔ اور اے ڈگلس۔۔۔۔کے طور طریقوں اور لچے دار تقاریر کی دلدادہ تھی کبھی وہ تصور کرتی کہ اس کا محب ابراہام لنکن اس کی ملاقات کے لئے چلا آ رہا ہے۔ جو بلا شبہ ایک غریب، بے تکلف اور محنتی وکیل تھا۔ اور سپیڈ کے سٹور کی کھپریلی چھت پر رہائش پذیر تھا لیکن وہ پر امید تھی کہ وہ کسی روز پریذیڈنٹ بنے گا بشرطیکہ وہ اسے اس میدان میں کوشش جاری رکھنے کی ترغیب دیتی رہی وہ اس کا دل موہ لینے کے لئے مسلسل خوبصورت بننے کی کوشش میں لگی رہتی تھی اگرچہ پندرہ سال تک اس نے صرف گہرے رنگ کا لباس زیب تن کیا تھا وہ سپرنگ فیلڈ کے سٹور میں چپکے سے چلی جاتی اور ریشمی لباس خریدتی چلی جاتی۔ یہاں تک کہ اس کے پاس ایک چھکڑے کا بوجھ ہو جاتا۔ یہ کپڑے اس نے کبھی استعمال نہیں کیے تھے مگر یہ خدشہ ضرور تھا، کہ اس کے بوجھ تلے سٹور روم کی چھت بیٹھ جائے گی۔

1882ء میں موسم گرما کی ایک سہانی شام کو بے چاری تھکی ماندی۔ طوفانی روح کو آزادی مل گئی۔ جس کے لئے وہ اکثر دعا کرتی تھی وہ فالج کے ایک ہی حملے سے اپنی بہن کے مکان میں بے حس و حرکت اور خاموش ہو گئی یہاں چالیس سال پیشتر لنکن نے اس کی انگلی میں انگوٹھی پہنائی تھی جس پر یہ الفاظ درج تھے ''محبت لافانی ہے۔''

☆☆☆☆☆☆☆☆

لاش کی چوری

1876ء میں ایک جعل ساز گروہ نے لنکن کی لاش چرانے کی کوشش کی یہ بڑی حیران کن کہانی ہے۔

لنکن کے حالات زندگی کے متعلق جو کتابیں لکھی گئی ہیں ان میں سے کسی میں اس واقعہ کا ذکر نہیں ہے۔ بگ جم۔۔۔۔ گروہ نے جو اپنی چالاکی اور ہوشیاری کی وجہ سے بہت مشہور تھا امریکہ کی خفیہ پولیس کو بہت پریشان کیے رکھا تھا۔ اس کا مرکز لنکن کے شہر الی نائز میں تھا کئی سال تک اس خوش باش گروہ نے **ملک** کا کونہ کونہ چھان مارا۔ اور عقیدت مند سوداگروں کے پاس پانچ ڈالر کے بناوٹ نوٹ چلاتا رہا۔ اس تجارت میں انہیں بہت فائدہ ہوا۔ 1876ء میں اس گروہ پر بڑی افتاد پڑی کیونکہ بناوٹی نوٹ تقریباً ختم ہو چکے تھے اور بین بوائیڈ۔۔۔۔ جو نوٹ چھاپتا تھا جیل میں چلا گیا۔ بگ جم۔۔۔۔۔ کئی مہینوں تک سینٹ لوئیس۔۔۔۔۔ اور شکاگو میں بے فائدہ خاک چھانتا پھرا۔ وہ ایک نوٹ چھاپنے والے کی تلاش میں تھی جب اس میں کامیابی نہ ہوئی تو اس نے یہ فیصلہ کر لیا کہ بین بوائیڈ۔۔۔۔ کو ہر حالت میں آزاد کرایا جائے گا۔

بگ جم۔۔۔۔۔ کے ذہن پر لنکن کی لاش چرانے اور اسے چھپا دینے کا بھوت سوار تھا اس وقت جب کہ تمام شمالی علاقہ میں شور وشر تھا بگ جم بڑی آسانی کے ساتھ دولت حاصل کر سکتا تھا اور بین بوائیڈ کو چھڑا بھی سکتا تھا کیا یہ خطرناک کام تھا؟

بالکل نہیں، کیونکہ الی نائز کی تعزیرات میں لاش چرانے کی کوئی سزا نہ تھی۔

جون 1876ء میں جم نے اس مقصد کے لئے عرشے صاف کرا لئے اور اپنے پانچ جاسوس سپرنگ فیلڈ بھیج دیئے جہاں انہوں نے ایک مکان اور ایک اناج گھر کرایہ پر لے لیا۔ وہ تیاری کے وقت جنس کے بدلے جنس کے بیوپاریوں کا روپ دھارتے تھے بدقسمتی سے ان میں سے ایسے ہی ایک بیوپاری نے ایک ہفتے کی رات زیادہ شراب پی لی۔ اور بہت بکواس کی اس نے یہ بھی فخریہ انداز میں ظاہر کر دیا کہ وہ جلد ہی سونے سے بھرا ہوا، ایک کنستر حاصل کرے گا۔ اس نے اپنے پروگرام کی تفصیلات بھی بتا دیں چار جولائی کی شام کو جب سپرنگ فیلڈ میں ہوائیاں چھوڑی جا رہی ہوں گی۔ وہ اوک رج (Oak Ridge) کے قبرستان میں جائے گا اور اس کے بیان کے مطابق وہ بوڑھے لنکن کی ہڈیاں چرا کر ایک پل کے پیچھے جو سینگامان (Sangamon) ندی کے اوپر بنا ہوا تھا، ریت میں دفن کر دے گا۔

ایک گھنٹے کے بعد مکان کی مالکہ پولیس سٹیشن گئی اور یہ راز فاش کر دیا صبح تک اس نے کئی اور مردوں کے ساتھ اس بات کا ذکر کیا جلد ہی یہ خبر تمام شہر میں پھیل گئی بہروپیوں نے اپنے تو لئے وہیں پھینک دیئے اور شہر سے بھاگ گئے۔ لیکن بگ جم (Big jim) کو شکست نہ ہوئی صرف اس کے پروگرام میں تاخیر ہوئی تھی اس نے اپنا ہیڈ کوارٹر سپرنگ فیلڈ سے دو سو چورانوے ویسٹ میڈیسن سٹریٹ شکاگو میں تبدیل کر لیا۔ اس نے وہاں ایک عمارت کرایہ پر لی سامنے والے کمرے میں ٹیرنس مولن (Terrence Mullen) نے شراب تقسیم کرنا شروع کی عقبی کمرے میں

ایک قسم کا کلب بنایا گیا دراصل یہاں بناوٹ نوٹ بنانے والوں کی خفیہ ملاقات کا انتظام کیا گیا تھا اور ابراہام لنکن کے اوپر کے دھڑ کا ایک مجسمہ بنا کر رکھا ہوا تھا کئی مہینوں تک ایک چور جس کا نام لیوس جی سیوگلز (Lewis G. Swegles) تھا یہاں کاروبار کرتا رہا اور بگ جم کے گروہ سے فائدہ اٹھاتا رہا۔ اس نے خود تسلیم کیا کہ وہ گھوڑے چرانے کی وجہ سے اصلاحی قید خانے میں داخل ہوا تھا۔ اور اب وہ فخر یہ کہتا تھا کہ شکاگو میں وہ لاشیں نکالنے والوں کا استاد تھا اور اپنے معتمدین کے پاس میڈیکل سکولوں اور کالجوں کے لئے یہ لاشیں بیچ دیتا تھا یہ چیز بآسانی سب کی سمجھ میں آسکتی تھی کیونکہ اس زمانے میں مردوں کے غائب ہونے کا عام چرچا ہوا کرتا تھا رات کے دو بجے پچھلے دروازے سے یہ غول بیابانی لاشوں کو بیچتا تھا ان کی آنکھوں پر ٹوپیاں ہوتی تھیں اور ان کی کمروں پر بوریاں رکھی ہوئی ہوتی تھیں جس کی وجہ سے وہ پہچانے نہیں جاسکتے تھے۔

سیوگلز اینڈ کینکلی (Swegles & Kincaly) کے گروہ نے لنکن کی قبر اکھاڑنے کا منصوبہ مکمل کرلیا انہیں اس کی لاش کو بڑی بوری میں بند کرنا اور پھر ایک چھکڑے کی تہہ میں رکھنا تھا اس چھکڑے کو، جس میں تازہ گھوڑے جتے ہوئے تھے جتنی جلدی ہو سکے شمالی انڈیانا لے جانا تھا۔ جہاں سوائے پرندوں کے انہیں کوئی دیکھنے والا نہیں تھا۔ وہاں انہوں نے اس لاش کو ایک ویران ٹیلے پر دفن کرنا تھا۔ تیز ہوا کی وجہ سے جو جھیل کے اوپر سے گزر کر آتی تھی ان کے قدموں کے نشانات قائم نہیں رہ سکتے تھے روانہ ہونے سے پہلے سوگلز۔۔۔۔ نے لندن کا ایک اخبار خریدا۔ اور

اس میں سے ایک ٹکڑا پھاڑ کر اس نے لنکن کے مجسمہ میں رکھ دیا جو دو سو چورانوے ویسٹ میڈیسن سٹریٹ میں تھا۔ اس رات چھ نومبر کو وہ اور بگ جم کے گروہ کے آدمی شکاگو اور الٹن۔۔۔۔ جانے والی ایک گاڑی میں سپرنگ فیلڈ پہنچنے کے لئے سوار ہو گئے۔ وہ اپنے ساتھ پھٹی ہوئی اخبار کا حصہ بھی لے گئے۔ یہ انہیں پتھر کے خالی تابوت میں رکھنا تھا۔ اور اس کی لاش کو اڑا لے جاتا تھا جب سراغ رساں اس اخبار کو دیکھتے تو قدرتی طور پر اسے بطور سراغ رسانی استعمال کرتے اس وقت جب قوم میں غیظ و غضب ہوتا تو اس گروہ کا ایک آدمی ریاست کے گورنر کے پاس جاتا اور کہتا کہ اگر دو لاکھ ڈالر مل جائیں اور بین بوائیڈ (Ben Boyd) کو آزاد کر دیا جائے تو وہ لنکن کی لاش واپس لانے کا وعدہ کرتا ہے یہ کیسے معلوم ہوگا کہ جو شخص اس قسم کا وعدہ کرتا ہے وہ عیار نہیں ہے؟ اس کے ثبوت کے طور پر وہ اپنے ساتھ لندن کا اخبار اور مناسب سراغ لے جاتا جو اس کی غول بیابانی کی تصدیق کرتے۔ یہ گروہ سپرنگ فیلڈ میں پروگرام کے مطابق پہنچا اور سوگلز نے اس کام کے لئے نہایت مناسب وقت چنا۔ 7 نومبر انتخاب کا دن تھا کئی مہینوں سے ڈیموکریٹک پارٹی ری پبلکن پارٹی پر رشوت خوری اور بے اعتدالیوں کا الزام لگا رہی تھی اور ری پبلکن پارٹی نے خانہ جنگی کی صورت پیدا کر دی تھی اس انتخاب نے امریکہ کی تاریخ میں ایسی تلخی پیدا کر دی جس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔ اس رات جب کہ لاکھوں انسان اخبار کے دفتروں اور دیگر محکموں میں جمع تھے بگ جم کے ساتھی اوک رج کے قبرستان پر پہنچ گئے۔ اس وقت اندھیرا تھا اور ہر طرف ہو کا عالم، انہوں نے آری کے ساتھ لنکن کے مزار کے

تالے کو کاٹا اور اندر داخل ہو گئے اس کے تابوت سے سنگ مرمر کی سلیں اٹھا دیں اور لکڑی کے تابوت کو ایک حد تک باہر نکال لیا۔ سوگلز کے گروہ کے ایک آدمی نے گھوڑا گاڑی لانے کے لئے کہا جس کے متعلق کہا گیا کہ مزار سے دوسو گز کے فاصلے پر شمال مشرق کی طرف ایک کھڈ میں تیار کھڑی ہے سوگلز ڈھلوان چٹان پر جلدی سے اترا۔ اور اندھیرے میں غائب ہو گیا۔ سوگلز سنجیدہ ڈاکو نہیں تھا۔ وہ ایسا مجرم تھا جس کی اصلاح ہو چکی تھی اور اب خفیہ سراغ رسانی کے محکمے کا ایک ایجنٹ تھا۔ اس کے پاس کھڈ میں کوئی گھوڑا گاڑی تیار نہ تھی بلکہ اس نے آٹھ سراغ رسان مزار کے کمرے میں بٹھائے ہوئے تھے وہ ارد گرد بھاگتا رہا اور ایک دیا سلائی جلا کر اور سگار کو آگ دکھا کر انہیں اشارہ کر دیا اور آہستگی کے ساتھ اپنا خفیہ لفظ ''واش'' منہ سے نکالا خفیہ سراغ رسانی کے محکمے کے آٹھوں آدمی باہر نکل آئے ان کے ہاتھوں میں پستول تھے وہ مزار کے ارد گرد ڈٹ گئے سوگلز بھی ان کے ساتھ تھا اس کے بعد وہ مزار میں داخل ہوئے اور غول بیابانی کو ہتھیار ڈالنے کا حکم دیا اب اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔

ٹرل نے دیا سلائی جلائی یہ خفیہ سراغ رسانی کے محکمے میں ضلع کا سب سے بڑا افسر تھا اس وقت لاش پتھر کے تابوت سے باہر نکلی ہوئی تھی لیکن چور کدھر گئے سراغ رسانوں نے قبرستان کا کونہ کونہ چھان مارا، چاند درختوں کی چوٹیوں کے اوپر سے نظر آ رہا تھا جب ٹیرل مزار کے مینار پر چڑھا تو اسے دو شکلیں نظر آئیں جو اس کی طرف دیکھ رہی تھیں اس نے جوش اور پریشانی کے عالم میں ان پر اپنے پستول سے گولیاں

برسانی شروع کیں اسی وقت وہ بھی گولیوں کا جواب گولیوں سے دینے لگے لیکن وہ چور نہیں تھے وہ تو اس کے اپنے ساتھی تھے اسی اثناء میں چور جو ایک سو فٹ دور اندھیرے میں سوگلز کے گھوڑوں کا انتظار کر رہے تھے جنگل کی طرف بھاگ کھڑے ہوئے۔

اس دن کے بعد وہ شکاگو میں پکڑے گئے اور انہیں سپرنگ فیلڈ کی جیل میں بند کر دیا گیا جہاں ان پر دن رات کڑا پہرہ رہتا تھا چند دنوں تک لوگوں نے بڑے غیظ وغضب اور جوش وخروش کا مظاہرہ کیا لنکن کے بیٹے رابرٹ نے، جس کی شادی ایک دولت مند کنبے میں ہوئی تھی وکلاء کی وساطت سے شکاگو کی عدالت میں اس لاش چرانے والے گروہ پر مقدمہ دائر کر دیا۔ وکلاء نے پوری کوشش کی کہ اس گروہ کو سخت سزا ملے لیکن مشکل یہ تھی کہ اس وقت الی نائز کی ریاست میں کوئی ایسا قانون نہیں تھا جو لاش کو چرانے کی کوشش کو جرم قرار دیتا ہو۔ اگر چور واقعی لاش چرا لیتے تو انہیں سزا ملتی لیکن انہوں نے تو ابھی اسے قبر سے نہیں نکالا تھا پس زیادہ سے زیادہ ان کا جرم یہ ثابت ہوا کہ انہوں نے لاش کو چرانے کی سازش کی ہے اس لئے انہیں صرف پچھتر ڈالر جرمانہ کیا گیا ایک مشکل اس وقت یہ پیش آئی کہ یہ ووٹ ڈالنے کا زمانہ تھا۔ آٹھ مہینے تک مقدمے کی سماعت نہ ہو سکی۔ چار ججوں نے ملزموں کو بری قرار دیا۔ لیکن بارہ ججوں نے آپس میں سمجھوتہ کر لیا اور اس گروہ کو ایک سال کے لئے جولیٹ جیل بھیج دیا چونکہ لنکن کے دوستوں کو یہ خدشہ تھا کہ پھر کسی وقت چور اس کی لاش چرا کر لے جائیں گے اس لئے لنکن کی یادگار کی ایسوسی ایشن نے اسے لوہے کے صندوق

میں بند کر کے ایک غار میں جو ایک قسم کی کوٹھری تھی، چھپائے رکھا، اس عرصے میں ہزاروں لوگ صرف اس کے پتھر کے خالی تابوت ہی کو اس کی لاش سمجھ کر اس کی زیارت کے لئے جاتے رہے۔

کئی وجوہات کی بناء پر لنکن کی لاش کو سترہ دفعہ منتقل کیا گیا لیکن اب اسے منتقل نہیں کیا جائے گا کیونکہ یہ ایک فولادی کمرے میں رکھی ہوئی ہے اور قبر سے نیچے چھ فٹ تک پختہ زمین ہے۔

26 ستمبر 1901ء کو یہاں لاش رکھی گئی تھی اس روز اس کے تابوت کو کھولا گیا اور لوگوں نے آخری دفعہ اس کا دیدار کیا جنہوں نے اسے دیکھا انہوں نے کہا "یہ لاش تو بالکل قدرتی حالت میں دکھائی دیتی ہے اسے فوت ہوئے چھبیس برس گزر گئے تھے لیکن حنوط کرنے والوں نے اس ہنرمندی سے حنوط کیا تھا کہ وہ بالکل ویسا ہی دکھائی دیتا تھا جیسا وہ زندگی میں تھا اس کا چہرہ ذرا سیاہی مائل ہو گیا تھا اور اس کی سیاہ ٹائی کے ایک حصے پر ذرا سا شکن دکھائی دیتا تھا۔ اس کے علاوہ کوئی تغیر واقع نہیں ہوا تھا۔"

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ختم شد----------------------------The End